

الطريقۃ السنویۃ فی علماہا

مذکرہ سنوی مشائخ

عابد حسین شاہ پیرزادہ



دارالاسلام

الطريقة السنوسية واعلامها

تذکرہ سنوسی مشائخ

تالیف

عابد حسین شاہ پیرزادہ

دارالاسلام

مطبع اشاعت ۶۲۰۱

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

فیضان نور علم

امام اعظم مجتہد مطلق مؤسس فقہ حنفی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ
امام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ
غوث اعظم شیخ طریقت حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
برکتہ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میر مجلس

جامع الطریقین، مرج البحرین، شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مجلس مشاورت

الشیخ محمد الامین فرکاش، ڈاکٹر سلطان الطاف علی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، ڈاکٹر عارف نوشاہی
راجا نور محمد نظامی، پیر طاہر حسین قادری، خالد محمود قادری، سراج الدین امجد، سہیل احمد سیالوی

مؤسس و مدیر

صاحب الارشاد

محمد رضا الحسن قادری

یادگار اسلاف مولانا مفتی غلام حسن قادری

ضابطہ و دستور

سلسلہ مطبوعات: 53، طبع: ذوالحجہ 1438ھ / ستمبر 2017ء، قیمت: 400 روپے

پیش از کتاب

دنیا کے اکثر خطے مختلف صوفی سلاسل کے زیر اثر رہے ہیں۔ مشرقِ بعید سے لے کر مغرب کی آخری حدوں تک دنیا کا کوئی بھی بڑا خطہ صوفیہ کے وجود سے خالی نہیں رہا۔ براعظم ایشیا، افریقہ اور بعض روسی خطے ان نفوسِ قدسیہ کی توجہات کا مرکز رہے ہیں۔ سرزمینِ عرب کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ یہاں سب سے زیادہ انبیاءِ مبعوث ہوئے، صوفیہ بھی سب سے زیادہ عرب علاقوں میں رہے اور سلسلہٴ رشد و ہدایت پوری دنیا میں پھیلاتے رہے۔ صدیوں کے اس تسلسل کے بعد آج عالم یہ ہے کہ مصر کے معروف جریدے ”الاہرام“ کے مطابق جنوری ۲۰۱۱ء تک عرب خطے میں ۲۸۰ صوفی سلسلے موجود تھے، جن میں سے بعض کے پیروکاروں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں ان صوفی تحریکات پر کام ہو رہے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ انھیں اردو زبان میں منتقل کیا جائے، اور جن پر اب تک کسی زبان میں کام نہیں ہوا ان پر اردو میں مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔ عالمی سطح پر متعارف صوفی سلسلوں کا ایک اجمالی خاکہ ہم نے اپنے ادارے کی طرف سے ترتیب دیا ہے، جس کی روشنی میں اس کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے:

قادریہ: عراق، یمن، شام، مصر، افغانستان، پاکستان، انڈیا، چین، ترکی،
 حجاز مقدس، ایران، اسپین، ہالینڈ، فرانس، بیلجیئم، انڈونیشیا، ملائیشیا، بلقان،
 الجزائر، فلسطین، لبنان، موزمبیق، نائیجیریا، غانا، سوڈان، کینیا، صومالیہ،
 یوگوسلاویہ، تیونس، مالی، چاڈ، اریٹیریا، کیمرون اور افریقی و سوویت اتحاد کے
 مختلف علاقے

چشتیہ: ہندوستان، افغانستان، پاکستان

سہروردیہ: عراق، پاکستان

نقش بندیہ: بخارا، ترکستان، جرمنی، فرانس و دیگر روسی علاقے، حجاز مقدس،
 فارس، پاکستان، انڈیا، شام، ترکی، مصر، امریکہ، افریقہ، چین، ملائیشیا، انڈونیشیا
 رفاعیہ: مصر، عراق، کویت، بلقان

بدویہ: مصر، سوڈان، لیبیا، ترکی، عرب، یورپی اور ایشیائی ریاستیں

برہانہ: مصر، سوڈان، تیونس، لیبیا، الجزائر، لبنان، شام، اردن، سعودیہ،
 یمن، متحدہ عرب امارات، کویت، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، جرمنی، ہالینڈ، اٹلی،
 روس، برطانیہ، کینیڈا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ

شاذلیہ: مصر، عراق، شام، لیبیا، یمن، اردن، الجزائر، تیونس، سوڈان،
 فلسطین، جزر القمر

مجددیہ: ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ترکی

خالدیہ: کردستان (عراق، شام، ترکی)

تجانیہ: سوڈان، مراکش، تیونس، مصر، ترکی، فلسطین، شام، الجزائر،
فرانس، اٹلی، اسپین، جرمنی، سلیجیم، روس، چین، امریکہ، انڈونیشیا، ملائیشیا،
آسٹریا، سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، موریتانیا، نائیجیریا، مالی، سینی گال

سنوسیہ: لیبیا، سوڈان، چاڈ، الجزائر، صومالیہ، مراکش، مصر
عیدروسیہ: یمن، ہندوستان، افریقی ممالک

باعلوہ: یمن، حجاز، سنگاپور، نائیجیریا
خلوتیہ: شام، ترکی، مصر، فلسطین، اردن
ادریسیہ: مصر، سوڈان، صومالیہ، یمن

رکینہ: سوڈان، نائیجیریا، مصر، انڈونیشیا، ایتھوپیا
ختمیہ: مصر، سوڈان، افریقہ، اریٹیریا، نیجر، الجزائر، مراکش
کرکریہ: مراکش، مصر، الجزائر، سینی گال، تیونس، فرانس، اسپین، ہالینڈ،
سعودیہ، آسٹریلیا، لبنان

حقانیہ: قبرص، ترکی، شام، انگلینڈ، امریکہ، جرمنی، سری لنکا، ملائیشیا،
یورپ، لبنان

(یہ مواد مختلف عربی ویب سائٹس اور ویکی پیڈیا کے متعلقہ صفحات سے اخذ کیا گیا ہے)

ان کے علاوہ جزولیہ، رحمانیہ، درقاویہ، علاویہ، عیساویہ، شطاریہ،
کتانیہ، مرادیہ، معینیہ، مشیشیہ، بودشیشیہ، بکتاشیہ، جعفریہ وغیرہ
بھی اہم طرقِ تصوف میں شمار ہوتے ہیں، مگر یہاں اسی قدر پر اکتفا ہے۔

نلبید صوفی طریقوں کا سلسلہ بھی بڑا طویل اور بے حد اہمیت کا حامل موضوع ہے۔ مثلاً اکابر صوفیہ کے سلاسل طریقت جو اب ختم ہو چکے ہیں جنید، محاسبیہ، ملامتیہ، طیفوریہ، قشیریہ، اکبریہ، غزالیہ، مولویہ وغیرہ۔ ان کو بھی معرض تحقیق میں لانا ضروری ہے۔

ضروری نہیں کہ یہ سارا کام ایک ہی ادارہ کرے، اور تنہا ایک ادارے کے بس میں شاید یہ ہے بھی نہیں، بل کہ یہ ایک طرح سے محققین کو دعوت دینا ہے کہ وہ اپنے اپنے رجحانات کے مطابق موضوعات کا انتخاب کر کے داد تحقیق دیں، ادارہ توفیق اللہ ان کے ساتھ ہر طرح کا ممکن تعاون کرے گا۔

گزشتہ برس ہم نے دارالاسلام کی طرف سے افغانستان کے مشائخ مجددیہ کا تذکرہ شائع کیا تھا، اب سنوسی مشائخ پر یہ واقع کام آپ کے سامنے ہے۔ ہم حسب روایت صوفیہ صافیہ کے اس عظیم کام کو آگے بڑھانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی توفیق، صوفیہ باخدا کا فیضانِ نظر اور صوفی روایت کے امین و وارثین اس راہ میں ہماری دست گیری و راہ نمائی کریں گے۔

پیکِ فکرِ صوفی

محمد رضا الحسن قادری

مدیر و منصرم

دارالاسلام، لاہور

بدھ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ

ہدیۃ

محدث و مسند ہند، صوفی کبیر، حضرت شاہ ولی اللہ احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 کے احوال پر اولین کتاب ”القول الجلی فی ذکر آثار الولی“ کے مصنف
 نیز ماموں زاد بھائی، شاگرد و مرید، سفر حجاز مقدس کے ساتھی
 مولانا محمد عاشق بن عبید اللہ صدیقی پھلتی
 رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء تقریباً)

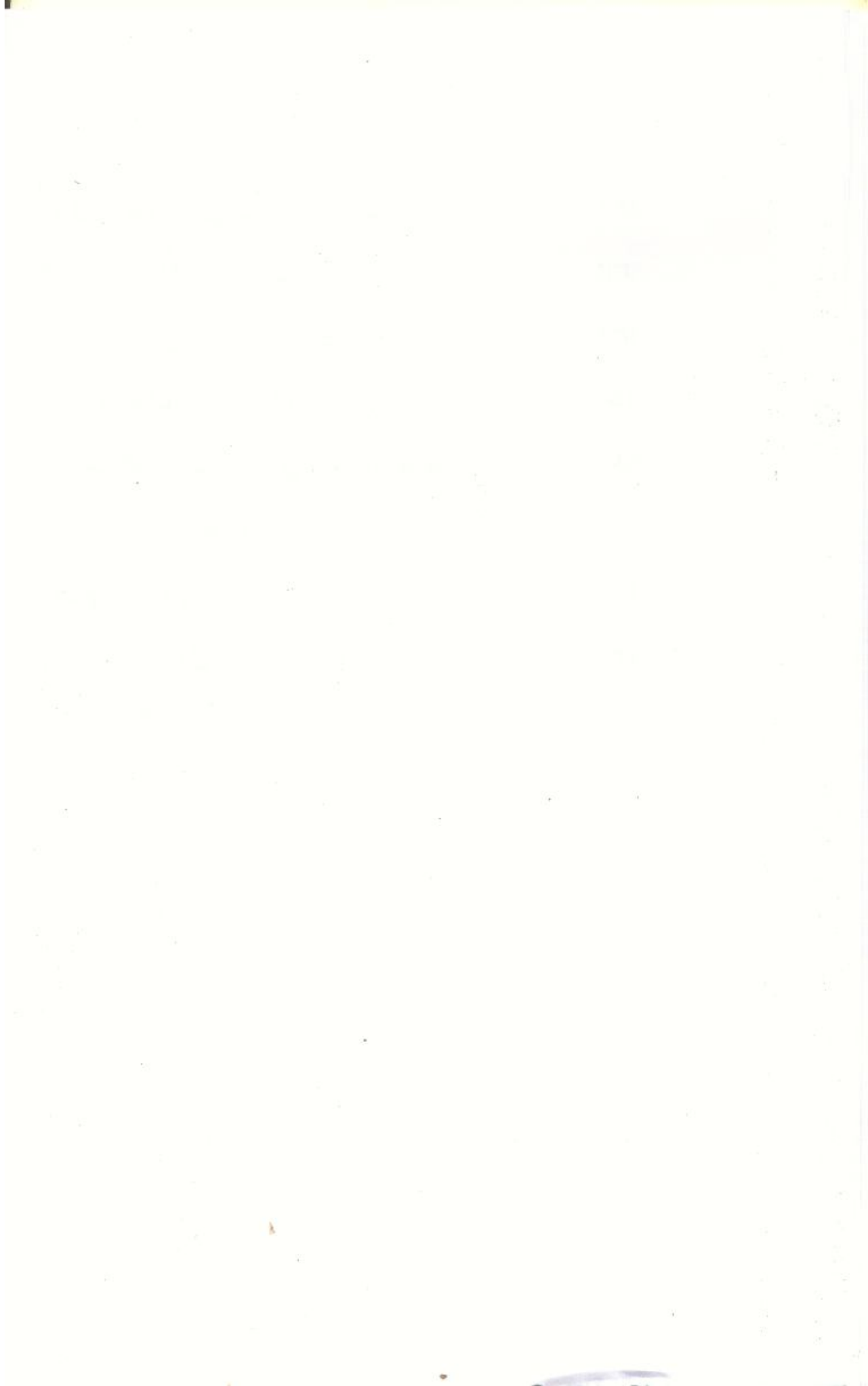
کی نذر

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان
۱۳	شاذلیہ سلسلہ طریقت
۱۴	شاذلیہ کی ناصریہ شاخ
۱۴	محمدیہ سلسلہ کا آغاز
۱۷	شیخ سید احمد بن ادریس فاسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	شاگرد و خلفا
۲۰	تصنیفات و ملفوظات
۲۵	اعتراف عظمت
۳۲	عقیدہ
۴۵	شیخ احمد بن ادریس کے احوال پر کتب
۴۶	اولاد
۵۱	شیخ سید محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ
۵۴	شاگرد و خلفا

- ۶۱ تصانیف
- ۶۲ اعتراف عظمت
- ۶۶ عقیدہ
- ۷۱ ایک الزام کا جائزہ
- ۸۰ شیخ سید محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۵ شیخ سید عمران بن برکہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۷ شیخ سید احمد بن عبد القادر مازونی قلعی ریفی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۸ شیخ سید فالح بن محمد ظاہری مہنوی حسینی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۱ شیخ سید محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۳ شیخ محمد بوسیف مقرب حدوث البر عصی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۴ شیخ عمر بن مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۸ شیخ سید احمد شریف سنوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۴ تصانیف
- ۱۰۷ شاگرد و خلفا
- ۱۱۵ اسلامیان ہند سے تعلق
- ۱۱۷ شاہ لبیبہ شیخ سید محمد ادریس سنوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۰ شیخ سید مالک سنوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۲ علمائے پاکستان سے تعلق

- ۱۲۶ سنوسی تحریک و مشائخ کے احوال پر کتب
- ۱۳۴ تحریک آزادی الجزائر کے ایک رہ نما
- ۱۳۶ خواجہ حسن نظامی کی تحقیق و تاثرات
- ۱۵۱ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵۳ مولانا ضیاء الدین احمد سیال کوٹی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵۵ اسلامیانِ پاک و ہند کا سنوسی سلسلہ روایت
- ۱۶۵ حوالہ جات و حواشی
- ۲۳۱ فہرست مآخذ و مراجع



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجزائر کے عارف باللہ، خاتمة المحدثین و المسندین، حجة
 اللہ علی المتأخرین، مجاہدِ کبیر، شیخ سید محمد بن علی خطابی ادریسی حسنی
 سنوسی سے منسوب صوفیہ اسلام کے سلسلہ ”سنوسیہ“ کے اکابر و وابستگان نے
 انیسویں و بیسویں صدی عیسوی میں متعدد عرب ممالک کی آزادی، فروغ
 علم، امت مسلمہ میں اتحاد و یگانگت، سماجی خدمات میں نمایاں خدمات انجام دیں۔
 آئندہ صفحات پر اس سلسلہ و تحریک آزادی کے چند اکابر کا مختصر تعارف، نیز
 علمائے پاک و ہند سے ان کے تعلق و اتصال کی ایک جھلک اردو قارئین کی نذر ہے:

شاذلیہ سلسلہ طریقت

سنوسی طریقہ کے سر تاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے یوں تو بہت
 سے اکابر صوفیہ کرام سے متعدد سلاسل و طرق میں اجازت و خلافت پائی، لیکن
 ان میں دوبہ طور خاص قابل ذکر ہیں: ایک ”شاذلیہ“ اور دوسرا ”احمدیہ محمدیہ“،
 اور ”سنوسیہ“ انھی دونوں کا امتزاج ہے۔ جیسا کہ معلوم و معروف ہے، شاذلی
 سلسلہ حضرت ابوالحسن علی بن عبد اللہ شاذلی (وفات ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء) سے

منسوب ہے، جو مراکش کے مقام غمارہ میں پیدا ہوئے اور تیونس شہر کے قریب مقام شاذلیہ میں طویل عرصہ مقیم رہے۔ حج و زیارت سے واپس جا رہے تھے کہ مصر کے صحرائی مقام عیذاب میں وفات پائی، جہاں مزار مشہور و مرجع خلایق ہے۔ آپ مالکی عالم، امام الصوفیہ، صاحب کرامات نیز اوراد و اذکار مطبوع و متداول ہیں۔ اور شاذلی سلسلہ عرب دنیا کے مقبول ترین سلاسل میں سے ہے۔ [۱]

شاذلیہ کی ناصریہ شاخ

مراکش میں ہی شاذلی سلسلہ کی اہم شاخ ”ناصریہ“ نام سے ہے، جو شیخ محمد بن محمد ابن ناصر درعی سے منسوب ہے۔ آپ سبکداسہ شہر کے قریب مقام درعہ کے باشندہ اور ۱۰۱۱ھ / ۱۶۰۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء میں وفات پائی۔ وہیں کے مقام نمکروت میں مزار واقع ہے۔ آپ فقیہ مالکی، محدث، مسند، صوفی شاعر تھے اور متعدد تصنیفات میں مجموعہ فتاویٰ کے علاوہ درود شریف پر کتاب ”غنیمة العبد المنیب فی التوسل بالصلاة علی النبی الحبيب صلی اللہ علیہ وسلم“ مطبوع و مقبول ہے۔ [۲] اور ”محمدیہ“ سلسلہ کے سرتاج شیخ سید عبد العزیز دباغ اوائل میں شاذلیہ ناصریہ سلسلہ سے وابستہ ہوئے۔

محمدیہ سلسلہ کا آغاز

عارف باللہ شیخ سید عبد العزیز بن مسعود دباغ مراکش کے شہر فاس میں ۱۰۹۵ھ / ۱۶۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ وہیں پر ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء میں وفات پائی،

جہاں مزار مشہور ہے۔ قطب الواصلین، صاحب کرامات تھے اور کسی استاذ و مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ حضرت خضر سے ظاہری و باطنی علوم بہ راہ راست اخذ کیے، [۳] نیز خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی۔ [۴] آپ کے مرید و خلیفہ شیخ ابو العباس احمد بن مبارک لمطی سبلماسی مالکی (وفات ۱۱۵۶ھ / ۱۷۴۳ء) نے ۱۱۲۹ھ میں اقوال و ملفوظات، مناقب و کرامات جمع کیے، جو ”الابریز من کلام سیدی عبد العزیز“ نام سے صوفی حلقوں میں متداول اور یہ کتاب ۱۲۷۸ھ نیز ۱۲۹۲ھ میں مصر سے چھپی، اب ڈاکٹر عاصم ابراہیم کیالی حسینی شاذلی درقاوی کی تحقیق سے دارالکتب العلمیہ بیروت کی شائع کردہ دست یاب ہے۔ الابریز کے دو سے زائد اردو تراجم شائع ہوئے، جن میں ڈاکٹر پیر محمد حسن (وفات ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء) کا ترجمہ ”خزینہ معارف“ نام سے علمی کتاب خانہ، ناشران قرآن کمپنی، اردو بازار لاہور اور ہاشمی پبلی کیشنز راول پنڈی نے شائع کیا۔ اور ابو العلا محمد محی الدین جہاں گیر کا ترجمہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور نے تیسری بار ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں ۶۴۷ صفحات پر شائع کیا۔ راول پنڈی کے علامہ افتخار احمد حافظ قادری (پیدائش ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء) نومبر ۲۰۰۷ء میں آپ کے مزار پر حاضر ہوئے، پھر آپ کے احوال، نیز مزار کی رنگین تصویر، اپنے اردو سفر نامہ میں پیش کیے۔ اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے سرپرست و چشتی سلسلہ کے مرشد، مرکزی نائب وزیر اوقاف پاکستان مولانا پیر محمد امین الحسنات شاہ (پیدائش ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) مئی ۲۰۱۶ء کو دس رکنی وفد کے ہم راہ آپ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ شیخ سید عبد العزیز دباغ، شاذلی ناصری سلسلہ سے وابستہ

تھے اور ”محمدیہ“ سلسلہ خود آپ سے منسوب و جاری ہوا۔ [۵] اور اسی سے وابستہ شیخ ابوالعباس سید احمد بن ادریس حسنی ادریسی فاسی عراقی کی نسبت سے یہ ”احمدیہ محمدیہ“ نیز ”ادریسیہ“ کہلایا، [۶] جو سنوسی سلسلہ کے سر تاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے مرشد تھے۔ اور ضروری واہم ٹھہرا کہ ان کے کسی قدر احوال قارئین کی نذر کیے جائیں۔

شیخ سید احمد بن ادریس فاسی

”احمدیہ محمدیہ“ سلسلہ کے سرتاج شیخ سید احمد بن ادریس کا خاندان مراکش کے مقام العرائش میں آباد تھا۔ جو طنجه شہر سے ۸۵ کلو میٹر اور تطوان سے ۱۰۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسپین نے اس علاقے پر دھاوا بولا تو یہ گھرانہ ہجرت کر کے فاس شہر سے دو سو کلو میٹر پر مقام میسور میں آباد ہوا، وہیں پر ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور آج کی مملکت سعودی عرب کے جنوبی صوبہ عسیر کے شہر جازان سے چالیس کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع مقام صبیا میں ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں وفات پائی، وہیں قبر بنی۔ آپ مالکی عالم، ظاہری و باطنی علوم کے ماہر، شریعت و طریقت کے جامع، نیز بہ کثرت کرامات ظاہر ہوئیں۔ وطن میں ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۱۸۱ھ / ۱۷۶۸ء میں فاس شہر کی راہ لی، جہاں قرویین یونیورسٹی کے علاوہ شہر کے اکابر علمائے کرام سے تعلیم پائی، نیز صوفیہ کرام سے متعدد سلاسل میں تربیت و اجازت پائی۔ اور شیخ سید عبدالعزیز دباغ کے معمر خلیفہ شیخ ابوالمواہب عبد الوہاب تازی (وفات ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء یا ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء) کے اعظم خلیفہ ہوئے۔ یہیں پر رسول اللہ ﷺ سے حالت بیداری میں، نیز حضرت خضر سے اخذ کیا۔

فاس سے ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء میں روانہ ہوئے اور الجزائر، تیونس، لیبیا سے ہو کر ۱۲۱۳ھ میں مصر کی بندرگاہ اسکندریہ اور پھر قاہرہ پہنچے، جہاں جامعہ ازہر میں درس دیا اور اگلے برس حج و زیارت کے لیے حجاز مقدس حاضر ہوئے، جس دوران مسجد حرم مکی میں درس دیتے رہے۔ پھر مدینہ منورہ نیز طائف کے اسفار کیے۔ حجاز مقدس اور بہ طور خاص مکہ مکرمہ میں طویل قیام کے بعد ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء میں مصر گئے اور وادی کے شہر الاقصر کے نزدیک گاؤں زینیہ میں نیز قاہرہ میں مساجد کی بنیاد رکھی، جو آج تک آپ کے نام سے مشہور ہیں۔ بالآخر ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء میں مصر سے واپس مکہ مکرمہ آئے اور درس و تدریس کے عمل کو پھر سے آگے بڑھایا، نیز تقلید کی بجائے اجتہاد کے قائل و داعی ہوئے تا آن کہ ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۸ء میں مکہ مکرمہ چھوڑنا پڑا، جہاں سے یمن کی راہ لی اور اگلے برس وہاں کے علمی و روحانی شہر زبید پہنچے۔ آخر کار شعبان ۱۲۴۵ھ / ۱۸۳۰ء میں صبیہا پہنچے اور نو برس قیام کے بعد وہیں پر وفات پائی۔ [۷] آپ کے شاگرد و خلیفہ شیخ سید یحییٰ بن محسن حسن نعمی (وفات ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء) نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ [۸]

شاگرد و خلفا

حضرت شیخ سید احمد بن ادريس فاسی سے اخذ کرنے والوں میں جلیل القدر علما کے نام شامل ہیں اور تیرہویں صدی ہجری کے خاتمہ تک ”احمدیہ محمدیہ“ سلسلہ کی چار شاخیں ادریسیہ، رشیدیہ، میر غنیہ ختمیہ، سنوسیہ کئی ممالک

میں پھیل چکی تھیں، جن کے مشائخ و وابستگان امت مسلمہ کی رہ نمائی میں فعال تھے۔ آپ سے اخذ کرنے والے چند اکابر کے نام یہ ہیں:

✽ محدث و مسند یمن شیخ سید عبد الرحمن بن سلیمان اہل شافعی زبیدی (وفات ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۵ء) [۹]

✽ محدث حجاز و رئیس علمائے مدینہ منورہ مولانا محمد عابد بن احمد علی سندھی حنفی مہاجر مدنی (وفات ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء) [۱۰]

✽ مدرّس حرم مکی و مفسّر قرآن کریم شیخ سید محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی حنفی (وفات ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ء) میر غنیہ ختمیہ شاخ آپ سے منسوب ہوئی۔ [۱۱]

✽ محدث و مجاہد کبیر شیخ سید محمد بن علی سنوسی مالکی (وفات ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء) سنوسیہ شاخ کے سرتاج

✽ مؤرخ یمن و مفسّر شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی (وفات ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۴ء) [۱۲]

✽ شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی مہاجر مکی (وفات ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء) رشیدیہ شاخ کے سرتاج [۱۳]

✽ گورنر مکہ مکرمہ سید عبد المطلب بن غالب حسنی (وفات ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء) [۱۴]

✽ مولانا غضنفر بن حیدر بن مبین انصاری لکھنوی ثم حیدر آبادی (وفات ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء) والد کے ہم راہ ۱۲۴۰ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے تو اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔

تصنیفات و ملفوظات

عارف باللہ حضرت احمد بن ادریس نے چند تصنیفات بھی یادگار چھوڑیں، جو تمام تر اوراد و اذکار اور یومیہ وظائف کے بیان و تلقین پر مشتمل نیز مختصر اور جامع ہیں۔ علاوہ ازیں بعض تلامذہ و خلفائے اقوال قلم بند کیے۔ نیز بعض موضوعات پر مسائل کے جوابات آپ نے خود املا کرائے، جو محفوظ و مطبوع ہیں۔ مذکورہ تمام انواع کے رسائل و کتب کے نام یہ ہیں:

الاحزاب الخمسة	❖
الاساس	❖
الحصون المنیعة النبویة	❖
روح السنة و روح النفوس المطمئنة	❖
الصلوات الاربع عشرة	❖
القواعد	❖
کیمیاء الیقین فی مشوق المتقین	❖
المحامد الثمانية	❖
النفحات الالهية بالاورد الاحمدية والنسمات المحمدية	❖
بفیض الامداد النبویة	

مذکورہ بالا نو رسائل و کتب، مناجات، دعائیں اور درود شریف پر مشتمل ہیں اور سلسلہ سے وابستگان کے ہاں روزمرہ وظائف کے طور پر رائج ہیں۔ یہ عثمانی دار الخلافہ استنبول، نیز قاہرہ سے الگ اور یک جا بارہا شائع ہوئیں۔

جیسا کہ ”مجموعۃ احزاب و اوراد و رسائل“ نام سے تمام یک جا ۲۰۸ صفحات پر مطبوع پیش نظر ہیں۔ علاوہ ازیں اس مجموعہ میں حضرت علی سے منسوب دعا ”الحزب السیفی“ نیز حضرت اویس قرنی [۱۵] سے منسوب ”الحزب المغنی“ اور اسماء اللہ الحسنى شامل ہیں۔ خاتمہ پر نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حضرت جابر سے مروی حدیث کا متن بہ عنوان ”حدیث بدء الخلق“ اور مصنف حضرت احمد بن ادریس کے مختصر حالات شامل ہیں، جو محدث یمن شیخ سید عبدالرحمن بن سلیمان اہل کی تحریر کا خلاصہ ہیں۔ [۱۶]

❖ شرح حدیث السنة المحمدية، جو ”النفحات الربانية“ نامی مجموعہ کے صفحہ ۲۳۷ تا ۲۴۴ پر مطبوع ہے۔ [۱۷]

❖ انوار التحصین، کمپوز شدہ کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہے۔

❖ السلوک، بہ قول بعض اس نام کی تصنیف مطبوع ہے۔ [۱۸] مزید معلومات پیش نظر نہیں۔

❖ الدرر الدقیقة المستخرجة من بحرا لحقیقة

ان تصنیفات پر اکابر نے خاصا کام انجام دیا اور شائع کرائیں۔ جیسا کہ ”الصلوات الاربع عشرة“، جو آپ کے موزوں کردہ چودہ درود شریف کا مجموعہ ہے۔ اس کی قاہرہ کے شیخ سید ابوالفتوح ہجری اور دمشق کے شیخ بہاء الدین بیطار نے ضخیم شروح لکھیں۔

شیخ سید ابوالفتوح محمد بن خلیل ہجری ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں مصر میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں وہیں وفات پائی۔ جامعہ ازہر کے اکابر علما میں سے تھے، شافعی، خلوتی سلسلہ سے وابستہ، نیز شاعر تھے اور ۱۳۰۰ھ میں حرمین

شریفین حاضر ہوئے تو مدینہ منورہ میں آٹھ برس قیام کیا، جس دوران مسجد نبوی میں درس دیا کرتے۔ صاحب ”فیض الملک الوہاب“ مولانا عبد الستار بن عبد الوہاب دہلوی مکی (وفات ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) نے مکہ مکرمہ میں آپ سے روایت کی اجازت پائی۔ [۱۹] شیخ ابو الفتوح نے قیام مدینہ منورہ کے دوران ضخیم شرح لکھ کر ”الفتوحات المدنیۃ الہجرسیۃ علی الصلوات القدسیۃ الادریسیۃ“ نام دیا، جو ۳۱۰ صفحات پر چھپی۔ جب مصر واپس گئے تو احباب کی خواہش پر مختصر کر کے ”الجوہر النفیس فی صلوات ابن ادیس“ نام دیا، جسے مطبع بولاق قاہرہ نے ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں ۷۹ صفحات پر شائع کیا اور ۱۹۸۸ء میں بیروت سے چھپی۔ نیز ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہے۔ الجوہر النفیس پر مصر کے تین شعرا نے منظوم تقاریظ لکھیں جن کے نام یہ ہیں: شیخ محمد عزت بن منصور عوامری، شیخ عبد العزیز عوامری، شیخ اسعد الحمصی۔ [۲۰]

دروادریسیہ کے دوسرے شارح شیخ محمد بہاء الدین بن عبد الغنی بیطار ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء میں دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔ حافظ و عالم، شاعر، کلام ابن عربی کے شارح، صاحب ”حلیۃ البشر“ کے داماد اور ”النفحات الاقدسیۃ فی شرح الصلوات الاحمدیۃ الادریسیۃ“ نام سے شرح لکھی، جو مطبع الرغائب قاہرہ نے ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۸ء میں ۲۶۷ صفحات پر اور پھر دار الجلیل بیروت نے شائع کی۔ یہی اشاعت انٹرنیٹ پر ہے۔ نیز شیخ عاصم کیالی نے شرح پر تحقیق انجام دی، جسے دار الکتب العلمیہ، بیروت نے ۲۰۰۵ء میں ۴۴۰ صفحات پر شائع کیا۔ [۲۱]

آپ کے احوال و آثار پر کام کرنے والی شخصیات میں قاہرہ کے پیر
 طریقت شیخ سید صالح جعفری کا نام انتہائی اہم و نمایاں ہے۔ انھوں نے ”کیمیاء
 الیقین“ پر تحقیق انجام دی، نیز چھ فصول میں مرتب کر کے کتابی شکل دی جو
 ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء میں مطبع السعادت قاہرہ نے ۳۵ صفحات پر شائع کی۔ نیز
 ”القواعد“ کی ۱۳۸۲ھ میں شرح ”الالهام النافع لكل قاصد“ چار فصول
 میں لکھی جو ۱۵۹ صفحات پر دارالطباعة المحمدیہ قاہرہ نے شائع کی۔ اور
 حضرت خضر نے حضرت احمد بن ادریس کو ایک درود شریف تلقین فرمایا تھا جو
 ”درود عظیمیہ“ نام سے مشہور اور سلسلہ کے اوراد میں شامل ہے۔ [۲۲] شیخ
 صالح جعفری نے ”درود عظیمیہ“ نیز ”الصلوات الاربع عشرة“ میں شامل
 چودہ درود و سلام میں سے ایک کی نفیس شرح لکھی اور دونوں کی شروح
 ”الذخيرة المعجلة للارواح المعطلة“ کے ضمن میں مطبوع ہیں۔ علاوہ ازیں
 ”الدرر الدقیقة المستخرجة من بحر الحقيقة“ کی شرح ”المعانی
 الرقیقة علی الدرر الدقیقة“ نام سے لکھی، جو پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ یہ
 تمام کتب شیخ صالح جعفری کے اشاعتی ادارے دار جوامع الکلم، قاہرہ نے
 شائع کیں، نیز بعض انٹرنیٹ پر بھی دست یاب ہیں۔

گزشتہ سطور میں شیخ سید احمد بن ادریس کی تصنیفات اور ان پر دیگر کے
 کام کا تعارف پیش کیا گیا، اب ان کتب کے نام ملاحظہ ہوں، جو اقوال و ملفوظات
 پر مبنی ہیں:

حظيرة التقديس، تین فصول پر مشتمل یہ کتاب شیخ احمد بن ادریس
 کے خلفاء تلامذہ کے نام خطوط اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔ پہلی

فصل میں آپ کے مختصر حالات و کرامات ہیں، جو شیخ سید صالح جعفری کے کسی مرید نے قلم بند کیے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی چھپ چکا ہے، جو قبل ازیں راقم سطور کی نظر سے گزرا۔



شهد مشاہدۃ الارواح التقیۃ من بحر علوم جد السادة الادریسیۃ، شیخ سید صالح جعفری نے دو فصول میں مرتب کر کے یہ نام دیا۔ اور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء میں مطبع السعادت قاہرہ سے ۱۹ صفحات پر چھپی، جو ایک حدیث ”المعرفة رأس مالی“ کی شرح ہے۔



العقد النفیس فی نظم فوائد التدریس، دوسرا نام العقد النفیس فی نظم جواهر التدریس، چند سوالات کے جواب میں بعض آیات، نیز احادیث کی تفسیر و تشریح، جو کسی شاگرد و مرید نے قلم بند کیے، جس کا نام مذکور نہیں۔ مطبع بولاق قاہرہ نے ۱۳۵۱ھ میں ۲۶۶ صفحات پر، پھر مطبع ملیجیہ نے ۱۳۲۹ھ میں ۱۸۸ صفحات پر شائع کی، نیز انٹرنیٹ پر ہے۔



الفیوضات الربانیۃ بتفسیر بعض الآیات القرآنیۃ، شیخ سید احمد بن ادریس نے بعض آیات مقدسہ کی تفسیر بیان کی، جسے کسی نے قلم بند و محفوظ کر لیا۔ اب قلمی نسخہ شیخ صالح جعفری کے ہاتھ لگا تو تحقیق انجام دی اور چھ فصول میں مرتب کر کے یہ نام دیا اور دار جوامع الکلم، قاہرہ نے پہلی بار شائع کی۔



کنز السعادة والدعوات المستجابة، اقوال و ملفوظات کا مجموعہ، جس کی تصحیح انجام دے کر مذکورہ ادارہ نے شائع کی۔

❖ کیفیت الوضو والصلاة، وضو اور مختلف نمازیں ادا کرنے کے اوقات و طریقہ کا بیان، جو آپ نے طلباء کو قلم بند کرائے تھے۔

❖ لوامع البروق النورانية من کلام شیخ الطريقة الاحمدية، ملفوظات کا مجموعہ، جو آپ کے شاگرد شیخ عبدالکریم بن حسین العتمی یمنی نے ۱۲۴۵ھ میں قلم بند کیے، جس کا قلمی نسخہ سوڈان سے ملا اور شیخ صالح جعفری نے ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں تصحیح انجام دی، جسے مطبع السعادة قاہرہ نے ۲۰ صفحات پر طبع کیا۔

❖ مفتاح مفاتح كنوز السموات والارض المخزونة، اوراد کا مجموعہ، جنہیں شیخ صالح جعفری نے جمع کر کے یہ نام دیا اور شائع کی۔

❖ النفحات الكبرى، شیخ سید احمد بن ادریس نے اعتکاف و خلوت وغیرہ موضوعات کے مسائل طلباء کو املا کرائے، ضمناً تصوّر شیخ کا بھی بیان ہے۔ شیخ صالح جعفری نے تحقیق انجام دی، نیز دو فصول میں مرتب کی اور دارجوامع الکلم، قاہرہ نے ۶۴ صفحات پر شائع کی۔

اعترافِ عظمت

حضرت شیخ سید احمد بن ادریس کی زندگی سے آج تک مختلف عرب ممالک کے علماء و مشائخ نے ان کے اوصاف و کمالات نثر و نظم میں بیان کیے، یہاں چند مشاہیر کے الفاظ و آرا پیش ہیں:

❖ شیخ عبدالرحمن بن احمد بہکلی، جو ۱۱۸۲ھ / ۱۷۶۸ء میں صبیاء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء میں وفات پائی۔ محدث، مؤرخ، شاعر، یمن کے

شہر بیت الفقیہ کے قاضی تعینات رہے۔ [۲۳] شیخ سید احمد بن ادریس صبیہ وارو ہوئے تور مضان ۱۲۲۵ھ میں آپ کو خط لکھا، جس کا آغاز اس عبارت سے ہے:

”من عبد الرحمن بن احمد بن حسن البهکلی الی الشیخ
الطریقة، وامام الحقیقة، المرہی المرشد، ترجمان الکتاب،
الناطق بالصواب، احمد بن ادریس الادریسی الحسنی،
اذاقه الله لباس التقوی، وبلغه من منازل الفردوس ما
یہوی، والسلام علیہ ورحمة الله وبرکاتہ۔“ [۲۴]

محدث یمین شیخ سید عبدالرحمن بن سلیمان اہل کے الفاظ یہ ہیں:

”شیخنا الامام ذو المعارف الربانیة والمواهب الرحمانیة،
صفی الاسلام احمد بن ادریس المغربی الحسنی۔“ [۲۵]

”سیدنا و مولانا و فخرنا و ملجؤنا و سندنا و ذخرننا۔“ [۲۶]

”وبالجملة کان جامعاً بین علمی الظاہر والباطن۔“ [۲۷]

محدث و مجاہد، صوفی کبیر، شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے ان الفاظ میں

ذکر کیا:

”العلامة الامام السید احمد بن ادریس احد شیوخ

الصوفیة رضی الله عنه وعنہم۔“ [۲۸]

مؤرخ یمین و مفسر شیخ حسن بن احمد عاکش نے تین سے زائد کتب میں

آپ کے حالات شامل کیے اور بھرپور خراج تحسین پیش کیا، ان کی تحریروں کے

چند اقتباس یہ ہیں:

”السيد احمد بن ادريس الحسنى نسباً، المغربى مولداً،
هو من ذرية الامام ادريس بن عبد الله المحض، من
السادة الادريسية الساكنين بالغرب، وهم اشهر من
تنشر اخبارهم، هو العابد الانسانى، المتأله الربانى،
المتحلى السالك الناسك، من فهمه الله اسرار البدايات،
واطلعه على عالم النهايات، بحر الحقائق، وموضح
الطرائق، صاحب الاسرار الصمدانية، والدعوة
الرحمانية، واللطائف القرآنية، والمعارف الفرقانية،
والمواعظ اللقمانية، والفتوحات الربانية.

ماذا اقول لمن تكامل وصفه

فالممدح فيه وان تطاول قاصر

هو ذو انوار فضل زاهرة، وكرامات باهرة، قد اتضحت
فضائله للخاص من الناس والعام، والمأموم من الناس
والامام، وعلى الجملة فانه ملك العلم بازمته، والعرفان
بجزئيته وكليته.“ [٢٩]

”اذا خرج ازدحم الناس على تقبيل يديه وركبتيه،
والنشبت باهدا به، والتبرك برؤية وجهه، ما وضع يده على
قلب قاس الارق.“ [٣٠]

”ووفد الیہ کل عالم، وquیدو عنه لطائف من المسائل،
وجلالہم کثیراً من المشکلات لا سیما علم الطائفة
الصوفیة.“ [۳۱]

”وقد اخذت عنه علم الطريقة، واجازنی فیہا بسندہ
المتصل عن اشیاخہ علی طریق القوم المعروفة
باسانیدہا، والبسنى الخرقۃ المعروفة بین اهل التصوف،
ویتبرک بها العلماء والمتعلمون، والصالحون، قصدا
للدخول فی طريقة التصوف التی هی حقيقة المتابعة للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم، فیما اخبر بہ، وامرہ، وندب الیہ،
من قول وفعل وتقرير.“ [۳۲]

”شیخنا امام العارفين، وقدوة الزاهدين، ورأس المتقين،
وخاتمة العلماء المحققين.“ [۳۳]

”وهو لم یزل یلقن من وفد الیہ الذکر ويرشد المریدین،
واخذ عنه الطريقة، والعلوم، والارشادات، خلق
کثیرون.“ [۳۴]

”وتطبیقہا علی الشرع المحمدی من غیر غلو ولا تقصیر.“ [۳۵]

✽ عارف باللہ علامہ یوسف بن اسماعیل نہانی (وفات ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء)
کانام وکام اردو دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ نے حجاز مقدس میں حاجی
امداد اللہ چشتی سے خلافت پائی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب ”الدولة
المکیة“ پر تقریظ لکھی۔ بعد ازاں مولانا ضیاء الدین قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی

نے علامہ نبہانی سے اجازت و خلافت پائی۔ نیز آپ کی متعدد کتب کے اردو تراجم ہوئے اور احوال پر اردو کتاب مطبوع ہے۔ پاکستان میں آپ کی نعتیہ شاعری پر عربی مقالہ برائے پی ایچ ڈی لکھا گیا۔ فلسطین کے گاؤں اجزم میں پیدا ہوئے اور بیروت شہر میں وفات پائی، وہیں مزار واقع ہے۔ حضرت احمد بن اوریس کے بارے میں علامہ نبہانی کی تحریر کا ترجمہ یہ ہے:

”آپ تیرھویں صدی کے عارف اولیا کے مشاہیر میں سے ایک ہیں اور مشہور اداریسی سلسلہ کے مالک ہیں۔ آپ کی وہ عظیم کرامات جس میں مقام فردیت پانے والے اولیا ہی پہنچتے ہیں، یہ ہے کہ آپ نے عالم بیداری میں سرکارِ عالی مدار کی زیارت و محفل فرمائی، اپنے اوراد و وظائف اور مشہور درود بالمشافہ حضور سید کل سے حاصل فرمائے۔ الحمد للہ میں نے یہ سب آپ کے خلیفہ کے خلیفہ حضرت شیخ اسماعیل نواب مقیم مکہ مشرفہ [۳۶] کے سامنے ایک ہی محفل میں، جب آپ بیروت تشریف لائے تو پڑھے۔ حضرت اسماعیل مکہ میں ہی فوت ہوئے تھے۔ میں نے غالباً یہ اوراد ۱۳۰۹ھ میں آپ کے سامنے پڑھے تھے۔

اور اس سے تین سال پہلے جب آپ زیارت کے لیے قدس شریف آئے تھے تو ان سے وہاں بھی ملا تھا.... تو آپ نے مجھے سلسلہ عالیہ اداریسیہ رشیدیہ کی تلقین فرمائی اور اپنے اوراد، وظائف اور درودوں کی اجازت بھی عطا فرمائی، جو انھیں حضرت ابراہیم رشید متونی مکہ مشرفہ ۱۲۹۱ھ نے عطا فرمائے تھے۔ جنھوں نے یہ سلسلہ

کے بانی سیدی احمد بن ادریس متوفی صیبا ۱۲۵۳ھ سے حاصل کیے تھے۔“ [۳۷]

✽ شیخ حسن بن محمد کوہن تازی (وفات ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء تقریباً) جو مراکش کے شہر فاس کے باشندہ اور حجاز مقدس میں وفات پائی۔ مالکی عالم جلیل، مؤرخ، شاذلی صوفی اور واسع الاطلاع، نیز سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے عظیم داعی تھے۔ آپ نے شاذلی سلسلہ کے سر تاج حضرت ابوالحسن شاذلی سے لے کر اپنے دور تک کے اکابر مشائخ شاذلیہ کے احوال و کرامات پر کتاب لکھی، [۳۸] جس میں حضرت احمد بن ادریس کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

”الاستاذ الاعظم، و البحر الخضم المظم، الغوث اللامع، و الفرد الجامع القطب، الذی لا یشارکہ احد فی مقامہ، و لم یدانہ احد فی علومہ من اہل وقته و اوانہ، ذی النسبتین الطامرتین، و السلالتین النیرتین، القطب الربانی، و العارف النورانی، قطب دائرة التقدیس، مولانا احمد بن ادريس الحسنى الفاسى الشاذلى المحمدی۔“ [۳۹]

اور حالات کے آخر میں مزار کے بارے میں لکھا:

”بصیبا، ومقامه یزار، تقصده بلاد الاسلام قاطبة من کل ناحية، وتشد الیه الرحال من سائر الآفاق۔“ [۴۰]

❖ شیخ محمد بن محمد مخلوف (وفات ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) تیونس کے شہر منستیر میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ زیتونہ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ مالکی عالم، مؤرخ و سوانح نگار اور مفتی، نیز قاضی تعینات رہے، پھر ملک کے مفتی اعظم ہوئے۔ [۴۱] مالکی مذہب کے سر تاج حضرت امام مالک بن انس (وفات ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) سے لے کر اپنے دور تک کے اکابر علمائے کرام کے احوال پر عظیم کتاب تالیف کی، جس میں آپ کا ذکر یوں کیا:

”ابو العباس احمد بن ادريس الشريف الادريسي الحسني
القطب الغوث العارف العالم العامل والفرد الهمام
الكامل بقية السلف وقدوة الخلف خاتمة العلماء
المحققين والائمة العلوم۔۔۔۔“

”له كرامات لا تحصى، افردما بعض العلماء بالتأليف،
اذ عن له علماء اليمن واعترفوا له بالولاية وأخذ عنه
جميعا طريق القوم ۔۔۔۔۔ كان جامعاً بين الشريعة
والحقيقة۔“ [۴۲]

❖ قاہرہ میں شاذلی ادریسی سلسلہ کے مرشد کبیر شیخ سید صالح بن محمد جعفری، جن کا مزید ذکر آگے آرہا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

”العارف بالله تعالى، سيدنا الامام المحدث، الحافظ
المفسر، الصوفي النحرير، والمرشد لطريق الحق بالحق،
القطب النفيس، صاحب البيان والتدريس، سيدنا و
مولانا السيد احمد بن ادريس الشريف الحسني۔“ [۴۳]

❖ مراکش کے شہر تطوان کے معاصر عالم شیخ سید عبد اللہ بن عبد القادر تلیدی (پیدائش ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء) نے مراکش کے مشہور اولیاء اللہ و صوفیہ کرام کے احوال و مناقب پر کتاب لکھی تو آپ کے حالات بھی شامل کیے۔ [۴۴] جن کا آغاز اس عبارت سے ہے:

”العلامة الامام ابو العباس سیدی احمد بن ادریس صاحب الطريقة الادریسیة، العارف الكبير و الولی الشهير القطب الكامل، الجامع بین الشریعة والحقیقة.“ [۴۵]

عقیدہ

قطب دائرۃ التقدیس شیخ سید احمد بن ادریس کے افکار و معتقدات خود ان کے اقوال و اعمال نیز تحریروں سے بہ خوبی ظاہر ہیں، نیز آپ کی نسل اور سلسلہ سے وابستگان کی منہج بھی واضح ہے، یہاں کسی قدر تعارف ملاحظہ ہو:

❖ شاگرد و خلیفہ شیخ حسن عاکش سے فرمایا:

اہل اللہ و سالکین اپنا نصیب بالواسطہ اخذ کرتے ہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ اخذ کیا۔ لہذا میرا سلسلہ طریقت حال و قال میں ”محمدیہ احمدیہ“ ہے، جس کی ابتدا نور محمدی سے اور انتہا مجھ پر ہے۔

آپ کا قول یہ ہے:

”ارباب هذه الطريقة اخذوا طرقهم بوسائط، وانا اخذت طریقتی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا

واسطۃ، فاننا طریقۃ محمدیۃ احمدیۃ فی کل حال ومقال و
 فعال، فمبتدأها من النور المحمدی ومنتهاها الیہ۔“ [۴۶]
 رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور بلا واسطہ فیض یاب ہونے کا اگر مذکورہ
 الفاظ میں ذکر کیا تو اپنے مرشد شیخ عبد الوہاب تازی کو بھی آپ ﷺ کی زیارت
 اور اتصال کا حال بھی خود قلم بند کیا۔ چنانچہ محدث یمن شیخ سید عبد الرحمن بن
 سلیمان اہل کو تحریری اجازت و خلافت عطا فرمائی، جس کا متن محفوظ و مطبوع
 اور متعلقہ عبارت یہ ہے:

”ومن طریق اخرى اخذنا عن الشيخ عبد الوهاب المذكور،
 عن سيدنا رسول صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى.“

[۴۷]

حضرت خضر سے ملاقات و استفادہ کا بھی شیخ سید احمد بن ادریس نے خود
 ذکر کیا۔ جنہوں نے ایک خاص درود شریف آپ کو تعلیم و تلقین فرمایا، جسے اپنی
 تصنیفات میں درج کیا اور آج بھی سلسلہ سے وابستگان اور دیگر اہل ذوق کے یومیہ
 اور ادو وظائف میں شامل ہے۔ جو درود عظیمیہ کے نام سے مشہور ہے۔
 اور حضرت شیخ عبد العزیز دباغ کے طریق پر بھی آپ کی سند محض دو
 واسطے بعد حضرت خضر سے متصل تھی۔ چنانچہ شیخ عبد الرحمن اہل کو جو
 تحریری اجازت عطا کی اس میں یہ سند خود ان الفاظ میں درج کی:

”وسند طریقتنا اخذ الطريق عن الشيخ الكامل والغوث
 الحافل سيدنا عبد الوهاب التازی، و هو اخذ عن غوث
 وقته و امام عصره الشريف عبد العزيز الدباغ، و هو

اخذ عن الخضر عليه السلام، والخضر عن الله

عزوجل۔“ [۴۸]

✽ نورانیت مصطفیٰ ﷺ واول الخلق ہونے کے بیان پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مکمل متن ”حدیث بدء الخلق“ عنوان سے مجموعہ اوراد کے آخر میں شامل و مطبوع ہے [۴۹] اور ملفوظات میں اس کی مختصر تشریح دست یاب ہے۔

✽ رسالہ ”القواعد“ کے ایک مقام پر آپ نے کبھی وہی علوم پر لکھا، اور دوسری تصنیف میں رسول اللہ ﷺ کے وسعت علم کے بارے میں یہ الفاظ لکھے:

”علومک الدنیات وکیف لا یا رسول اللہ، ومن لوح محفوظ کنھک قرا المقربون کلھم حقیقة التجلیات صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا زین البرایا، یا من لولا ہو لم تظهر للعالم عین من الخفیات۔“ [۵۰]

✽ یوں تو صوفیہ کرام کے اوراد، حمد و مناجات، درود و سلام اور توسلات پر مبنی اور تقرب الہی کا ذریعہ ہوتے ہیں، لیکن یہاں اوراد ادریسیہ میں سے آپ کی محض ایک تحریر پیش ہے:

”اللھم یا ربّ یجاہ سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجمع بینی وبنی سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا قبل الآخرة۔“ [۵۱]

✽ جس نے حج کے مناسک ادا کیے پھر میری زیارت کے لیے حاضر ہوا اس کے دو حج مقبول لکھے گئے۔ اس مفہوم کی حدیث شیخ احمد بن ادریس نے نقل کی۔

✽ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ [۵۲]

✽ مُردے اذان و اقامت سنتے، نیز سلام کہنے والے کا جواب دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس نے فوت شدہ مومن کی ہڈی توڑی گویا زندہ کو تکلیف و ایذا پہنچائی۔ [۵۳] ان عقائد اسلامیہ پر مبنی احادیث کے متون آپ نے حسبِ موقع درج کیے۔

✽ دوسرے مقام پر تلقینِ میت کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ احادیث کی روشنی میں تحریر کیا۔ [۵۴]

✽ قطبِ زمان شیخ سید احمد بن ادریس فاسی سے بکثرت کرامات ظاہر ہوئیں، جنہیں مریدین و خلفا نے جمع کیا۔ یہاں ایک کرامت کا حال پیش ہے جو آپ کے دو خلفا شیخ ابراہیم رشیدی نے ”عقد الدر النفیس“ میں اور شیخ حسن عاکش نے ”عقود الدرر“ میں بیان کی، پھر اول الذکر کتاب کے قلمی نسخہ سے علامہ یوسف نبہانی نے بھی نقل کی:

”ایک شخص نے گوشت خرید کر اپنے لباس میں رکھ لیا۔ آگے بڑھا تو دیکھا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ چنانچہ شیخ احمد بن ادریس کی معیت میں نماز ادا کی اور گھر روانہ ہو گیا۔ پھر گوشت پکانے کے لیے آگ پر چڑھایا گیا تو اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ چنانچہ آگ بڑھائی گئی، لیکن بے

سود۔ یہ شخص پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس واقعہ کی اطلاع دی، تب آپ نے فرمایا:
ہمیں بشارت دی گئی ہے کہ جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسے آگ
اثر نہیں کرتی۔“ [۵۵]

یعنی بہ وقت نماز گوشت بھی لباس و جیب میں تھا لہذا وہ بھی آگ سے محفوظ ہوا۔

حضرت شیخ سید احمد بن ادریس مکہ مکرمہ سے نکل کر یمن کے مختلف علمی مراکز سے ہوتے ہوئے صبیہ پہنچے تو وہیں پڑاؤ ڈال کر دعوت و ارشاد کے اعمال جاری کیے۔ اس پر علم سے لگاؤ رکھنے والے نیز ارادت مند آپ کے گرد جمع ہونے لگے چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں صبیہ علم و نور کا مرکز بن گیا۔

صبیہ کے نزدیک ایک چھوٹا شہر ابی عریش نام کا ہے، جہاں ایک عالم شیخ احمد بن محمد ابو طالعہ (وفات ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء) مقیم تھے، جنہوں نے الحیدرہ شہر میں تعلیم حاصل کی، نیز طبابت سیکھی تھی۔ پھر معتزلہ کی کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق ہوئے تو انھی کی فکر اختیار کی اور لوگوں سے بدظن ہوئے۔ انھی ایام میں شیخ احمد بن ادریس نے دروس میں سورت ”التین“ کی صوفیانہ تفسیر بیان کی، جسے بعض طلبانے قلم بند کیا اور دیگر نے نقول تیار کر لیں۔ جب یہ تفسیر شیخ ابو طالعہ کی نظر سے گزری تو ایک کتاب ”تلبیس ابلیس فی الرد علی احمد بن ادریس“ لکھ ڈالی، جس میں تفسیر کے نکات کا رد، نیز آپ پر اتحاد و حلول کا الزام عائد کیا اور اہانت آمیز انداز تحریر اپنایا۔ [۵۶]

شیخ ابو طالعہ کی یہ تحریر علاقہ کے علما تک پہنچی تو شیخ ابراہیم بن یحییٰ اسو اس کا قلم حرکت میں آیا جو شیخ حسن عاکش کے گاؤں ضمد کے باشندہ اور ہم سبق رہ چکے تھے اور ۱۲۱۷ھ / ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوئے، جب کہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء میں سفر حج کے دوران راستہ میں وفات پائی۔ صنعاء وزبید میں تعلیم حاصل کی تھی۔ انھوں نے شیخ ابو طالعہ کی مذکورہ کتاب کے جواب میں ”العصا القارعة لشیطان ابی طالعہ“ تالیف کی، جس میں بھرپور رد و تعاقب کیا۔ [۵۷]

علاوہ ازیں خود شیخ حسن عاکش نے بھی جواب لکھ کر ”السیوف القاطعة لشبهة ابی طالعہ“ نام دیا۔

اس قلمی جنگ کے خاتمہ و حتمی فیصلہ کے لیے اب یہ تمام رسائل و کتب، شیخ سید اسماعیل بن احمد المغلس کبسی (وفات ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء) کی خدمت میں پیش کیے گئے، جو علاقہ بھر کے علما میں علم و فضل میں نمایاں اور زیدی مذہب کے امام تھے اور ”المتوکل علی اللہ“ لقب سے جانے گئے جو صعده شہر میں مقیم تھے۔ انھوں نے سارا مواد ملاحظہ کرنے کے بعد شیخ ابو طالعہ کے موقف و الزامات کو باطل قرار دیتے ہوئے خود بھی اس کے رد و تعاقب میں ضخیم رسالہ لکھ دیا۔ [۵۸]

جب یہ سارا قلمی مواد اہل علم کے سامنے آیا تو کچھ ہی عرصہ بعد شیخ سید احمد بن ادیس کے بعض شاگردوں کے توسط سے شیخ ابو طالعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معذرت و ندامت کا اظہار کیا۔

اس واقعہ و قلمی جدل پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ علاقہ عسیر میں موجود وہابی گروہ کے علما نے شیخ ناصر بن محمد کبیبی جونی کی سرپرستی و قیادت میں حاکم

علاقہ علی بن مجتل کو ایک درخواست پیش کی کہ ریاست میں شیخ احمد بن ادریس نامی ایک شخص شرک و بدعت پھیلا رہا ہے اور ہم آپ سے اللہ کے دین اور سنت رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے اقدامات کے طلب گار ہیں۔ درخواست میں آپ سے منسوب بعض الزامات بھی ذکر کیے گئے تھے۔

جب اس کی اطلاع آپ تک پہنچی تو الزامات کی تردید اور اپنا موقف بیان کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ ریاست کے حکم راں کی جانب سے فریقین کے درمیان جمادی الثانیہ ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء کو مناظرہ قرار پایا اور شیخ ناصر کبیبی اپنے ساتھیوں کے ہم راہ، شیخ احمد بن ادریس علما کے جلو میں، نیز علاقہ کے زعماء طلباء مناظرہ کے روز جمع ہوئے اور سرکاری نمائندہ نے الزامات پڑھ کر سنائے، جن کے جوابات آپ سے طلب کیے گئے۔ مناظرہ کی دو نشستیں منعقد ہوئیں، ایک سورج طلوع ہونے اور اشراق کے بعد اور دوسری عصر کے بعد۔ مناظرہ کے دوران شیخ ناصر بالعموم شیخ محمد بن عبد الوہاب کی مدح و ستائش میں مبالغہ آرا رہے اور شیخ احمد بن ادریس نے شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کے نظریہ وحدۃ الوجود کی توضیح و تشریح کی، جسے الزامات میں شامل کیا گیا تھا۔ نیز معمولات صوفیہ بارے دلائل پیش کیے۔

ایک موقع پڑ آپ کے ساتھی علما نے سرکاری نمائندہ سے کہا کہ شیخ احمد بن ادریس حکومت کی اجازت سے اس علاقہ میں قیام پذیر ہوئے اور علمائے یمن نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ اور ان الزامات کی کوئی حقیقت نہیں، ہاں اگر حکام چاہتے ہیں کہ یہ واپس مکہ مکرمہ چلے جائیں تو ہم بغیر جدل و مناظرہ

کے انھیں اس پر راضی کرنے کو تیار ہیں۔ یہ طویل مناظرہ آپ کی فتح و نصرت پر ختم ہوا۔

علاقہ عسیر کے حاکم علی بن مجتل مغیدی ۱۲۴۲ھ سے ۱۲۴۹ھ اپنی وفات تک حکم راس رہے، [۵۹] اور جب آپ اس خطہ میں وارد ہوئے تو بھرپور استقبال و پذیرائی کی تھی۔ چنانچہ مناظرہ کے اگلے روز شیخ احمد بن ادیس حسب معمول طلباء کی مجلس میں تھے اور درس جاری تھا کہ علی بن مجتل تین ساتھیوں کے ہم راہ مجلس میں پہنچے اور آپ سے بڑے احترام و محبت سے ملے، پھر حاکم کے ایک ساتھی نے عرض کیا: یاسید! یہ آپ کے گھر پر ملاقات کے مستثنیٰ ہیں۔

اس پر آپ چند خواص کی معیت میں اور حاکم و ان کے ساتھی گھر روانہ ہو گئے، جہاں حاکم نے انعقاد مناظرہ کے ناپسندیدہ واقعہ پر معذرت کی اور عرض کیا کہ وہابی علما کا اس پر اصرار تھا، لہذا مجھے اس کے انعقاد کا حکم و اجازت دینا پڑی۔ شیخ احمد بن ادیس کے شاگرد و خلیفہ مؤرخ یمن و مفسر شیخ حسن بن احمد عاکش مناظرہ کے اجتماع میں موجود تھے، جنہوں نے مختصر روداد مرتب و قلم بند کی جو کتابی صورت میں چار سے زائد بار چھپی۔ اب شیخ سید عبدالعزیز بن ہاشم ادیسی نے تحقیق انجام دی اور مکتبہ ام القری، قاہرہ نے ۸۰ صفحات پر ”المناظرة الكبرى بين عين اعيان الامة الهاديين الى سبيل النجاة القطب النفيس الامام السيد احمد بن ادريس وفقهاء الوهابية“ نام سے شائع کی۔ اسی اشاعت کا عکس ۱۲۳۴ھ / ۲۰۱۳ء کے آغاز میں کمپیوٹر انٹر نیٹ پر ہے۔

✽ عارف باللہ حضرت شیخ سید احمد بن ادیس فاسی حجاز مقدس میں مقیم تھے، تو وہاں کے تاریخی و ساحلی شہر جدہ کے ایک غریب گھرانہ کا بچہ قاضی مصطفیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا اور محبین میں سے تھا۔ تب آپ اسے ایک ریال نقدی عطا کیا کرتے جسے وہ بچہ جمع کرتا رہتا آں کہ اسی قلیل مال سے تجارت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی محنت و خلوص میں برکت ڈالی اور رزق میں وسعت عطا کی حتیٰ کہ جدہ کے سمندر سے کشتیاں چلا کرتیں۔ تب حضرت احمد وفات پا چکے تھے اور ان کے خلیفہ خاص شیخ سید محمد بن علی سنوسی، مصطفیٰ کے سرپرست و رہنما ہوئے۔

مال و ثروت کی فراوانی ہوئی تو اس تاجر نے شیخ سنوسی کو جدہ میں مسجد و خانقاہ تعمیر کرا دی اور اس میں خیر و بھلائی کے اعمال جاری کیے جن پر زر کثیر خرچ کیا کرتا۔ شیخ سنوسی نے بھی وفات پائی تو وہیں پر شیخ احمد بن ادیس اور شیخ محمد بن علی سنوسی کے سالانہ عرس کا عظیم انعقاد کیا جاتا، جس میں اہل جدہ کے علاوہ باہر کے لوگ حاضر ہوا کرتے اور ضیافت و طعام کا اہتمام ہوتا، نیز ان اکابر کے احوال و مناقب بیان کیے جاتے۔

قاضی مصطفیٰ، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا کرتے، جس سے مال میں کمی نہیں آئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مزید عطا فرمایا۔ ۱۲۷۹ھ میں شیخ سنوسی کے مزار واقع جغوب کا سفر کیا اور واپس آئے۔ ایک ہی بیٹی تھی اور زندگی میں مال و دولت کا حصہ اس کے نام کر کے باقی تمام اللہ کی راہ میں وقف کر دیا اور اپنے معمولات جاری رکھے تا آں کہ وفات پائی۔ [۶۰]

 شیخ سید صالح بن محمد جعفری، جنہوں نے حضرت شیخ سید احمد بن ادریس کے احوال و آثار پر کئی پہلو سے بھرپور کام انجام دیا، ان کا گھرانہ سوڈان کے مقام دنقلہ میں آباد تھا، جہاں شیخ سید احمد بن ادریس کے فرزند جلیل شیخ سید عبد العالی ادریسی کا مزار واقع ہے۔ شیخ سید صالح جعفری کے والد کی شادی کو آٹھ برس ہونے کو تھے کہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے تب عزیز واقارب نے دوسری شادی کرانے کا عزم وارادہ ظاہر کیا تو آپ غم زدہ حالت میں سیدی عبد العالی کے مزار پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا و طلب کے بعد منت مانی کہ اگر اسی بیوی سے اللہ تعالیٰ نے اسی برس بیٹا عطا فرمایا تو میں رمضان کے بعد چھ روزے رکھوں گا جن کا ثواب صاحب مزار کو ہدیہ کرنے کے علاوہ عرس کے موقع پر فقرا و مساکین میں نقدی تقسیم کروں گا۔ چنانچہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں ہی آپ کے ہاں فرزند کی ولادت ہوئی، جس کا نام صالح جعفری [۶۱] تجویز کیا گیا اور منت پوری کی گئی۔ شیخ صالح جب بڑے ہوئے تو یہ واقعہ احباب کو خود سنایا کرتے۔ دنقلہ میں ہی ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید حفظ کیا پھر انیس برس کی عمر میں صاحب مزار شیخ سید عبد العالی کے بیٹے شیخ سید محمد شریف ادریسی کے مرید ہوئے۔ پھر جامعہ ازہر قاہرہ میں داخلہ لیا، جہاں اکابر علما سے شرعی علوم کی تکمیل کی اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مالکی عالم جلیل، تفسیر و حدیث، فقہ و تصوف وغیرہ علوم کے ماہر، اپنے دور کے مصر میں سب سے اہم نعت گو شاعر، صوفی کامل، مرشد کبیر تھے۔ حالت بیداری و خواب میں رسول اللہ ﷺ و متعدد اولیاء اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ستائیس حج ادا کیے اور پچاس کے قریب تصنیفات و

تحقیقات ہیں۔ عقائد و معمولات اہل سنت کے بیان اور وہابیہ سے اختلافی مسائل کے موضوعات پر لکھا۔

شیخ صالح جعفری نے سلسلہ کے سر تاج شیخ احمد بن ادریس کی تصنیفات و ملفوظات کے قلمی نسخوں کی تلاش میں مراکش کا سفر کیا اور حاصل کر کے تحقیق انجام دی، نیز حواشی و شروح لکھیں، علاوہ ازیں احوال پر مستقل کتاب لکھی اور جیب خاص سے اشاعت کا اہتمام کیا۔ سوڈان و مصر میں مریدین و ارادت مندوں کا وسیع حلقہ ہے اور ”احمدیہ محمدیہ“ سلسلہ کی ”جعفریہ“ شاخ آپ سے منسوب ہوئی، جس کی سند ”المنتقى النفیس“ میں یوں درج کی:

”اجازنی بهذا الطريق شیخی واستاذی، مربی المریدین
الشریف السید محمد عبد العالی، عن والده سیدی عبد
العالی عن شیخه العلامة السید محمد بن علی السنوسی،
عن شیخه العارف بالله السید احمد بن ادریس رضی اللہ
عنہم اجمعین۔“ [۶۲]

آپ طویل عرصہ جامعہ ازہر کی مسجد میں امام و خطیب رہے اور ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۸ء میں قاہرہ میں ہی وفات پائی، جہاں کے محلہ دارسہ میں اپنی تعمیر کرائی گئی مسجد کے پہلو میں مزار واقع ہے، نیز یہ سڑک آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ سے اخذ کرنے والوں میں محدث اعظم حجاز ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی اور مصر کے سابق مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ علی محمد جمعه حفظہ اللہ تعالیٰ جیسے اکابر شامل ہیں۔ [۶۳]

عارف باللہ شیخ سید صالح جعفری کی وفات کے بعد ان کے فرزند جلیل شیخ سید عبدالغنی جعفری (وفات ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء) سجادہ نشین ہوئے اور مصر میں ستر سے زائد مساجد، طرابلس، لیبیا نیز ملائیشیا میں اسلامی مراکز بنوائے۔ اور قاہرہ میں والد گرامی و علمائے اہل سنت کی تصنیفات کی اشاعت کے لیے ایک ادارہ ”دار جوامع الکلم“ نام سے قائم کیا، جس کی شائع کردہ کتب میں محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی ردّ وہابیت پر شہرہ آفاق کتاب ”مفہیم یجب ان تصحیح“ شامل ہے، جس کا اردو ترجمہ پاک و ہند سے چھپ چکا ہے۔ [۶۴]

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ پاکستان کے فضلا مزید حصول علم کے لیے جامعہ ازہر قاہرہ پہنچے تو شیخ عبدالغنی جعفری کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔ جن میں سے ڈاکٹر عبدالواحد ازہری نے آپ سے تحریری اجازت و خلافت پائی۔

قاہرہ کی ہی ایک اور شخصیت شیخ سید ابوالبرکات محمد زکی بن ابراہیم حسینی بھی قابل ذکر ہیں، جو تقریباً ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں وہیں وفات پائی۔ فقیہ شافعی، محدث، مسند، نعت گو شاعر، صحافی، مرشد کبیر تھے۔ جامعہ ازہر میں تعلیم پائی، پھر متعدد تعلیمی اداروں میں مدرّس و پروفیسر رہے۔ اہم یورپی زبانوں، نیز فارسی پر عبور تھا۔ اصلاحی و تبلیغی جماعت ”العشیرۃ المحمدیۃ“ کے بانی و سرپرست، نیز اس کا ترجمان ماہ نامہ ”المسلم“ جاری کیا۔ ایک سو سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں عقائد و معمولات اہل سنت، تعلیمات تصوف، احوال صوفیہ، جشن میلاد النبی ﷺ، سماع موتی، مزارات اولیاء اللہ، ظہور امام مہدی، شب براءت، والدین مصطفیٰ ﷺ وغیرہ

موضوعات کی تشریح و توضیح کی، نیز نعتیہ دیوان ہے۔ آپ شاذلیہ ناصریہ سلسلہ سے وابستہ تھے، نیز دیگر سلاسل میں عرب و عجم کے اکابر مشائخ سے اجازت پائی۔ جیسا کہ مولانا محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی اور مولانا محمد عبد الحامد بدایونی سے قادری سلسلہ میں خلافت پائی۔ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے ایک تحریر کا اردو ترجمہ کیا، جو ”سعودی زعماء سے اپیل“ عنوان سے مطبوع ہے۔ [۶۵]

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے مولانا مشتاق احمد شاہ پیرزادہ، مولانا عبد الحفیظ ازہری مقیم آسٹریلیا اور ڈاکٹر عبد الواحد ازہری، قیام قاہرہ کے دوران آپ کی مجالس میں شریک ہوئے۔

ایک مضمون میں ان تمام سلاسل صوفیہ کی اسناد بیان کیں جن میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ اس ضمن میں ادریسی سلسلہ کی سند یوں درج کی:

”شیخ سید محمد زکی بن ابراہیم عن شیخ سید ابراہیم

الخلیل ازہری بن علی عن شیخ احمد رضوان عفیضی عن

ابراہیم الرشید عن سیدی احمد بن ادیس۔“ [۶۶]

﴿۹﴾ محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی مکی (وفات ۱۴۲۵ھ /

۲۰۰۴ء) کی شخصیت و افکار اردو دنیا میں معلوم و مشہور ہیں۔ ردّ وہابیت وغیرہ

موضوعات پر متعدد تصنیفات کے اردو تراجم پاک و ہند سے شائع ہوئے، نیز افکار

پر اردو کتاب مطبوع ہے۔ آپ نے مسنون اوراد و اذکار، نیز اسلاف سے مروی

دعائیں، درود و سلام جمع و مرتب کیے اور وسیلہ، نیز زیارت کے اثبات پر ایک

کتاب ”ابواب الفرج“ تالیف کی، جو ۳۹۴ صفحات پر چھپی اور بلا معاوضہ تقسیم

کی گئی۔ اس میں شیخ احمد بن ادریس فاسی سلسلہ کے متعدد اوراد و اذکار شامل کیے۔ [۶۷]

شیخ احمد بن ادریس کے احوال پر کتب

عارف باللہ حضرت شیخ سید احمد بن ادریس کے احوال و مناقب و کرامات کے بیان پر ان کی زندگی سے اب تک متعدد مستقل کتب لکھی گئیں۔ شیخ ابراہیم بن یحییٰ اسواس ضمدی اور شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی کی آپ کے دفاع میں تصنیفات کا ذکر گزر چکا، مزید چھ کے نام یہ ہیں:

◉ زبید شہر کے قاضی، شیخ سید محمد بن محمد دیلمی نے ایک ضخیم کتاب لکھی، [۶۸] جس بارے مزید معلومات پیش نظر نہیں۔

◉ عقد الدر النفیس فی بعض کرامات سیدنا و مولانا احمد بن ادریس، جو رشیدی سلسلہ کے سر تاج شیخ سید ابراہیم بن صالح رشیدی مہاجر مکی کی تصنیف ہے، مکتبہ حرم مکہ مکرمہ اور طائف میں واقع سیدنا عبد اللہ بن عباس کے مزار و مسجد سے ملحق کتب خانہ، نیز صنعاء یمن کی تاریخی مرکزی مسجد کے عظیم کتب خانہ، اور دارالکتب ظاہریہ دمشق میں قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

واضح رہے: ”العقد النفیس فی نظم فوائد التدریس“ الگ کتاب ہے، جس کی اشاعت کا ذکر گزر چکا۔ صاحب ”جامع کرامات اولیاء“ نے دونوں سے مواد نقل کیا۔ [۶۹]

اعطار ازہار اغصان، حظیرۃ التقدیس فی کرامات العالم
 المحدث والفقہ المفسر السید احمد بن ادیس، شیخ سید صالح
 بن محمد جعفری، مطبوعہ ۱۹۷۰ء، دار جوامع الکلم، قاہرہ، صفحات ۱۴۴
 المنتقى النفیس فی مناقب قطب دائرة التقدیس سیدی احمد
 بن ادیس، شیخ سید صالح بن محمد جعفری، دار جوامع الکلم، قاہرہ نے
 ۱۹۷۵ء میں ۲۱۴ صفحات پر اور ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں چوتھی بار ۲۳۸
 صفحات پر شائع کی۔ نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ پر دست یاب ہے۔

مدرسة احمد بن ادیس المغربی واثرا فی السودان، پروفیسر
 ڈاکٹر یحییٰ بن محمد ابراہیم، پہلی اشاعت ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء، دار الحیل،
 بیروت، صفحات ۴۴۰

العارف بالله سیدی احمد بن ادیس، شیخ سعد القاضی، دار غریب،
 مصر نے ۲۰۰۱ء، وغیرہ میں متعدد بار شائع کی، صفحات ۶۴
 انیس الجلیس فی ترجمة السید احمد بن ادیس، شیخ عثمان حدغ
 بن عمر بن داؤد طیری شافعی صومالی، سال تکمیل تالیف ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء
 مطبوع، نیز انٹرنیٹ کے ۱۳۰ صفحات پر دست یاب ہے۔

اولاد

حضرت شیخ احمد بن ادیس کے متعدد فرزندان تھے اور وفات کے بعد
 بھی آپ کے گھرانہ کے اکثر افراد صبیہ میں مقیم رہے، جنہیں علاقے میں قدرو
 منزلت و اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ ایک بیٹے کا نام شیخ سید محمد بن احمد بن ادیس تھا

جو ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئے اور والد گرامی سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کر کے اجازت و خلافت پائی، پھر یمن میں رشد و ہدایت کے اعمال انجام دینے کے بعد ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں صبیا میں وفات پائی۔ [۷۰] ”فیض الملک الوہاب“ کے مصنف مولانا عبد الستار بن عبد الوہاب دہلوی مکی نے اوائل ۱۳۰۶ھ میں یعنی وفات سے چند ماہ قبل ان سے روایت کی اجازت بہ ذریعہ مراسلت پائی۔

پھر شیخ سید محمد یمنی ازہری بن علی بن محمد بن احمد بن ادریس رحمہم اللہ تعالیٰ کا دور آیا، جو ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں صبیا میں پیدا ہوئے اور جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم حاصل کی پھر وطن واپس آئے اور اجداد کے سلسلہ کی تعلیمات کو عام کیا اور مریدین کا حلقہ مزید وسیع ہوا۔ تب صبیا، عسیر و یمن کے علاقوں پر قبضہ کر کے ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں سلطنت ادریسیہ قائم کر لی اور پہلے حکم راں ہوئے تا آن کہ ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء میں وفات پائی۔ [۷۱]

اب آپ کے بیٹے شیخ سید علی بن محمد یمنی ازہری، سلطنت ادریسیہ عسیر و تہامہ کے دوسرے حکم راں ہوئے، جو ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء میں چچا شیخ سید حسن بن علی ادریسی کے حق میں دست بردار ہو گئے۔

مذکورہ برس شیخ سید حسن ادریسی ریاست کے تیسرے سربراہ ہوئے اور انھی کے عہد میں خطہ میں ابھرنے والی نئی مملکت سعودی عرب کے بانی آل سعود کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا، جس پر ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۴۵ھ / ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو مکہ مکرمہ میں شیخ احمد شریف سنوسی کے سامنے فریقین نے دست خط کیے۔ یہ معاہدہ گیارہ شقوں پر مشتمل تھا، جس کے مطابق آل سعود اور شیخ حسن

ادریسی دونوں نے ایک دوسرے کی سیادت و حکومت نیز حدود تسلیم کیں اسی کے تحت شیخ حسن ادریسی نے مشروط اطاعت قبول کی۔ ادھر فریق مخالف نے خطہ عمیر و جازان پر ادریسی خاندان یا ان کے حمایتی کی حکم رانی کا حق تسلیم کیا تا آن کہ ۱۳۵۱ھ میں شیخ حسن ادریسی نے آل سعود کو معاہدے کی خلاف ورزی کا ذمہ دار قرار دیا، اسی باعث مذکورہ برس سلطنت ادریسیہ کا مکمل خاتمہ ہو گیا اور آپ مکہ مکرمہ چلے گئے، وہیں وفات پائی۔ تب سے اب تک یہ علاقہ سعودی عرب کا صوبہ ہے۔

سعودی امرانے ادریسی خاندان کی صبیا میں جملہ املاک و جائیداد بہ حق سرکار ضبط کر لی اور افراد کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ عرصہ بعد ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں ادریسی خاندان نے جائیداد کی واپسی و حصول کے لیے عدالت میں مقدمہ دائر کیا، جو آج چالیس برس سے جاری ہے۔ ادھر صبیا میں ان کے محلات، مسجد، دیگر عمارات کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکی ہیں اور ادریسی گھرانہ کے افراد حجاز مقدس وغیرہ مقامات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ [۷۲]

✽ جن دیگر ممالک میں حضرت شیخ احمد بن ادریس کی نسل موجود ہے یا آپ کے سلسلہ کو فروغ حاصل ہے اُن میں مصر قابل ذکر ہے، جہاں قاہرہ شہر کے وسط میں مزار سیّدہ زینب سے کچھ ہی فاصلہ پر شارع مجلس الشعب کے پہلو میں عظیم الشان مسجد سیّدی احمد بن ادریس، نیز فلاحی ادارہ اور ڈسپنسری ان دنوں فعال ہیں۔

وادی مصر کے شہر الاقصر کے قریب گاؤں زینیہ میں حضرت احمد بن ادریس نے پانچ برس قیام فرمایا تھا۔ وہاں عرس کا وسیع اہتمام ہوتا ہے، جیسا کہ

۲۰۱۱ء میں عرس کی تقریب میں جامعہ ازہر کے عالم شیخ فرج یعقوب نے خطاب فرمایا، جس دوران ردّ وہابیت میں آپ کی خدمات بیان کیں۔

مصر کے علاقہ اسوان کے مقام دراو میں واقع ادریسی پارک میں عرس کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں آپ کی نسل کے پیر طریقت شیخ سید ادریس بن مصطفیٰ موجود تھے اور حمد و نعت کے بعد دارالمصطفیٰ ترمیم یمن سے تشریف لائے ہوئے شیخ سید عمر بن سالم بن حفیظ نے خطاب کیا۔

قطب دائرة التقدیس شیخ سید احمد بن ادریس کی نسل کے اہل اللہ سوڈان میں بھی موجود ہیں اور ملک میں صوفیہ کے جو سلاسل مقبول و رائج ہیں [۷۳] ان میں ادریسیہ [۷۴] نیز ختمیہ [۷۵] نمایاں ہیں۔ وہاں اس خاندان کے دو علمی و روحانی مراکز ہیں: ایک دنقلہ میں اور دوسرا ام درمان شہر کے محلّے موردہ میں واقع ہے۔

آپ کے ایک فرزند شیخ سید عبد العالی تھے، جو ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے اور والد گرامی کی وفات کے روزان کی عمر محض سات برس تھی۔ کچھ عرصہ بعد صبیّا سے مکہ مکرمہ آگئے، جہاں مسجد حرم کے پہلو میں واقع مشہور پہاڑ جبل ابی قیس پر اپنے والد کے خلیفہ اعظم شیخ سید محمد بن علی سنوسی کی قائم کردہ خانقاہ میں تعلیم و تربیت پائی، پھر انھی کے ہم راہ ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء میں لیبیا کے علاقہ برقہ کا سفر کیا اور شیخ سنوسی کی وفات کے بعد ۱۲۷۷ھ میں وادی مصر کے گاؤں زینیہ منتقل ہو گئے، جہاں سے سوڈان کی راہ لی اور ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں دنقلہ میں وفات پائی، وہیں پر مزار و مسجد مشہور ہیں۔

ان کے فرزند شیخ سید محمد شریف بن عبد العالی بن احمد بن ادریس مصر کے مقام قوص میں ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں ونقلہ سوڈان میں وفات پائی۔ شیخ سید صالح جعفری انھی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ سید محمد شریف ادریسی کے بیٹے شیخ حسن ادریسی وادی مصر کے مقام دراد میں ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے پھر خاندان کے ہم راہ ونقلہ کے قریب گاؤں بیوض منتقل ہوئے۔ والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور ونقلہ، نیز ام درمان کے محلہ موردہ میں مساجد تعمیر کرائیں۔ ام درمان میں وفات پائی، جہاں مسجد و مزار مشہور اور مرجع خلافت ہیں۔ [۷۶]

ادریسی خانقاہ ام درمان سوڈان میں ماہ رجب کے آخری عشرہ میں حضرت شیخ سید احمد بن ادریس کے عرس کی عظیم الشان تقریب منعقد ہوتی ہے، جیسا کہ جمعرات ۱۹ / رجب ۱۴۳۲ھ کے عرس کی جھلکیاں ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہیں۔ [۷۷] ادھر صومالیہ میں بھی عرس کا وسیع اہتمام ہے اور کہا گیا کہ افریقی ممالک میں آپ کے سلسلہ سے وابستہ افراد کی تعداد ان دنوں ایک کروڑ سے زائد ہے۔

شیخ سید محمد بن علی سنوسی

الجزائر کے ساحلی شہر مستغانم [۷۸] کے نواح میں واقع گاؤں میں
 ۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷ء میں پیدا ہوئے اور لیبیا کے مقام جغبوب [۷۹] میں
 ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء میں وفات پائی، جہاں کی مرکزی مسجد کے پہلو میں مزار بنا۔
 ادریسی النسب، مالکی عالم، داعی اجتہاد، خاتمة المحدثین والمسندين، حجة
 الله على المتأخرين، اشعری العقیدہ، مجاہد، شاعر، اور صوفیہ کے سلسلہ سنوسیہ
 کے سرتاج، نیز قادری وغیرہ سلاسل میں مجاز تھے۔ وطن میں تعلیم کے بعد
 مراکش کے شہر فاس کی درس گاہ قرویین میں ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء میں داخلہ لیا
 اور سات برس اعلیٰ شرعی علوم حاصل کیے، نیز شہر کے اکابر شاذلی و قادری مشائخ
 سے سلوک کی منازل طے کیں۔ صوفیہ کے سلسلہ تجانیہ کے سرتاج شیخ
 ابوالعباس احمد بن محمد تجانی مالکی فاسی (وفات ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۵ء) سے اجازت و
 خلافت پائی اور ان کی نماز جنازہ و تدفین میں شریک تھے اور ان کو غسل دیے گئے
 پانی کو پیا۔ نیز محدث و مرشد سیاح و مصنف شیخ محمد بن عبدالسلام ناصری درعی
 فاسی مالکی (وفات ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء) سے اجازت پائی۔ پھر دعوت و ارشاد کا
 عمل شروع کیا، ۱۲۳۰ھ میں ہی حج ادا کیا اور مختلف ممالک سے ہو کر ۱۲۳۲ھ /
 ۱۸۱۸ء کے اوائل میں واپس وطن گئے اور الجزائر و تونس میں دعوتی و تربیتی عمل

آگے بڑھایا اور ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۳ء میں مصر پہنچے، اور ۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۶ء میں دوبارہ حجاز مقدس حاضر ہوئے۔

مکہ مکرمہ میں اکابر علمائے احناف سے اخذ کیا اور وہیں پر عارف باللہ شیخ سید احمد بن ادریس فاسی سے ملاقات ہوئی تو انھی کے ہو کر رہ گئے پھر اہم خلفا میں سے ہوئے۔ ان دنوں الجزائر خلافت عثمانیہ کا حصہ تھا اور ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں فرانس نے اس پر قبضہ کر لیا تو آپ نے وطن ترک کیا۔ ادھر شیخ احمد بن ادریس مکہ مکرمہ سے صبیّا چلے گئے تو آپ بھی وہیں خدمت میں حاضر رہے اور ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں مرشد گرامی نے وہیں وفات پائی تو شیخ سنوسی نے مکہ مکرمہ سے سرگرمیوں کا آغاز کیا اور اسی برس مسجد حرم کے پہلو میں واقع مشہور پہاڑ جبل ابی قبیس پر مرکز و خانقاہ قائم کی، جو سنوسی تحریک کا اولین مرکز ہوا۔ ۱۲۵۵ھ / ۱۸۴۰ء میں حج کے بعد آپ مریدین کے ہم راہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اگلے برس کے آغاز میں وہاں سے مصر روانہ ہوئے، جہاں جامعہ ازہر قاہرہ کے اکابر علمائے مالکیہ سے اجتہاد کے موضوع پر بحث ہوئی۔ وہاں سے لیبیا کے صوبہ برقہ پہنچے اور مختلف مقامات کے دورہ کے بعد ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں وہیں کے مقام جبل الاخضر میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء میں حجاز مقدس حاضر ہوئے تا آن کہ ۱۲۶۸ھ میں آخری حج ادا کیا جس میں دونوں بیٹے نیز سید عمران بن برکہ اور دیگر سنوسی اکابر ساتھ تھے، اور ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء میں واپس برقہ تشریف لے گئے اور دونوں فرزند ان کو تعلیم و تربیت کے لیے خانقاہ جبل ابو قبیس میں اپنے خلفا کے سپرد کر گئے۔ مصر میں پہلی سنوسی خانقاہ و مرکز ۱۲۷۳ھ میں قائم کیا۔

سنوسی تحریک کے چار اہداف سامنے آئے: امت مسلمہ میں اتحاد و یگانگت، صلیبی استعمار سے نجات کے لیے جہاد، تعلیم کا فروغ اور قبائلی عدالتوں کا خاتمہ۔ چنانچہ آئندہ زمانہ میں مختلف ممالک میں اس غرض کے لیے سیکڑوں سنوسی خانقاہیں قائم کی گئیں، جن میں حفظ قرآن کریم، دیگر شرعی علوم کی تعلیم، جہادی تربیت، مالی امور اور دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے پیشہ ورانہ تربیت کا اہتمام تھا اور وہاں سے علماء، مرشد، مجاہدین تیار ہو کر نکلے، جنہوں نے برطانیہ، اٹلی، فرانس جیسی اہم استعماری قوتوں سے لیبیا، چاڈ، سوڈان و مصر کو آزاد کرانے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ مؤرخین نے شیخ سید محمد بن علی سنوسی دور کی پچاس سے زائد خانقاہوں اور مراکز کے نام ذکر کیے ہیں۔

حجاز مقدس میں قیام کے دوران مکہ مکرمہ میں مسجد حرم، نیز مذکورہ خانقاہ میں آپ کا حلقہ درس منعقد ہوتا اور مدینہ منورہ میں ۱۲۶۶ھ میں خانقاہ قائم کی، جہاں تعلیم و تربیت کے علاوہ اہل مدینہ کی خدمت کے اعمال شروع کیے، جو آج تک جاری ہیں۔

تحریک آزادی الجزائر کے مشہور رہنما و مرشد کبیر، استاذ العلماء، امیر المجاہدین شیخ سید عبد القادر بن محی الدین الجزائری مالکی (وفات ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء) والد گرامی کے ہم راہ ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء میں حج و زیارت کے لیے حاضر ہوئے [۸۰] تو مکہ مکرمہ میں شیخ سنوسی کبیر کے ہاں قیام کیا۔

عارف باللہ، مجاہد، صوفی کبیر شیخ سید محمد بن علی سنوسی جہاں بھی ہوتے، محافل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کا اہتمام کرتے، تا آن کہ برقہ میں اپنے آباد کردہ مقام جغوب میں وفات پائی، جہاں مسجد سے ملحق حجرہ میں مزار بنا اور

ایک سو پچیس برس بعد ۱۹۸۴ء میں لیبیا کی اشتراکی حکومت کے کارندوں نے جنوب کی سنوسی خانقاہ منہدم کر دی، نیز آپ کے جسدِ خاکی کو نکال کر صحرا کے کسی نامعلوم مقام پر دفن کر دیا۔ کہا گیا کہ اس موقع پر جسم کے اعضا جوں کے توں محفوظ دیکھے گئے۔ قبل ازیں استعماری افواج ہوائی جہاز کے ذریعے مزار پر بم برسا چکی تھیں۔ [۸۱] نو صفر کو سنوسی حلقوں میں آپ کے سالانہ عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

شاگرد و خلفا

شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے شاگردوں، خلفا اور روایت کی اجازت حاصل کرنے والوں میں اسلامی دنیا کے جلیل القدر علما و مشائخ کے نام ملتے ہیں، جن میں سے آٹھ یہ ہیں:

- شیخ صدیق بن عبدالرحمن کمال کی
 - شیخ جمال بن عبداللہ کی
 - شیخ سید محمد بن عبدالواحد الکبیر کتانی
 - شیخ حسین بن ابراہیم مالکی
 - شیخ محمد بن عبداللہ ابن حمید
 - شیخ سید محمد حقی نازلی
 - شیخ سید محمد بن خلیل قاوچی
 - شیخ سید محمد صالح بن عبدالرحمن زواوی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین
- یہاں ان کا کسی قدر تعارف ملاحظہ ہو:

❦ شیخ صدیق بن عبد الرحمن کمال، جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں وفات پائی، نیز قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مفسر، محدث، فرضی، مدرس مسجد حرم تھے اور جن دیگر علما سے اخذ کیا ان میں مولانا محمد عابد سندھی مہاجر مدنی شامل ہیں، جب کہ خود شیخ صدیق کمال کے شاگردوں میں شیخ الاسلام جمال بن عبد اللہ کی جیسے اکابر شامل ہیں۔

آپ کے دو فرزند ان بھی مکہ مکرمہ کے اہم علما میں سے ہوئے۔ بڑے بیٹا شیخ محمد علی کمال (وفات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء) نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی دو تصنیفات پر تقاریظ لکھیں اور چھوٹے فرزند شیخ محمد صالح کمال (وفات ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء) نے مولانا غلام دستگیر قصوری کی ”رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین“، نیز ”تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل“ کے علاوہ مولانا بریلوی کی چار تصنیفات پر تقریظات لکھیں، نیز ان سے اجازت و خلافت پائی۔ علاوہ ازیں راول پنڈی میں مقیم مولانا پروفیسر سید محمد ذاکر حسین شاہ (پیدائش ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۴ء) نے شیخ صالح کمال کی ایک تصنیف کا اردو ترجمہ کیا۔ [۸۲]

❦ شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں وفات پائی اور قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں علما کے نگران اعلیٰ منصب ”شیخ العلماء“، نیز مفتی احناف تعینات رہے، نیز مسجد حرم میں کتب تقاسیر کے مدرس تھے۔ چند تصنیفات میں ”فتاویٰ جمالیہ“ اور ”شب براءت“ کے موضوع پر کتاب ہے۔ خطہ ہند کے مشہور

عالم مولانا عبد القادر بدایونی ۱۲۷۹ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے تو آپ سے روایت حدیث کی سند و اجازت پائی۔ [۸۳]

❖ شیخ سید محمد بن عبد الواحد الکبیر کتانی، مراکش کے شہر فاس کے باشندہ، جو ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں وفات پائی، فاس میں مزار مشہور ہے۔ ابو المفاخر، مالکی عالم، صوفیہ کے متعدد سلاسل میں مجاز تھے اور کتانیہ سلسلہ آپ سے منسوب و جاری ہوا۔ تین بار حج ادا کیا اور ”سفر نامہ حجاز“ یادگار ہے۔ [۸۴]

”فہرس الفہارس والاثبات“ کے مصنف شیخ سید محمد عبدالحی کتانی آپ کے پوتے تھے، جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے اجازت و خلافت پائی، جن کا مزید تعارف آگے آرہا ہے۔

دوسرے پوتے شیخ سید محمد کتانی شہید (وفات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء) نے مولانا محمد حسین چشتی الہ آبادی ثم اجمیری سے سلسلہ روایت و اجازت کا تبادلہ کیا۔

❖ شیخ حسین بن ابراہیم مالکی کا خاندان لیبیا کے شہر طرابلس [۸۵] کے نواح میں آباد تھا، جب کہ آپ کی پیدائش ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۷ء میں مصر میں ہوئی۔ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی۔ ۱۲۵۵ھ میں مکہ مکرمہ ہجرت کی، جہاں ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ مسجد حرم میں مدرس، نیز امام و خطیب رہے اور ۱۲۶۲ھ میں مفتی مالکیہ تعینات کیے گئے، پھر وفات تک اس منصب سے متعلق ذمہ داریاں انجام دیں۔ چند تصنیفات میں ”مولودنامہ“ کے علاوہ ”الحکم العطائیۃ“ کی شرح شامل ہیں۔ دہلی کے عالم

مولانا عبد الرحیم ہادی قادری (وفات ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء) حج و زیارت کے لیے ۱۲۸۸ھ میں حجاز مقدس پہنچے [۸۶] تو میلاد و قیام کے جواز و تائید میں وہاں کے متعدد علمائے کرام سے فتاویٰ حاصل کیے۔ اس فتویٰ پر جن علما نے مواہیر تصدیق ثبت کیں ان میں مفتی مالکیہ شیخ حسین شامل ہیں۔ یہ فتاویٰ مولانا عبد الرحیم دہلوی کی تصنیف ”روضۃ النعیم“ کی تیسری اشاعت، نیز ”رحمة الرحیم فی ذکر النبی الکریم“ کے آخر میں عربی متن و اردو ترجمہ کے ساتھ مطبوع ہیں، جہاں کاتب نے غلطی سے آپ کا نام ”حسین مفتی مالکی“ کی بجائے ”حسن مفتی حنبلی“ لکھ دیا ہے۔

بعد ازاں شیخ حسین مالکی کے تین بیٹے بھی خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں ”مفتی مالکیہ“ کے منصب پر یکے بعد دیگر فائز رہے: پہلے شیخ محمد بن حسین مالکی (وفات ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء)، جنھوں نے مولانا قصوری کی ”رجم الشیاطین“ پر تقریظ لکھی۔ پھر شیخ محمد عابد بن حسین مالکی (وفات ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء)، جنھوں نے ”تقدیس الوکیل“ کے علاوہ فاضل بریلوی کی تصنیفات پر تقریظ لکھیں، نیز اجازت و خلافت پائی اور شیخ محمد علی بن حسین مالکی (وفات ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)، انھوں نے بھی فاضل بریلوی کی تصانیف پر تقریظات لکھیں، نیز اجازت پائی۔ [۸۷]

✽ شیخ محمد بن عبد اللہ ابن حمید عامری شرقی آج کے ملک سعودی عرب کے علاقہ قصیم کے مرکزی شہر عنیزہ میں ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں طائف میں وفات پائی۔ حافظ، حنبلی عالم، مؤرخ، مسند، ادیب و شاعر نیز ماہر انساب تھے۔ مسجد حرم مکہ مکرمہ میں مدرس امام و خطیب

رہے پھر ”مفتی حنابلہ“ کا منصب بھی سونپا گیا۔ صاحب نشرالنور کے والد کے اہم احباب میں سے تھے اور متعدد ممالک کے جن اکابر سے اخذ کیا ان میں شیخ سید محمد بن علی سنوسی سب سے اہم استاذ تھے، نیز مولانا محمد عابد سندھی سے اجازت پائی۔ فقہ وغیرہ موضوعات پر چند تصنیفات میں ”السحب الوابلة علی ضرائح الحنابلة“ اہم اور آپ کی پہچان ہے، جو پہلی بار ۱۲۰۹ھ / ۱۹۸۹ء میں مکتبہ امام احمد نے ۵۲۴ صفحات پر شائع کی اور یہ حنبلی علما کا تذکرہ ہے۔ خطہ ہند کے مشہور فقیہ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے سفر حج و زیارت کے موقع پر آپ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی اور میلاد و قیام کے جواز پر علما مکہ مکرمہ کا جاری کردہ فتویٰ جو مولانا عبد الرحیم قادری دہلوی کی ”رحمة الرحيم“ وغیرہ میں مطبوع ہے اس پر مفتی حنابلہ شیخ محمد بن عبد اللہ ابن حمید نے بھی مہر تصدیق ثبت کی، جہاں کاتب نے نام ”محمد شرقی مفتی حنبلی“ کی بجائے ”محمد شرقی مفتی مالکی“ لکھ دیا۔ [۸۸]

بعد ازاں آپ کے پوتا شیخ عبد اللہ بن علی بن محمد بن عبد اللہ ابن حمید (وفات ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء) بھی مسجد حرم مکہ مکرمہ کے امام و خطیب، نیز مفتی حنابلہ رہے، جنھوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی ایک تصنیف پر تقریظ لکھی۔

✽ شیخ سید محمد حقی نازلی بن علی حصاری آیدینی، وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آئے، جہاں ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء میں وفات پائی۔ حنفی عالم، نقش بندی مجددی سلسلہ سے وابستہ، چند تصنیفات ہیں۔ مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی سے اوراد و اذکار کی تلقین و اجازت پائی۔ نقوش و تعویذات کے ماہر تھے۔

کتاب ”خزینۃ الاسرار جلیلة الذاکر“ آپ کی پہچان ہے، جس پر خطیب جامع الازہر شیخ ابراہیم بن علی سقا (وفات ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء) نے تقریظ لکھی اور یہ پہلی بار ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں مطبع النیل، قاہرہ سے ۳۶۰ صفحات پر اور پھر مصر سے ہی دس سے زائد بار چھپی، اب دارالفکر، بیروت نے شائع کی ہے۔ پروفیسر محمد الیاس برنی حیدر آبادی کے والد نے اس کا اردو ترجمہ کیا تھا، جو غیر مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں چھ مختصر تصانیف یک جا ”مجموع مشتمل علی ست رسائل“ نام سے مطبع عامرہ شرفیہ مصر نے ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء میں ۱۳۲ صفحات پر شائع کیں۔ [۸۹]

❖ شیخ سید محمد بن خلیل قاوقچی، لبنان کے شہر طرابلس میں ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے اور سفر حج کے دوران مکہ مکرمہ میں ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء میں وفات پائی، قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ ابوالحسن، فقیہ حنفی، محدث، مسند شام، صاحب کرامات، جامعہ ازہر میں تعلیم پائی اور ستائیس برس وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مولانا محمد عابد سندھی مہاجر مدنی وغیرہ اکابر سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ شاذلی سلسلہ کی شاخ قاوقچیہ آپ سے منسوب و جاری ہوئی۔ سو سے زائد تصنیفات: حدیث، فقہ حنفی، تصوف، عملیات، درود و سلام وغیرہ موضوعات پر اور چار مولود نامے یادگار ہیں۔ [۹۰]

❖ شیخ سید محمد صالح بن عبد الرحمن زواوی ادریسی، جو ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۱ء میں وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ شافعی عالم، مسجد حرم میں امام و مدرس، نقش بندی مجددی سلسلے کے مرشد کبیر اور شاہ محمد مظہر بن احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی کے

خلیفہ اجل تھے۔ شیخ صالح زواوی کی تحریک و خواہش پر ان کے خلیفہ شیخ محمد مراد قازانی (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) نے ”مکتوبات امام ربانی“ وغیرہ کتب کا فارسی سے عربی ترجمہ کیا، جو مکہ مکرمہ وغیرہ مقامات سے بارہا شائع ہوئے۔ بعض نے نام ”محمد بن صالح“ لکھا، جو درست نہیں۔

آپ کے بیٹا شیخ سید عبد اللہ زواوی بھی عالم جلیل اور نقش بندی مجددی مرشد، نیز مدرس مسجد حرم اور مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ تھے۔ وہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں نجدی افواج کے ہاتھوں قلعہ طائف میں خاندان کے متعدد افراد سمیت شہید ہوئے۔

زواوی گھرانہ کے چند اکابر کوئٹہ اور دہلی آئے، جہاں شاہ ابوالخیر عبد اللہ فاروقی دہلوی سے نقش بندی مجددی سلسلہ میں بیعت کی پھر سانحہ طائف میں شہادت پائی۔ [۹۱]

عرب دنیا کے ان اکابر کے علاوہ خطہ ہند کے علامہ محمد سعید بن واعظ علی جعفری عظیم آبادی (وفات ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء) ۱۲۶۲ھ میں حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ سید محمد بن علی سنوسی سے اخذ کیا۔ [۹۲]

اور شیخ سنوسی کبیر کے فرزند ان نیز سنوسی تحریک سے وابستہ آپ کے دیگر اہم شاگردوں کا تعارف آگے آ رہا ہے۔

تصانیف

شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے متعدد انواع کی مصروفیات و مشاغل، نیز بہ کثرت اسفار کے ساتھ مختلف موضوعات پر چالیس کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

ایقاظ الوسنان فی العمل بالحدیث والقرآن، صفحات ۱۲۱

مقدمة مؤطا الامام مالک رضی اللہ عنہ، صفحات ۶۰

شفاء الصدر بآری المسائل العشر، صفحات ۷۵

بغیة المقاصد فی خلاصة المراسد، صفحات ۲۹۷، اور ”شفاء

الصدر“ اسی کا انتخاب و تلخیص ہے، جو خود تیار کیا۔

مذکورہ بالا چاروں کتب یک جا ”المجموعة المختارة“ نام سے ۱۹۹۰ء

میں قاہرہ سے ۵۷۳ صفحات پر شائع ہوئیں۔

الدرر السنية فی اخبار السلالة الادريسية، ۱۹۹۰ء میں ہی

ضمن مجموعہ شائع ہوئی۔

السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین، وزارت اطلاعات و

ثقافت لیبیا نے ۱۹۶۸ء میں شائع کی، صفحات ۱۱۲

المسلسلات العشرة فی الاحادیث النبویة علی صاحبها

افضل الصلاة واتم السلام، ۱۹۳۸ء میں مطبع حجازی قاہرہ سے

چھپی، صفحات ۱۶۔ نیز اردو کتاب ”سیدی ضیاء الدین احمد القادری“ کی

دوسری اضافہ شدہ اشاعت کی پہلی جلد کے صفحہ ۷۰۹ تا ۷۳۳ پر عربی

متن شامل ہے جو حزب القادریہ لاہور نے ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء میں شائع کی۔ دس احادیث سے متصل اسناد کا بیان۔

المنهل الروی الرائق فی اسانید العلوم و اصول الطرائق، شاہ لیبا شیخ سید ادریس سنوسی کے مصارف پر پہلی بار مطبع حجاز قاہرہ سے ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء میں ۱۰۸ صفحات پر چھپی۔ پھر وزارت اطلاعات و ثقافت لیبا نے ۱۹۶۸ء میں شائع کی۔ اب دارالتوفیقیۃ الجزائر نے ۲۰۱۱ء میں ۱۶۰ صفحات پر طبع کرائی، اسی اشاعت کا عکس انٹرنیٹ میں ہے۔

الشموس الشارقة فیما لنا من اسانید المغاربة والمشاركة، دو ضخیم جلدوں میں ہے، غیر مطبوع

البدور السافرة فی عوالی الاسانید الفاخرة، الشموس الشارقة کو خود ہی مختصر کر کے یہ نام دیا۔ مکتبہ حرم مکہ مکرمہ میں قلمی نسخہ بخط مولانا عبدالسار دہلوی محفوظ ہے، بہ قول بعض شائع ہوئی۔

سوابع الاید فی مرویات ابی زید

الکواکب الدریۃ فی اوائل الکتب الاثریۃ المعروف باوائل السنوسی

اعترافِ عظمت

اب چند مشاہیر کی تحریروں کے اقتباس پیش ہیں، جن سے شیخ سید محمد بن علی سنوسی کا علمی مقام، نیز تصوف و صوفیہ سے تعلق واضح ہے:

✽ مفسر قرآن کریم شیخ حسن بن احمد عاکش کا تعارف گزر چکا، جن کی آپ سے نہ صرف ملاقات تھی، بلکہ دونوں نے حضرت شیخ احمد بن ادریس کی شاگردی اختیار کی اور باہم گہرے روابط تھے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

”محمد بن علی السنوسی من سادات الغرب، هو ممن اخذ الطريقة عن شيخنا --- حتى حاز الولاية الكبرى، وظهرت له كرامات --- وكان بحرًا في معارف اهل الطريقة، جاريًا على سنن الشرع المحمدي في افعاله واقواله --- وله هناك اتباع كثيرون مشوا على طريقته، وتخلّفوا با خلاقة، وانتفعوا بارشاده، وبلغوا النهاية في علم الطريقة والحقيقة---“ [۹۳]

✽ قطبِ زماں، مرشد السالکین و خاتمة المحدثین شیخ سید ابو الحسن محمد بن خلیل قاوقچی کا ذکر گزر چکا۔ آپ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو ایک روز شیخ سنوسی کبیر کی خدمت میں خانقاہ پہنچے اور ان کے سلسلہ طریقت میں خلافت پائی، جس کا ذکر اس عبارت میں کیا:

”العارف الدانی ذو المعارف والهيكل النوراني محمد بن علي المغربي السنوسي العالم الرباني، اجتمعت به في جبل ابي قبّيس في مكة الشريفة، وتلقيت عنه طريقته المنيفة.“ [۹۴]

✽ شیخ عبد اللہ بن احمد ابو الخیر مرداد (وفات ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور نجدی افواج کے ہاتھوں طائف میں شہید ہوئے۔ حنفی

عالم، مکہ مکرمہ شہر کے قاضی تعینات رہے۔ مسجد حرم کے امام و خطیب تھے، پھر ان کے نگراں منصب ”شیخ الخطباء والائمة“ پر فائز رہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم و قادری مرشد مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے دوران ملاقات اجازت و خلافت پائی۔ چند تصنیفات میں علمائے مکہ مکرمہ کا تذکرہ ”نشر النور والزهر فی تراجم افاضل مکة من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر“ آپ کی پہچان، جس کا اختصار مطبوع ہے [۹۵]، جس میں یہ الفاظ ہیں:

”العارف بالله الشيخ محمد بن علی السنوسی المغربی
الاصل، ثم المکی المالکی --- الامام الجلیل الکبیر، العلامة
المحدث الشهیر --- وصحب العارف بالله سیدی العلامة
احمد بن ادريس واخذ عنه العلوم لقنه الذکرو والبسه
الخرقة واجازه بالاجازة العامة والخاصة، وت خلف بعده
بنی له بیتا وزاویة بجبل ابی قبیس وهی الی الآن موجودة
عامرة.“ [۹۶]

مفتی اعظم تیونس و قاضی شیخ محمد مخلوف نے مالکی علما کے تذکرہ میں
اوصاف یوں بیان کیے:

”ابو عبد الله محمد بن علی السنوسی الخطابی الحسنى،
صاحب الجبل الاخضر الشهير الذکر الرفیع القدر،
شیخ الاسلام والمسلمین، وارث علوم سید الاولین
والآخرین، الفقیه الحافظ العالم العامل المحدث الجامع
الولی المقرب، الواصل شهرته شرقا وغربا، تغنی عن

التعريف به، له صيت عظيم في الجهات و ذكر جميل
وكرامات، متين الدين، اتباعه يعدون بعشرات الملايين
منتشرون باليمن والحجاز والشام والسودان و مصر و
صحراء افريقية والجهات الغربية، و مركزه الجبل

الاخضر بجغبوب القريب من بن غازي. [۹۷]

✽ قاہرہ کے مشہور عالم وشاذلی مرشد کبیر شیخ محمد زکی بن ابراہیم نے ایک
سوال کے جواب میں مضمون بہ عنوان ”سوال صوفی تاریخی وجوابہ
الطرق الصوفية في العالم الاسلامي“ قلم بند کیا، جس میں آج کی اسلامی
دنیا میں رائج صوفیہ کے مشہور سلاسل نیز اہم شاخوں کا کسی قدر تعارف پیش کیا
اور بعض سلاسل سے وابستگان کے ہاں درآئی بدعات منکرہ کا رد و تعاقب، نیز
براءت کا اظہار کیا۔ اس مضمون میں سنوسی سلسلہ کا تعارف اس عبارت سے
ہوتا ہے:

فاما السنوسية: فقد اسسها الامام العلامة العارف بالله
الجامع بين الجهادين، سيدى الشيخ محمد بن على
السنوسى الكبير، وتتصل في بعض اسنادها بالشافعية،
وتعتبر هذه الطريقة المثل الجي الشرعى للتصوف
الاسلامى في اهدافه ومناهجه، بوصف ان التصوف هو
خلاصة الاسلام. [۹۸]

✽ حکومت الجزائر کے قومی ادارہ برائے مکالمہ نے ملک کی تحریک و جنگ
آزادی میں خانقاہی نظام [۹۹] کے کردار پر ہر سال یوم آزادی کے موقع پر دو

روزہ سیمینار منعقد کرنے کا اہتمام کیا، جسے ”دور الزوايا ابان المقاومة والثورة التحريرية“ نام دیا گیا۔ اس سلسلے کا پہلا سیمینار ۲۵ تا ۲۶ مئی ۲۰۰۵ء کو وهران شہر کی سانیا یونیورسٹی میں منعقد ہوا، جس میں اہم علمی شخصیات نے مقالات پیش کیں۔ بعد ازاں وزارت مجاہدین الجزائر نے ابتدائی دو برس کے مقالات دو اجزاء، لیکن ایک جلد کی شکل میں شائع کیں۔ پہلے سیمینار میں الجزائر یونیورسٹی میں تاریخ کے سابق استاذ ڈاکٹر محمد طاہر عدوانی نے ”الزاوية تقود المقاومة وتشارك في حرب التحرير“ عنوان سے جو مقالہ پیش کیا، اس میں سنوسی صوفیہ کی خدمات کا ذکر آیا تو آپ کا تعارف ان الفاظ سے شروع کیا:

”هو السيد محمد بن علي السنوسي الذي ولد و نشأ في مدينة مستغانم بالغرب الجزائري، وقد كان محبا للاسفار، سافرا إلى المملكة المراكشية، وقصد مدينة فاس و اقام فيها لطلب العلم، ودرس الطرق الصوفية على اشهر مشايخها، كالطريقة القادرية والشاذلية والدراوية والناصرية والحبيبية والجزولية والزبانية والمحمدية والتيجانية.“ [۱۰۰]

عقیدہ

سنوسی سلسلہ صوفیہ کے سر تاج شیخ محمد بن علی سنوسی کی فکر و اعتقاد جاننے کے لیے ان کی اپنی تحریریں رہ نماہیں، یہاں چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

✽ خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی نورانیت اور اولین مخلوق ہونے کے بارے میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

”فانه صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين ونوره اَوَّل مخلوق“ [۱۰۱]

✽ رسول اللہ ﷺ کی خواب اور حالت بیداری میں زیارت کو اہل اللہ کی کرامات میں شمار کیا۔ پھر کلام اساتذہ کی روشنی میں مریدین کو تلقین کی کہ درود و سلام بہ کثرت پڑھنے سے زیارت ممکن ہے۔ [۱۰۲]

✽ نماز ادا کرنے کا طریقہ قرآن و سنت سے استنباط کر کے شیخ سنوسی نے اپنی تحقیقات پیش کرنے کے دوران لکھا کہ التحیات اور درود ابراہیمی پڑھنے کے بعد حسب ذیل درود و دعا بھی نماز میں پڑھے جاسکتے ہیں، جو ہمارے استاذ ابو العباس عراقشی نے تجویز کیے ہیں:

”اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَمَلِكِ الْمَوْتِ وَحَمَلَةِ الْعَرْشِ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ أَجْمَعِينَ وَعَلَى الْأَوْلِيَاءِ وَعَلَى جَمِيعِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ فِي كُلِّ لَمَحَةٍ وَنَفْسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَتْ عِلْمُكَ آمِينَ.“ [۱۰۳]

شیخ سنوسی نے یہ درود درج کرنے کے بعد اپنے مرشد کی ہی موزوں کردہ دعاء سطور میں بیان کی، پھر لکھا کہ انھیں پڑھنے کے بعد دائیں بائیں سلام کر کے نماز سے باہر ہو جائے۔ [۱۰۴]

◉ گزر چکا کہ آپ مالکی المذہب تھے۔ چنانچہ امام مالک بن انس (وفات ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) کے حالات اور ان کی عظیم کتاب ”الموطا“ کے تعارف و اہمیت پر ”مقدمة موطا الامام مالک“ نام سے مستقل کتاب لکھی، جس میں الموطا کے متعلق اکابر علما کی آراء، رواۃ الموطا، مندرجات کا عمومی تعارف، امام مالک کے احوال، اُن سے روایت کرنے والوں کا ذکر، امام بارے اکابر کے اقوال، علم حدیث سے تعلق و اہتمام، وفات و مرثیٰ اور پھر علم مصطلحات حدیث شریف کا تعارف پیش کیا۔

ایک مقام پر بتایا کہ امام مالک درس حدیث سے قبل خاص اہتمام کیا کرتے۔ غسل یا وضو کے بعد اچھا لباس و عمامہ زیب تن کرتے پھر عطر لگا کر مقررہ مقام پر بیٹھ کر داڑھی و لباس درست کر کے مؤدب ہئیت اختیار کرتے اور پروقار طریقہ سے درس کا آغاز ہوتا اور حدیث بیان کرنے کے دوران اگر کوئی آواز بلند کرتا تو اسے آواز دھیمی کرنے کو کہتے، نیز قرآن مجید کی آیت کے حوالہ سے فرمایا کرتے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کرنے کے دوران کسی دوسرے کا آواز بلند کرنا، رسول اللہ ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے کے مترادف ہے۔

درس کے دوران داڑھی، جسم اور لباس کو چھیڑنے سے گریز کرتے اور ادب و سکوت کی یہ کیفیت ہوتی کہ ایک بار بچھو کپڑوں میں گھس گیا اور سولہ بار ڈس لیا۔ تکلیف سے آپ کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا، لیکن صبر سے درس جاری رکھا۔ مجلس ختم اور لوگ منتشر ہو گئے تو سبب دریافت کیا گیا تو سارا واقعہ بیان فرماتے ہوئے کہا، حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و اجلال کے لیے صبر اور برداشت کیا۔

امام مالک عام حالات یا راستہ میں حدیث سے متعلق گفتگو سے اجتناب کرتے۔ چنانچہ ایک بار کسی طالب علم نے کھڑے کھڑے ایک حدیث دریافت کی تو اسے بیس چھڑی مارنے کی سزا دی۔ پھر شفقت و مروت کا رویہ اپنایا اور ایک کی بجائے بیس احادیث تعلیم فرمائیں۔ طالب علم نے عرض کیا: کاش آپ چھڑی کی تعداد بڑھا دیتے اور اسی نسبت سے مزید احادیث بھی۔

آپ بڑھتی عمر اور جسمانی کم زوری کے باوجود مدینہ منورہ میں سواری کا استعمال نہیں کرتے اور فرماتے: جس شہر میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں، وہاں سوار ہونے کا کیسے سوچ سکتا ہوں۔ [۱۰۵]

❦ شیخ سنوسی کبیر نے بغیۃ المقاصد تالیف کی تو آخری باب تزکیۃ نفس کے بیان پر مختص کیا، جس میں اکابر صوفیہ کرام، حجت الاسلام غزالی، قطب ابوالحسن شاذلی، عارف باللہ سیّدی احمد بن عطاء اللہ اسکندری، سیّدی علی وفا، سہل تتری، عارف باللہ سیّدی احمد زروق، ابن عربی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے اقوال و تحریروں سے استدلال کیا۔ [۱۰۶]

❦ حضرت شیخ محمد بن علی سنوسی نے حضرت خضر سے متصل اپنے سلسلہ کی سند متعدد مقامات پر خود درج کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرے اور نبی ﷺ کے درمیان محض چار واسطے ہیں، الفاظ یہ ہیں:

”أخذنا عن شيخنا قطب العارفين، امام المحققين،
مولانا السيد احمد بن ادريس عن شيخه العارف بالله
السيد عبدالوهاب التازي. عن شيخه العارف بالله السيد

عبد العزیز بن مسعود الدباغ الفاسی عن سیدنا و مولانا
ابی العباس الخضر علیہ السلام عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ---- فتكون الوسائط بیننا و بین النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اربعة، ولله الحمد وله شكر. [۱۰۷]

❦ اسی پر بس نہیں، بلکہ جن دیگر سلاسل تصوف و صوفیہ میں مجاز تھے، ان کی اسناد بھی تفصیل سے بیان کرنے کا اہتمام کیا۔ جیسا کہ ”المنہل الروی الرائق فی اسانید العلوم و اصول الطرائق“ تالیف کی توبارہ ابواب و خاتمہ میں منقسم و مرتب کیا۔ پھر ابواب میں کتب حدیث، سیرت، تفسیر سے متعلق اپنی اسناد متصل درج کیں اور خاتمہ میں صوفیہ کے ان سلاسل کی اسناد نیز اوراد و اذکار، جن میں مختلف مشائخ سے اجازت و خلافت پائی۔

علاوہ ازیں اسناد صوفیہ کے بیان پر مستقل کتاب ”السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین“ نام سے ہے، جس میں چالیس کے قریب ان سلاسل کی اسناد درج ہیں جن میں مجاز تھے۔ ان میں اولیسیہ، حلاجیہ، ملائتیہ، شطاریہ، مولویہ، قلندریہ، قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ سلاسل شامل ہیں۔ نقشبندی سلسلہ کی سند مولانا عبد الرحمن جامی کے طریق پر، جب کہ چشتیہ کی خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر سے متصل، اور سہروردیہ کی حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت ابوالفتح شاہ رکن الدین ملتانی، حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانی، حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے طریق پر ہے۔

اور نقش بندی مجددی سلسلہ کی اپنی سند المنہل الروی میں درج کی، جو خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر ہے۔
 مذکورہ دونوں کتب یعنی المنہل الروی اور السلسبیل المعین، آپ کے پوتا شاہ لیبیا سید محمد ادریس سنوسی کی اجازت و خواہش پر شائع کی گئیں اور اوّل الذکر کے سرورق پر مصنف کا نام ان الفاظ میں درج ہے:

”مولانا الاستاذ الاکبر العارف بالله عمدة المتصرفین و
 خاتمة العلماء المحققین وقطب دائرة اهل الحق
 اجمعین۔ مؤسس الطريقة السنوسية سيدنا واستاذنا
 السيد محمد بن علي السنوسي الخطابي الحسني
 الادريسي۔۔۔“

ایک الزام کا جائزہ

الجزائر، مراکش و لیبیا میں بالعموم مالکی مذہب رائج ہے، اور حضرت شیخ سید احمد بن ادریس نیز سنوسی تحریک کے اکابر کا تعلق انہی ممالک سے تھا اور سبھی مالکی فقہ پر عمل پیرا تھے، لیکن شیخ احمد بن ادریس وطن کو خیر باد کہہ کر مکہ مکرمہ مقیم ہوئے تو کئی برس بعد تقلید کی بجائے اجتہاد کے داعی ہوئے اور آپ کے بعض خلفا بھی مؤید ہوئے تب علمائے مکہ مکرمہ اور شیخ احمد بن ادریس کے درمیان بحث و مناظرہ کی کیفیت غالب آئی اور ماحول میں حدت اتنی بڑھی کہ بالآخر شیخ احمد بن ادریس مکہ مکرمہ سے نکل کر یمن جا بے۔ آپ نے تقلید و اجتہاد کے موضوع پر کوئی تصنیف یادگار نہیں چھوڑی۔

آپ کے خلیفہ اعظم شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور دو کتب تالیف کیں: پہلے ”ایقاظ الوسنان فی العمل بالحدیث والقرآن“، جس میں ترک تقلید اور اجتہاد کی اہمیت و ضرورت، قرآن مجید و حدیث سے استنباط کی ترغیب دی۔ پھر ”بغیة المقاصد فی خلاصة المراد“ لکھی، جس میں ادائیگی نماز سے متعلق دس مسائل کے بارے میں اجتہادی رائے پیش کی، جو بالعموم مالکی مذہب کے برعکس تھی۔

اسی بات کو لے کر کئی عشرے بعد چودھویں صدی ہجری میں بعض نے لکھ دیا کہ شیخ محمد بن علی سنوسی، افکار و معتقدات میں شیخ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ (وفات ۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء)، نیز شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی (وفات ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء) سے متاثر بلکہ انھی کے پیروکار تھے۔

جب کہ حقیقت محض یہی ہے جو اوپر عرض کی گئی کہ ان دونوں اکابر، نیز ان سے متعلق علما نے [۱۰۸] اجتہاد کا دروازہ علما کے لیے کھلا رکھنے کی تائید و حمایت کی۔ شیخ سید محمد بن علی سنوسی کی سات مطبوعہ تصنیفات راقم السطور کے پیش نظر ہیں اور ان میں کوئی بات سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے بنیادی عقائد کے منافی نہیں۔ ان کتب میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کا نام یا کسی تصنیف کا ذکر تک نہیں اور مذکورہ دو کتب میں شیخ ابن تیمیہ کا ذکر ایک مقام پر لازم ٹھہرا تو یوں لکھا:

”ابن تیمیہ“ [۱۰۹]

جب کہ انھی کتب میں سواد اعظم کے بعض ائمہ کا ذکر آیا تو یہ الفاظ

لکھے:

”الامام فخر الدین الرازی“ [۱۱۱]

”الشیخ الامام التقی السبکی“ [۱۱۲]

علاوہ ازیں وہابی فکر کی ترویج و اشاعت اور عقیدہ کے بیان پر شیخ سنوسی کا کوئی قول بھی راقم کے علم میں نہیں۔ آپ کے دوست مفسر و مؤرخ شیخ حسن عاکش نے حالات قلم بند کیے تو اس جانب کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ نیز مکہ مکرمہ و دیگر مقامات کے اکابر علماء و صوفیہ نے آپ سے اخذ کیا، جن میں سے بعض کے نام گزر چکے اور اکابر علمائے اہل سنت میں سے کسی نے شیخ سنوسی پر یہ الزام عائد نہیں کیا۔ مزید یہ کہ صوفیہ کے معتقدات آپ کی تصانیف میں بیان کرنے کا اہتمام ہے، جن کے چند نمونے گزشتہ صفحات پر پیش کیے گئے۔ یہاں دیکھنا ہوگا کہ الزام دینے والے کون لوگ ہیں اور ان کی ثقاہت کس قدر ہے۔

✽ امریکی مستشرق ڈاکٹر لو تھروپ سٹوڈارڈ (Lothrop Stoddard) جو ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔ ہارورڈ یونیورسٹی سے ۱۹۱۴ء میں پی ایچ ڈی کی، نیز متعدد زبانیں جانتے تھے۔ انھوں نے اسلامی دنیا کے بارے میں انگریزی میں کتاب *The New World of Islam* تالیف کی، جو پہلی بار ۱۹۲۲ء میں چھپی۔

ڈاکٹر لو تھروپ کی اس کتاب کا عربی ترجمہ عجاج نویہض نے کیا، جو ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں لبنان کے مقام راس المتن میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء میں وہیں وفات پائی۔ وہ مفکر، محقق، ادیب تھے اور قضیہ فلسطین میں فعال اور القدس الشریف میں پچیس برس مقیم رہے۔ [۱۱۳]

شکیب بن حمود ارسلان نے اس عربی ترجمہ پر تقدیم و حواشی لکھے، نیز اضافات کیے۔ ان کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں لبنان کے مقام شویفات میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء میں بیروت میں وفات پائی اور وطن میں قبر بنی۔ ادیب و شاعر، مؤرخ، مفکر اور ”امیر البیان“ لقب تھا۔ عثمانی پارلیمنٹ میں رکن اور سلطنت عثمانیہ کے اہم مؤید، نیز بقا و استحکام کے لیے فعال رہے۔ متعدد زبانیں جانتے تھے، نیز یورپ و امریکہ کے دورے کیے اور پچیس برس جنیوا میں مقیم رہے، متعدد تصانیف ہیں۔ مذکورہ ترجمہ ”حاضر العالم الاسلامی“ نام سے پہلی بار ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا اور یہی تکمیل ترجمہ کا سال ہے۔ [۱۱۴] اب یہ جدید انداز میں دو جلد کے ۱۲۸۶ صفحات پر مطبوع اور پیش نظر ہے۔

ڈاکٹر لو تھروپ نے ایک باب ”السنوسیۃ“ عنوان سے لکھا [۱۱۵]،

جس میں بتایا کہ

”آج کی اسلامی دنیا میں رائج صوفیہ کے جمیع سلاسل میں سے سنوسی سلسلہ سے وابستہ درویش یورپ کے سب سے بڑے اور شدید دشمن ہیں، جن کا مقصد و ہدف کفار سے جہاد اور مسلمانوں کو دشمن کے سامنے ایک صف میں کھڑا کرنا ہے۔ اس سلسلہ کے بانی سید محمد بن علی سنوسی تھے، جو غیر مقلد اور مجتہد تھے۔“

امیر شکیب ارسلان نے ڈاکٹر لو تھروپ کی اس عبارت پر حاشیہ کے ذریعے قارئین کو آگاہ کیا کہ میں نے سید محمد بن علی سنوسی کے پوتا اور خلیفہ سیدی احمد شریف سنوسی سے اس عبارت کی وضاحت چاہی تو انکار کرتے ہوئے

فرمایا، میرے دادا اسلاف کے راستہ پر تھے۔ شکیب ارسلان نے مزید لکھا، میں نے دیکھا تھا کہ سید احمد شریف سنوسی نماز میں قیام کے دوران احناف کی طرح ہاتھ باندھتے تھے، جب کہ مالکیہ کے ہاں ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا عمل ہے۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا آپ مالکی المذہب ہیں، لیکن اس مسئلہ میں مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ تب جواب دیا، رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے اور میرے دادا نے بھی قابل احترام مالکیہ سے یہی اختلاف کیا تھا۔

مسٹر لو تھروپ نے اسی باب میں لکھا کہ قیام مکہ مکرمہ کے دوران شیخ سید محمد بن علی سنوسی بعض وہابی افکار کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ یہاں امیر البیان شکیب ارسلان نے حاشیہ میں وضاحت کی کہ خود سنوسی حضرات اس الزام کا رد و انکار کرتے ہیں۔

سید احمد شریف سنوسی، جن سے امیر شکیب ارسلان کے گہرے مراسم تھے، ان کا تعارف آگے اپنے مقام پر آرہا ہے۔

✽ جن دیگر مصنفین نے شیخ سنوسی کبیر کو وہابی افکار سے متاثر قرار دیا، ان میں اہم ”الموسوعة الميسرة في الاديان والمذاهب والاحزاب المعاصرة“ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔ جو پہلی بار ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء اور دوسری بار ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء میں سعودی عرب کے سرکاری تبلیغی ادارہ ”الندوة العالمية للشباب الاسلامی“ (سال تاسیس ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء)، جسے عرف عام میں WAMY کہا جاتا ہے، نے ایک جلد کے ۵۷۶ صفحات پر شائع کی، جس پر مصنف کا نام درج نہیں تھا۔ یہ کتاب آج کی دنیا بھر میں موجود ادیان، مذاہب اور

فکری جماعتوں کے مختصر تعارف و تاریخ پر مبنی ہے اور پہلی و دوسری اشاعت میں سنوسی سلسلہ و تحریک کے متعلق کچھ موجود نہیں۔

بعد ازاں مصنف نے مندرجات میں اضافہ کیا، جس میں ایک باب ”السنوسية“ عنوان سے ہے [۱۱۶] اور یہ اسی ادارہ نے تیسری بار ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء میں دو جلد کے ۱۲۲۷ صفحات پر شائع کی، جس پر مصنف کا نام ڈاکٹر مانع بن حماد جہنی درج ہے، جو ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں سعودی عرب کے شہر ینبع کے نواح میں پیدا ہوئے، اور ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء میں سڑک حادثہ کے نتیجہ میں ریاض میں وفات پائی۔ امریکہ سے انگریزی میں پی ایچ ڈی کی، پھر ریاض یونیورسٹی میں پروفیسر ہوئے اور ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء سے وفات تک مذکورہ ادارے کے جنرل سیکرٹری رہے، نیز مجلس شوریٰ کے رکن تھے اور عربی و انگریزی میں متعدد تصنیفات ہیں۔ [۱۱۷]

ڈاکٹر مانع کی یہ کتاب جھوٹ اور الزامات کا مجموعہ ہے، جس کے جائزہ کے لیے الگ مضمون درکار ہے۔ اسی باعث یہ اہل علم میں ”الموسوعة السيئة“ نام سے مشہور ہے۔ سنوسی سلسلہ کے بارے میں ان کی تحریر کو ہی دیکھا جائے تو اس کے تعارف میں شیخ سید محمد بن علی سنوسی کی کسی ایک بھی تصنیف سے بہ راہ راست اخذ نہیں کیا اور نہ ہی سلسلہ سے وابستہ اکابر میں سے کسی کی تحریر کا حوالہ دیا۔

ڈاکٹر عبد العزیز بن محمد آل عبد اللطیف، جو ڈاکٹر مانع کے مکتب فکر کے ہی فرد ہیں اور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء میں ریاض میں پیدا ہوئے اور وہیں کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں، انھوں نے الموسوعة الميسرة میں درج محض چند

اغلاط و مہمل عبارات کی نشان دہی پر ایک مضمون قلم بند کیا، جو ”ملاحظات علی الموسوعة المیسرة“ عنوان سے ماہ نامہ ”البیان“ میں چھپا۔ نیز ان دنوں انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

ڈاکٹر مانع نے کتاب کے مختلف مقامات پر مختلف جماعتوں اور افراد کے بارے میں جو لکھ دیا تھا کہ یہ شیخ محمد بن عبد الوہاب سے متاثر تھے، جن میں سنوسی اکابر بھی شامل ہیں، ڈاکٹر عبد العزیز نے مذکورہ مضمون میں اس نوع کی عبارات کے بارے میں یہ لکھا:

”کیا ہی اچھا ہوتا جو ڈاکٹر مانع اس دعویٰ کی کوئی دلیل و ثبوت بھی درج کتاب کرتے۔“

✽ ڈاکٹر لو تھروپ اور ڈاکٹر مانع جہنی کے علاوہ ڈاکٹر علی محمد صلابی کی بھی اس نوع کی رائے پیش نظر ہے۔ جو لیبیا کے شہر بن غازی میں ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوئے اور مدینہ یونیورسٹی سے بی اے، جب کہ ام درمان یونیورسٹی سوڈان سے ایم فل نیز پی ایچ ڈی کی۔ پھر لیبیا کے صدر معمر قذافی کے بیٹے سیف الاسلام قذافی کے طویل عرصہ مقرب رہے، تا آن کہ آغاز ۲۰۱۱ء میں الگ ہوئے اور دو حہ قطر میں قیام کیا جہاں سے قذافی نظام کے خاتمہ میں کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر صلابی، عالم، مؤرخ، سیاسی رہ نما اور صلح کل شخصیت کے مالک ہیں۔ گزشتہ چند برسوں میں ان کی ۳۵ سے زائد تصانیف اس تیزی و تسلسل سے شائع ہوئیں کہ ہر دو تین ماہ میں ضخیم کتاب بازار میں آگئی۔ ان کا کام غیر معیاری اور محض متعلقہ مواد کو جمع کر دیا، تحقیق اور چھان بین کے عمل سے نہیں گزارا۔ الغرض شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے احوال پر کتاب لکھی تو نہ صرف اس الزام کو بیان

کیا، بلکہ مبالغہ سے کام لیا۔ [۱۱۸] یہاں ان کی عبارات کا تفصیلی جائزہ و جواب کی حاجت نہیں۔ محض اتنا اشارہ کافی ہو گا کہ خود وہابیہ نے ان کے تعاقب میں لکھ دیا۔ چناں چہ کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ایک طویل تحریر ”الدرر البہیة فی بیان ضلال عقائد الفرقة السنوسية“ عنوان سے بہ قلم محمودی ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ آپ طبقہ صوفیہ میں سے تھے اور خود وہابیہ کے افکار سے کوئی تعلق نہ تھا۔

محمودی کی مذکورہ تحریر کی تائید میں لیبیا کے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم کا مضمون ”الشعوذة والسحر والاساطیر الموجودة فی کتب السنوسی الكبير“ بھی انٹرنیٹ پر دست یاب ہے۔

عرب دنیا کے بعض اہل سنت کی تحریریں ”حول العلاقة بین السنوسية والوهابية“ عنوان سے ہیں، جن میں بتایا گیا کہ سنوسی کبیر کو وہابی قرار دینے کا آغاز مستشرقین نے کیا اور اب یہی کچھ بعض ممالک کی جامعات کے نصاب میں نیز ان دنوں انٹرنیٹ پر ہے، جو آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف اور محض افتراء ہے، جس کا مقصد تحریک کی جہادی خدمات کو اپنے کھاتہ میں ڈالنے کی ناکام و مذموم کوشش ہے۔

انٹرنیٹ پر ہی شیخ محمد صادق کاسات اقساط پر مشتمل مضمون ”الحق المبين فی عقائد السنوسیین“ بھی اہم و قابل ذکر ہے، جو محمودی کی تحریر الدرر البہیة کے علاوہ سالم علی نامی کسی وہابی کے مضمون ”الضلال المبين فی عقائد السنوسیین“ کے رد و تعاقب میں ہے۔ جس میں شیخ محمد صادق نے

سنوسی مشائخ کے حوالہ سے عقائد و معمولات سوادِ اعظم اہل سنت کی بہ خوبی توضیح و تشریح کی ہے۔

اور یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ وہابی تحریک کے آغاز سے اب تک اس سے وابستہ افراد کے ہاتھ امتِ مسلمہ کے خون سے رنگین ہیں۔ جب کہ سنوسی تحریک سے متعلقین نے اپنے دور کی عالمی طاقت اور استعماری قوت برطانیہ، اٹلی، فرانس کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور شرعی جہاد کیا، نیز اتحادِ بین المسلمین کے لیے کوشاں رہے۔ گویا فکر و اعتقاد کے پس منظر میں دونوں کی ترجیحات اور راستے جدا جدا رہے۔

آخر میں واضح رہے کہ بعد کے دور میں محمد بن علی سنوسی نام کی ایک اور شخصیت بھی گزری ہیں، جو ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں سعودی عرب کے جنوبی صوبہ کے شہر حیزان میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء میں وفات پائی۔ اپنے دور کے مشہور ادیب و شاعر، نیز کئی شعری مجموعے ہیں اور متعدد ایوارڈ حاصل کیے، نیز ”شاعر الجنوب“ لقب تھا۔ [۱۱۹]

شیخ سید محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی

طرابلس کے قریب علاقہ جبل الاخضر کے شہر البیضاء کے قریب مقام
ماسہ میں ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے اور چاڑ کے مقام ”قرو“ میں فرانسیسی
استعمار سے جہاد کے دوران ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں شہید ہوئے۔ عالم و حافظ،
مصلح، مرشد، مجاہد کبیر تھے۔ شیخ سید عمران بن برکہ وغیرہ سنوسی اکابر سے تعلیم
حاصل کی اور سات سال کی عمر میں ۱۸۵۱ء کو والد گرامی نے حجاز مقدس طلب
کیا۔ جب مدینہ منورہ حاضر ہونے تو والد کی خواہش و گزارش پر روضہ مطہرہ
شریفہ کے خدام آپ کو اندر لے گئے جہاں کچھ دیر پردوں کے نیچے کھڑے
رکھا۔ پھر آپ کے جدا عظم سیدنا محمد ﷺ کے روضہ شریفہ کا اندرونی دروازہ
کھولا اور اندر لے گئے، جہاں انھیں دوسرے پردوں کے نیچے کھڑا کیا اور اکیلے
چھوڑ کر خدام باہر آ گئے۔ سید محمد مہدی سنوسی کافی دیر تک روضہ اقدس کے
اندر تنہا رہے۔ حجاز مقدس میں والد گرامی سے اخذ کیا اور سات برس بعد بارہ ربیع
الاول ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء کو واپس جغوب پہنچے جہاں شان دار استقبال کیا گیا۔
جب والد نے وفات پائی تو عمر سولہ سال تھی، آپ سجادہ نشین و خلیفہ ہوئے اور
والد گرامی کے اکابر خلفا شیخ سید عمران بن برکہ وغیرہ کی رہ نمائی میں سنوسی خانقاہ
کے افعال و اعمال کو آگے بڑھایا۔ آپ کے دور میں سنوسی دعوت کو خوب فروغ و

عروج ملا اور تحریک کا پیغام لیبیا سے نکل کر سوڈان تک پہنچا۔ چناں چہ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں مرکز کو جغوب سے سوڈان کی جانب صحرائی مقام الکفرة [۱۲۰] منتقل کر کے وہاں خانقاہ تاج قائم کی، جہاں قبائل کو تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ اسلحہ کے استعمال کی تربیت دی گئی۔ موّرخین کے بہ قول ۱۸۸۰ء میں سنوسی جماعت کے ہاں قبائلی مجاہدین و تربیت یافتہ رضاکاروں کی تعداد چوں ہزار تھی اور الکفرة مرکز میں تربیت کے اہتمام سے ان میں مزید اضافہ ہوا۔

فرانسیسی استعمار سے آزاد کرائے گئے علاقوں میں نظام چلانے اور جہادی اعمال کو منظم کرنے کے لیے آپ نے سنوسی اکابر کی مجلس تشکیل دی، جس میں تمام فیصلے کیے جاتے۔ اس مجلس میں شیخ احمد بن عبدالقادر ریفی کو سید محمد مہدی سنوسی کے مشیر خاص اور وزیر اعظم کی سی حیثیت حاصل تھی اور شیخ سید عمران بن برکہ اس مجلس کے سربراہ و اسپیکر تھے۔ لیبیا اور اس کے گرد و نواح کے ممالک کو استعماری قوتوں سے آزاد کرانے کے لیے سنوسی زعماء کس قدر متحرک تھے، اس کا اندازہ یوں لگانا آسان ہے کہ شیخ سید محمد مہدی سنوسی کے ہاں محض ذاتی استعمال کے لیے پچاس بندوقیں تھیں، جنہیں خود ہی صاف و تیار کیا کرتے کسی کی مدد لینا پسند نہ تھی۔ جب وفات پائی تو حجاز مقدّس، لیبیا، سوڈان، مصر میں ایک سو چھیالیس مراکز و خانقاہیں یاد گار چھوڑیں۔

شیخ سید عمران بن برکہ کی بیٹی سیدہ فاطمہ سے یکم محرم ۱۲۷۶ھ کو شادی ہوئی، جن سے شیخ سید محمد ادریس سنوسی پیدا ہوئے، جو آزاد مملکت لیبیا کے حکم راں ہوئے۔

عارف باللہ مجاہد کبیر سید محمد مہدی سنوسی کے فرانسیسی استعمار سے متعدد معرکے برپا ہوئے اور ایسی ہی ایک جھڑپ میں قزو کے مقام پر شہادت پائی۔ شیخ احمد بن عبدالقادر ریفی کی تجویز و سرپرستی میں جسدِ خاکی قزو سے الکفرۃ لاکر خانقاہ تاج میں سپردِ خاک کیا گیا، اطالوی استعمار کے دنوں میں وہیں کی خانقاہ الجوف میں مزار منتقل کیا گیا۔ جب لیبیا آزاد ہوا اور بیٹے سید محمد ادریس سنوسی ملک کے سربراہ ہوئے تو ان کے حکم پر وہاں سے برقعہ لے جا کر دفن کیے گئے۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء سے دسمبر تک یعنی تین چار ماہ مزار وہیں پر رہا، پھر بیٹے شاہ لیبیا سید ادریس کو خواب میں فرمایا کہ مجھے یہاں سے نکال کر وہیں لے جاؤ جہاں پہلی بار تدفین ہوئی چنانچہ جسدِ خاکی واپس الکفرۃ کی خانقاہ تاج منتقل کیا گیا، جہاں مزار واقع ہے۔

شیخ عبدالمالک طرابلسی نے الفوائد الجلیۃ میں مزار کی منتقلی کے واقعات کسی قدر فرق و اختلاف کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ان کی تحقیق ہے کہ شیخ سید مہدی سنوسی لکڑی کے صندوق میں قزو میں ہی سپردِ خاک کیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد شیخ احمد بن عبدالقادر قلعی ریفی کے فرزند محمد ریفی نے وفات پائی تو انھیں بھی لکڑی کے صندوق میں آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جب فرانسیسی افواج نے سوڈان کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اس خوف سے کہ وہ دونوں قبور کی بے حرمتی کے مرتکب ہوں گے، سنوسی افراد دونوں صندوق نکال کر الکفرۃ ساتھ لے گئے۔ جہاں شیخ احمد ریفی کی خواہش پر ان کے بیٹے کی نعش کو صندوق سے نکال کر عام قبرستان میں جب کہ شیخ سید مہدی سنوسی کا صندوق مسجد کے ایک کونہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ جب اس علاقہ پر اطالوی فوج قابض ہوئی تو آپ

کی قبر کھود ڈالی اور صندوق کھولا تو عمامہ و عصا کے سوا کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ لگی
چنانچہ صندوق بند کر کے اسی جگہ دفن دیا۔

پھر ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں آپ کے فرزند سید محمد اور یس سنوسی لیبیا
کے حکم ران تھے تو ان کا ارادہ ہوا کہ والد کے مزار کو الکفرہ سے ان کے مقام
ولادت خانقاہ علاقہ البیضاء میں منتقل کیا جائے جہاں دیگر سنوسی اکابر مد فون اور
تحریک کامرکز و دارالحکومت ہے۔ تاکہ لوگوں کو زیارت میں آسانی ہو۔ چنانچہ
انہوں نے مزار منتقل کرنے کا حکم جاری کیا اور اس پر عمل کے لیے کمیٹی تشکیل
دی۔ متعلقہ حضرات گاڑیاں اور دیگر ضروری سامان لے کر الکفرہ پہنچے، جہاں
مقامی آبادی کی طرف سے اس فیصلہ پر شدید احتجاج سامنے آیا۔ تب اسی رات
مزار کے خادم و متولی کو سید محمد مہدی سنوسی خواب میں آئے اور فرمایا تم لوگ
مطمئن و خاموش رہو، میں تم لوگوں کے ہاں واپس لایا جاؤں گا۔ چنانچہ کمیٹی
کے افراد آپ کے صندوق کو نکال کر روانہ ہو گئے اور راستہ میں خلق کثیر زیارت
کے لیے جمع ہو گئی۔ جب یہ قافلہ البیضاء کے نزدیک پہنچا تو شاہ محمد اور یس خود
استقبال کے لیے نکلے لیکن ایک ہول ناک طوفان نے قافلہ کو آلیا، جس نے
درخت اور کھمبے اکھاڑ پھینکے اور ہاتھ سجھائی دینا محال ہوا۔ اس پر خاندان سنوسی
کے افراد، حکام اور خود شاہ اور یس نے اسے خدائی حکمت خیال کرتے ہوئے
آگے بڑھنے کی کوشش روک دی اور صندوق کو واپس الکفرہ اسی مقام پر لے
جانے کا حکم دیا۔ تب یہ خوف ناک طوفان لمحوں میں تھم گیا۔

بعض نے کہا کہ شیخ سید محمد مہدی سنوسی نے ”مہدی منتظر“ ہونے کا
دعویٰ کیا، لیکن شیخ عبدالمالک طرابلسی اسے محض الزام قرار دے کر مسترد

کرتے ہیں۔ ہاں آپ کے افعال اور انجام و صندوق کا حال سن کر دوسروں نے ایسا کہا۔ [۱۲۱]

جنوری ۲۰۱۲ء کے آغاز میں انتہا پسند گروہ کے چند افراد شیخ سید محمد مہدی سنوسی کے مزار کی عمارت میں گھس گئے اور وہاں مدفون آپ سمیت سترہ اکابر و خواتین کے مزارات کھود ڈالے اور مرد و خواتین سب کے جسدِ خاکی نکال کر لے گئے اور کسی نامعلوم جگہ پر دبا دیے، جنہیں فوج نے چند دن میں تلاش و برآمد کر لیا اور واپس اپنے مقام پر لائے گئے۔ اس موقع پر شیخ سید محمد مہدی سنوسی کا جسدِ صحیح سلامت دیکھا گیا اور دریافت کے اس عمل کی فلم ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ کی ویب سائٹ **YouTube** میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

واضح رہے مہدی سنوسی اور مہدی سوڈانی دو الگ الگ شخصیات ہیں۔ دونوں ایک ہی دور میں گزرے ہیں، نیز دونوں ہی استعماری قوتوں سے برسرِ پیکار رہے۔ [۱۲۲]

شیخ سید عمران بن برکہ

لیبیا کے شہر طرابلس سے مشرقی جانب ۱۵۸ کلومیٹر پر واقع ساحلی مقام زلیتن یا زلیطن کے قبیلہ فواتیر کے مذہبی گھرانہ میں ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں ”جغوب“ میں وفات پائی۔ [۱۲۳] مالکی عالم جلیل، مدرس، مربی، مجاہد، شاعر، معمر، ابو موسیٰ کنیت تھے۔ آپ ۱۲۳۸ھ میں طرابلس گئے، جہاں عارف باللہ شیخ سید محمد بن علی سنوسی سے ملاقات و تعارف ہوا اور پھر کئی برس بعد تقریباً ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں برقہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دینی علوم کی تکمیل کی، جس کے بعد البیضاء شہر میں واقع سنوسی خانقاہ و مدرسہ میں مدرس پھر جغوب کے دعوتی مرکز میں صدر مدرس تعینات کیے گئے۔ مرشد و استاذ گرامی کے معتمد خاص تھے، نیز سنوسی حلقوں میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ جب استعمار کے خلاف سنوسی مشائخ کی سرگرمیوں نے تحریک کی شکل اختیار کر لی تو آپ سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے۔ اور ۱۲۶۸ھ میں مرشد کے ہم راہ حج و زیارت کے مناسک ادا کیے۔

شیخ سید عمران زلیطنی کے شاگردوں میں مرشد گرامی کے دو فرزند جلیل شیخ سید محمد شریف سنوسی اور شیخ سید محمد مہدی سنوسی شامل ہیں۔ یکم محرم ۱۲۷۶ھ کو آپ کی دو بیٹیاں مرشد کے ان دونوں فرزندان کے عقد میں آئیں اور

اول الذکر یعنی سید محمد شریف سنوسی کے ہاں شیخ احمد شریف سنوسی تولد ہوئے۔
ان دونوں اکابر کا تعارف آگے آرہا ہے۔

دیگر شاگردوں میں شیخ فالح ظاہری مدنی اور شیخ محمد بن سیف بن
مقرب کے نام اہم ہیں۔

شیخ عمران زلیطنی نے ان مصروفیات کے ساتھ شاعری میں بھی طبع
آزمائی کی اور مرشد گرامی، نیز شیخ محمد مہدی سنوسی کی مدح میں قصائد موزوں
کیے۔ عمر مبارک تو بے برس کے قریب ہوئی تو ظاہری بینائی انتہائی کم زور ہو گئی۔
چنانچہ ۱۲۹۴ھ میں علاج کے لیے مصر لے جائے گئے، لیکن افاقہ نہیں ہوا،
بالآخر بصارت مکمل جاتی رہی۔ صاحب ”شجرة النور الزكية“ نے آپ کا نام
ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا:

”ابو موسیٰ عمران بن بركة الزلیطنی الطرابلسی الشریف

الحسنی العلامة الخیر البركة الفقیه الفاضل الاستاذ

الکامل۔“ [۱۲۴]

شیخ سید احمد بن عبد القادر مازونی قلعی ریفی

لیبیا کے علاقہ ”قلعیہ“ کے دیہات میں ۱۲۳۴ھ / ۱۸۲۸ء میں پیدا ہوئے، جسے ریف کہا گیا، اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں وہیں کے مقام الکفرۃ میں وفات پائی۔ استاذ العلماء، مجاہد، مالکی المذہب، شیخ سید محمد بن علی سنوسی سے ۱۲۶۶ھ میں وابستہ ہوئے، آپ کے دوسرے اہم شاگرد و خلیفہ۔ شیخ سید احمد ریفی کے اہم شاگردوں میں مرشد گھرانہ کے شیخ سید محمد شریف سنوسی، شیخ محمد مہدی سنوسی، شیخ احمد شریف سنوسی، شیخ محمد ادریس سنوسی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ [۱۲۵] آپ کا مزید ذکر آگے آ رہا ہے۔

آپ کے پوتا شیخ سید احمد عرف حمیدہ بن محمد بن احمد بن عبد القادر ریفی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی آپ کے شاگرد اور جید علما میں سے تھے، انہوں نے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔ [۱۲۶]

شیخ سید فالح بن محمد ظاہری مہنوی حسینی

مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے درمیان واقع شہر رابغ کے نزدیک ایک گاؤں میں ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ابو النجاح، ابو الیسر، محدث و مسند مدینہ منورہ، لغوی، ادیب و شاعر، متعدد علوم کے ماہر، صوفی و سیاح تھے۔ ابتدائی تعلیم رابغ کے سنوسی مدرسہ میں حاصل کی پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مسجد نبوی میں اکابر علماء سے اخذ کیا۔

۲۵ / ذی قعدہ ۱۲۶۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہی شیخ سید محمد بن علی سنوسی سے ملاقات ہوئی پھر اگلے سات برس تک سفر و حضر میں ان کی خدمت میں حاضر رہے اور بھرپور استفادہ کیا۔ صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث پڑھیں، نیز صوفیہ کے اور اذکار میں اجازت و خلافت پائی اور ان کی معیت میں تین حج ادا کیے۔

شیخ فالح ظاہری کے دیگر اہم اساتذہ میں شیخ سید ابو موسیٰ عمران بن برکہ ہیں، جن سے طویل عرصہ استفادہ اٹھایا اور مدینہ منورہ میں شیخ عبدالغنی بن ابی سعید مجددی دہلوی سے اخذ کیا اور بارہا مصر کا سفر کیا، جہاں اکابر علمائے ازہر سے تعلیم و اجازت پائی۔ مصر کا پہلا سفر ۱۲۷۱ھ میں اور آخری ۱۳۱۳ھ میں کیا۔

۱۳۰۹ھ میں عثمانی دار الخلافہ استنبول تشریف لے گئے۔ یہ سلطان عبدالحمید دوم (وفات ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء) کا دور تھا، [۱۲۷] جنہوں نے قدرو منزلت سے دیکھا اور اپنے محل میں علم حدیث کا مدرس مقرر کیا۔ آپ وہاں چند برس رہے، بالآخر محلات کی زندگی سے اکتا کر ۱۳۱۴ھ کے اوائل میں ”مدرس مسجد نبوی“ کی تعیناتی کا پروانہ لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔

مسجد نبوی میں آپ کا حلقہ درس نمایاں رہا، جس میں مشرق و مغرب کے علما و طلبا حاضر ہوا کرتے اور حاضرین تعلیم کے ساتھ حدیث و غیرہ علوم میں روایت کی اجازت حاصل کرتے۔ آپ اپنے دور کے عالی الاسناد علما میں سے تھے، اسی باعث ”مسند المدینہ“ کہلائے۔ آپ سے اجازت پانے والوں میں محدث حرین شریفین شیخ عمر حمدان محری، محدث مراکش و مسند العصر صاحب ”فہرس الفہارس“ شیخ سید محمد عبدالحی بن عبدالبکر کتانی، خطہ ہند کے اہم عالم مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

شیخ سید فالح ظاہری نے آٹھ سے زائد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ صحیح بخاری و مؤطا امام مالک پر حواشی لکھے اور فقہ پر انجیح المساعی فی الجمع بین صفی السامع والواعی، جو پہلی بار ۱۳۳۱ھ میں ۱۵۹ صفحات پر چھپی۔ علم روایت و اسانید پر تین کتابیں لکھیں: بڑی، متوسط، مختصر۔ ان میں جامع کا نام شیم البارق من دیم المہارق ہے، جس کا قلمی نسخہ رباط مراکش کے شاہی کتب خانہ کے ذخیرہ کتانی میں زیر نمبر ۱۳۶۰ محفوظ ہے۔ اور متوسط، ماتشدہ الیہ فی الحال حاجة الطالب الرحال، جب کہ مختصر کا نام حسن الوفا لآخوان الصفا ہے، جو پہلی بار ۱۳۲۳ھ میں اسکندریہ مصر سے ۶۹ صفحات پر

چھپی۔ بعد ازاں مکہ مکرمہ کے شافعی عالم و مسند العصر شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی (وفات ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ دار البشائر بیروت نے ۱۴۰۸ھ میں دوسری بار ۸۸ صفحات پر پھر ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں ضمن مجموعہ شائع کی۔ حسن الوفا کی پہلی اشاعت پر اسکندریہ کے دو علمائے نظم و نثر میں تقارین لکھیں، جن کے نام یہ ہیں: شیخ مصطفیٰ حماد، شیخ محمد خفاجی رحمہم اللہ تعالیٰ، اور دونوں ہی نے تاریخ طباعت اخراج کیں۔

سنوسی سلسلہ و تحریک کے بانی شیخ سید محمد بن علی سنوسی کی وفات کے بعد اکابر کی جو مجلس اعلیٰ تشکیل دی گئی، آپ اس کے رکن تھے۔ [۱۲۸]

شیخ سید محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی

لیبیا کے علاقہ برقہ کے مقام درنہ میں ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء کو بہ قول دیگر ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۷ء میں جنوب میں وفات پائی اور وہیں والد گرامی کے پہلو میں قبر بنی۔ ۱۲۶۸ھ کے آخر میں والد نے حجاز مقدس طلب کیا اور سب نے مل کر حج ادا کیا۔ اور سات برس قیام کے بعد ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ کو واپس جنوب پہنچے جہاں بھرپور استقبال کیا گیا۔ مالکی عالم، تحریک کی سرگرمیوں میں مشیر، سنوسی تحریک سے وابستہ اکابر سے تعلیم پائی جن میں والد ماجد کے علاوہ شیخ سید عمران بن برکہ اور شیخ احمد ریفی اہم ہیں۔ پھر عمر بھر درس و تدریس سے وابستہ رہے اور جنوب میں مدرسہ کے سربراہ ہوئے، جو جماعت کامرکز تھا اور وہاں مجاہدین علماء و صوفیہ تیار کیے جاتے۔ لہذا مرکز کو فعال و مفید بنانے کے لیے آپ نے خاص توجہ مرکوز رکھی۔ مؤرخین نے آپ کے حلقہ درس کا بہ طور خاص ذکر کیا، جس میں تفسیر، حدیث، تصوف، لغت وغیرہ موضوعات پر دروس میں آپ مصنفین کی تحریروں کے اقتباس اور علماء کے اقوال بلا توقف نیز مؤثر انداز میں بیان فرماتے۔ اسی کے ساتھ حسب موقع اکابر کے اشعار بھی زبان پر ہوتے۔

آپ نے کتب کا عظیم ذخیرہ جمع کیا، جس میں بہت بڑی تعداد قلمی کتب کی تھی۔ کتابوں کے حصول کے لیے پوری اسلامی دنیا سے رابطہ میں تھے، چنانچہ کسی بھی جگہ سے کوئی نئی کتاب شائع ہوتی، آپ اسے حاصل کرنے کے لیے سرگرم و بے چین ہو جاتے۔ یوں جغوب کے سنوسی کتب خانہ میں تفسیر، حدیث، اصول، فقہ، توحید وغیرہ موضوعات پر آٹھ ہزار کے قریب جلدیں موجود تھیں۔

آپ تعلیم و تربیت کا شعبہ سنبھالے، تحریک کا اہم ستون تھے اور وفات پائی تو جغوب میں سرگرمیاں ماند پڑنے لگیں۔ چنانچہ طے پایا کہ اب ”الکفرۃ“ کو مرکز کی حیثیت دی جائے، جہاں آپ کے بڑے بھائی شیخ سید محمد مہدی سنوسی مقیم تھے۔ وفات کے چند ہفتے بعد شیخ احمد بن عبد القادر ریفی اور شیخ محمد بوسیف مقرب کی معیت میں آپ کا گھرانہ جغوب سے الکفرۃ منتقل ہو گیا اور وہاں سنوسی گھرانے کا کوئی فرد باقی نہ رہا، گو جغوب خانقاہ کی سرگرمیاں اور وہاں اکابر کی آمد جاری رہی۔ شیخ سید محمد شریف سنوسی کی شادی ان کے استاذ گرامی شیخ سید عمران بن برکہ کی بیٹی سے یکم محرم ۱۲۷۶ھ کو ہوئی، جن سے فرزند جلیل شیخ سید احمد شریف سنوسی پیدا ہوئے۔ [۱۲۹] سنوسی حلقے ۲۷ رمضان کو سید محمد مہدی سنوسی، سید محمد شریف سنوسی یعنی دونوں بھائیوں کا عرس مناتے ہیں۔

شیخ محمد بوسیف مقرب حدّوث البر عسی

شیخ سیّد عمران بن برکہ کے اہم شاگرد، اور جب سنوسی تحریک کے اہم رہنما شیخ عمر مختار شہید نے جہادی عمل کا آغاز کیا تو شیخ محمد بوسیف خانقاہ القصور میں صدر مدرّس و سجادہ نشین ہوئے۔ آپ سنوسی مشائخ اور مجاہدین کی شاعری کے ذریعے حوصلہ افزائی و مدد کرتے، اس باعث ”شاعر الحضرة السنوسية“ لقب ہوا۔ خانقاہ الکفرة میں ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۷ء بہ قول دیگر ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی۔ [۱۳۰]

شیخ عمر بن مختار شہید

طرابلس لیبیا کے صحرائی علاقہ برقہ کے مقام بطنان کے قبیلہ منفہ میں تقریباً ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں اطالوی استعمار نے سرعام پھانسی دی۔ عالم، حافظ، صوفی، مجاہد کبیر تھے۔ شیخ سید حسن غریانی سے حفظ قرآن کریم کیا اور ابتدائی تعلیم کے بعد جنوب کے سنوسی مرکز میں داخلہ لیا، جہاں شیخ سید محمد مہدی سنوسی سے مزید شرعی علوم حاصل کیے، نیز خلافت پائی۔ دیگر اساتذہ میں شیخ سید فالح ظاہری مدنی اہم ہیں۔ شیخ عمر المختار کی مزید علوم پر دسترس کی خواہش و تمنا نا تمام رہی اور ۱۸۹۵ء میں مرشد گرامی نے برقہ ہی کے علاقہ جبل الاخضر کے مقام القصور کی خانقاہ سنوسیہ کا انتظام آپ کے سپرد کیا۔ اسی برس شیخ محمد مہدی سنوسی نے سوڈان کا سفر کیا تو آپ ہم راہ تھے، چنانچہ وہاں کے مقام کلک کی جملہ ذمہ داریاں آپ کو سونپ دی گئیں، جہاں سے ۱۹۰۳ء میں واپس القصور آئے۔ اور ۱۹۱۱ء میں اطالوی فوج نے شہر ”بن غازی“ اور اس کے ارد گرد علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اس کے بعد شیخ عمر المختار کی تمام زندگی قابض فوجوں سے جنگ میں گزری۔ چنانچہ اطالوی افواج کے جنرل گریزینی نے تسلیم کیا کہ محض بیس ماہ کے دوران شیخ عمر المختار کے ساتھ ۲۶۳ معرکے برپا ہوئے۔ آپ کی سرپرستی میں یہ میدانی جہاد اگلے بیس برس تک

جاری رہا۔ بالآخر گرفتار کیے گئے اور اٹلی جیسے ملک کی تمام تر جدید اسلحہ سے لیس افواج اس ستر برس کے بوڑھے سے اتنی خوف زدہ تھیں کہ گرفتاری کے بعد محض چار دن میں مقدمہ کی کارروائی مکمل کر کے سزائے موت تجویز کی اور پانچ ویں روز بن غازی کے مقام سلوک کے میدان میں پھانسی دے دی، جسے دیکھنے کے لیے ہزاروں افراد جمع کیے۔

آپ کے مرشد سید مہدی سنوسی فرمایا کرتے:
 ”اگر مجھے عمر المختار جیسے دس آدمی مل جاتے تو جملہ مقاصد کے حصول کے لیے کافی تھے۔“

شہادت پر پوری اسلامی دنیا میں رنج و ملال اور غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اہل فلسطین، جنہیں استعماری و صہیونی سازشوں کا شدت سے سامنا تھا، انہوں نے کسی خوف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فلسطین کے متعدد مدارس آپ کے نام موسوم کیے، نیز غزہ شہر کی مرکزی سڑک کو آپ کا نام دیا۔ آج بھی فلسطین کی ایک جہادی تنظیم ”سریۃ عمر المختار“ نام سے فعال ہے۔

شیخ عمر المختار کی شہادت پر امیر الشعراء احمد شوقی [۱۳۱] وغیرہ مسلم و غیر مسلم شعرا نے مراۃ موزوں کیے۔ [۱۳۲]

گزر چکا کہ شیخ المجاہدین عمر المختار کو سلوک نامی مقام پر ہزاروں افراد کے سامنے میدان میں پھانسی دی گئی۔ سلوک ایک قصبہ ہے جو لیبیا کے دوسرے بڑے شہر بن غازی سے تقریباً پچاس کلو میٹر فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اطالوی استعمار نے آپ کا جسد خاکی بن غازی کے محلہ صابری کے بڑے قبرستان سیدی عبید میں

خاموشی سے دفن کر دیا، اور قبر غیر معروف رہی۔ تا آن کہ عرصہ بعد قبر میں اتارنے والے شخص نے نشان دہی کی۔

لیبیا آزاد ہوا اور شیخ سید ادریس سنوسی ملک کے سربراہ ہوئے نیز بن غازی دارالحکومت قرار پایا تو ان کے حکم پر شہر کے نمایاں مقام پر آپ کا عظیم الشان مقبرہ تعمیر کیا گیا، پھر جسد خاکی قبرستان کے گوشہ سے نکال کر ایک عالی شان جلوس کے ہم راہ پارلیمنٹ کے سامنے میدان میں لایا گیا۔ جہاں ملک کے نام ور عالم، بن غازی کے سابق مفتی و قاضی القضاۃ، رئیس جامعہ اسلامیہ فضیلۃ الشیخ عبد الحمید الدیبانی ازہری جو ۱۹۵۸ء سے وزیر عدل نیز نائب وزیر اعظم تھے، ان کی اقتدا میں شیخ الشہداء عمر المختار شہید کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے شانہ بہ شانہ جہاد میں حصہ لینے والے متعدد مجاہدین اس اجتماع میں موجود تھے، جو تابوت کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لائے۔ اور عرب دنیا و دیگر ممالک کے وفود کی موجودگی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی، یہ ۷ اگست ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں دارالحکومت بن غازی آنے والے اعلیٰ سرکاری وفود آپ کے مزار پر حاضر ہو کر پھول پیش کیا کرتے۔

شاہ ادریس سنوسی کا تختہ الٹ کر معمر قذافی برسر اقتدار آئے تو ان کے حکم پر ۱۶ ستمبر ۱۹۸۰ء کو شیخ عمر المختار کا جسد خاکی بن غازی کے وسط میں واقع اس عظیم الشان مزار سے نکال کر قصبہ سلوق کے اس مقام پر سپرد خاک کیا گیا، جہاں پھانسی دی گئی تھی۔ پھر دسمبر ۲۰۰۰ء کی ایک سردرات کو بن غازی میں

آپ کے مزار کی عمارت بھی منہدم کرادی۔ جب کہ شیخ عمر المختار کے خاندان اور اہل لیبیا کا مطالبہ و مہم جاری ہے کہ بن غازی میں مزار کی عمارت دوبارہ تعمیر کر کے آپ کا جسد اقدس واپس لایا جائے، نیز اس مقام کی شان بان بحال کی جائے۔ مزار کے متعلق تفصیلات نیز اس کی تصاویر ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ میں دست یاب ہیں۔ جن میں بن غازی کے مشہور مؤرخ و محقق ڈاکٹر فرج بن عبدالعزیز نجم کا مضمون ”قصۃ ضریح و رمز الشہید عمر المختار“ اور سلیم نصر الرقی کی تحریر ”لماذا ازال القذافي ضريح المختار من بنغازي“ شامل ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لیبیا کے دس دینار کے نوٹ پر شیخ الشہداء عمر المختار کی تصویر دی گئی ہے۔ نیز بئر الاشہب نامی سرحدی مقام کا ایئر پورٹ آپ سے موسوم ہے۔ اور ہر سال ۱۶ ستمبر کو آپ کا یوم شہادت سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے، اور ملک کے صدر و دیگر اعلیٰ عہدیداران اس کے اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں۔

شیخ سید احمد شریف سنوسی

سید احمد بن محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں
 جنوب میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں مدینہ منورہ کی خانقاہ سنوسیہ
 میں وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ صفی الدین، ابوالفضائل، مالکی عالم،
 حافظ، مجاہد، صوفی، نیز مسند و مصنف اور سنوسی خانقاہ کے تیسرے سجادہ نشین و
 رہ نما تھے۔ خانقاہ جنوب میں ہی تعلیم پائی اور اساتذہ میں نانا شیخ سید عمران بن
 برکہ، نیز والد شیخ سید محمد شریف سنوسی، چچا سید محمد مہدی سنوسی اور شیخ احمد بن
 عبدالقادر ریفی وغیرہ اکابر شامل ہیں۔ آپ والد کی زندگی میں ہی ۱۳۱۲ھ /
 ۱۸۹۴ء میں جنوب سے الکفرہ گئے، جہاں تعلیم کے ساتھ جہادی سرگرمیوں میں
 چچا کے معاون ہوئے، جو تحریک کے سربراہ تھے اور ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں ان
 کے ہمراہ چاڈ کے علاقہ قرو کا تبلیغی دورہ کیا اور جب چچا نے وفات پائی تو بارہ ربیع
 الاول ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء کے مبارک روز سجادہ نشین و جماعت کے سربراہ ہوئے
 پھر سنوسی تحریک کے اعمال کو آگے بڑھایا۔

۱۸۹۷ء میں سنوسی تحریک کے زیر اہتمام مدارس میں طالبان علم کی
 تعداد پانچ ہزار تھی، جن میں فقط جنوب خانقاہ میں دو ہزار طلبا تھے اور ۱۹۰۰ء
 میں مجموعی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ ادھر مجاہدین کے لیے اسلحہ

خریدنے کے لیے طرابلس اور مصر میں مراکز قائم تھے اور ۱۸۹۰ء میں بندوقوں کی تعداد چھ سو تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں چاڈ پر مسلط فرانسیسی استعمار سے نبرد آزمائی کے لیے شیخ احمد سنوسی نے بڑے پیمانے پر اسلحہ کی فراہمی کے لیے کوششیں کیں۔

لیبیا ان دنوں عظیم اسلامی سلطنت خلافت عثمانیہ میں شامل تھا اور یہ سلطنت زوال پذیر تھی، لہذا استعماری قوتیں فرانس، اٹلی، برطانیہ اس کے مختلف حصوں پر قابض ہونے لگیں۔ شیخ احمد سنوسی جماعت کے سربراہ تھے کہ اٹلی نے طرابلس پر قبضہ کر لیا تو آپ جہاد کے لیے مستعد ہو گئے۔ جہادی سرگرمیوں میں مالی تعاون کے لیے اسلامی دنیا کے عوام ان کی پشت پر تھے، ان میں مسلمانان ہند و افغانستان بھی اس جانب متوجہ تھے۔ افغانستان کے حکم ران شاہ حبیب اللہ نے ۱۹۰۲ء میں عوام سے فنڈ مہیا کرنے کی درخواست کی اور خود بھی عطیہ پیش کیا۔

شیخ احمد سنوسی نے ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء سے اگلے دس برس تک چاڈ میں فرانسیسی افواج کے خلاف جہاد کی قیادت کی اور جب اٹلی نے لیبیا پر قبضہ کر لیا تو واپس آئے اور ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۵ء تک اطالوی استعمار کا مقابلہ کیا، جس دوران ۱۹۱۳ء میں لیبیا کے بعض علاقوں پر سنوسی مملکت کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۶ء تک تحریک کے سربراہ رہے۔ پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہو چکا تھا کہ مذکورہ برس شیخ سید محمد ادریس سنوسی کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور لیبیا میں اٹلی کے خلاف جہاد کی قیادت انھیں سونپ کر خود لیبیا کی سرحد پر واقع مصری شہر مرسی مطروح پہنچے۔ مصر ان دنوں برطانوی استعمار کے چنگل میں تھا۔ چنانچہ آپ نے جہادی سرگرمیاں جاری رکھیں اور وہاں آپ کی قیادت میں

صحرائی مقام سلوم کے قریب ۱۹۱۷ء میں بارہ ہزار سنوسی مجاہدین کا انگریزی فوج سے معرکہ برپا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے واپس جغوب پہنچے۔

یہ ماضی کی عظیم الشان اسلامی سلطنت عثمانیہ کے آخری ایام تھے۔ جس کا دار الخلافہ آج کے شہر استنبول میں اور سلطان محمد وحید الدین خان (وفات ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) کا دورِ حکم رانی تھا۔ [۱۳۳] جن کی دعوت و خواہش پر مجاہد کبیر شیخ احمد شریف سنوسی اگست ۱۹۱۸ء میں وطن جغوب سے ہجرت کر کے استنبول پہنچے۔ خلیفہ نے کمال قدر دانی سے کام لیا اور خدمات کے اعتراف میں تمغہ مجیدی پیش کیا، نیز اعزازی وزیر کا رتبہ دیا تا آنکہ ۱۹۲۴ء میں سلطنت عثمانیہ کا کلی خاتمہ اور ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کا لادینیت پر مبنی نظام رائج ہوا تو اہل ایمان بالخصوص قائدین کا جینا دو بھر کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ مصائب کا سامنا کرنے کے بعد دمشق پہنچے، جہاں الجزائر کی تحریک آزادی کے رہنما امیر المجاہدین شیخ سید عبد القادر الجزائری کے پوتا شیخ سید سعید بن محمد پاشا الجزائری (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) کے مہمان ہوئے۔ [۱۳۴] خطہ شام ان دنوں فرانس کی گرفت میں تھا، جس نے وہاں برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ القدس الشریف حاضر ہوئے اور مفتی اعظم فلسطین شیخ سید محمد امین الحسینی (وفات ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء) کے ہاں قیام کیا، [۱۳۵] لیکن خطہ فلسطین برطانوی استعمار نے جکڑ رکھا تھا اس پر مزید یہ کہ صہیونی سازشیں اور عزائم عروج پر تھے۔ چنانچہ وہاں بھی آپ کا سانس لینا دو بھر کر دیا گیا۔ بالآخر حجاز مقدس کی راہ لی اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں بقیہ زندگی بسر کی جہاں امت مسلمہ کے درمیان صلح اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرنے، درس و تدریس اور عبادات میں مشغول رہے۔ وفات پائی تو گورنر

مدینہ منورہ و دیگر اکابر نماز جنازہ میں حاضر ہوئے اور یہ مدینہ منورہ میں اس نوع کا بے مثل اجتماع تھا۔

فقہ ہند مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ [۱۳۶]

وفات پر اٹلی حکومت نے فرحت کا اظہار کیا اور جنرل ڈی پونو نے کابینہ کے اجلاس میں کہا: ہمارے ازلی دشمن کی موت سے شمالی افریقہ میں ہمارے مفادات کو درپیش خدشات بھی مر گئے۔ اطالوی اخبارات میں مسرت بھرے ادارے لکھے گئے۔ ادھر پوری اسلامی دنیا میں رنج و غم محسوس کیا گیا۔ [۱۳۷]

امیر البیان شکیب ارسلان اور شیخ احمد شریف سنوسی کے درمیان تب سے رابطہ تھا جب آپ برقہ لیبیا میں تھے پھر ۱۹۲۳ء میں استنبول اور اس کے نواحی شہر مرسین میں اور بعد ازاں مکہ مکرمہ میں دونوں کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں، نیز مراسلت رہی، پھر شکیب ارسلان نے آپ کے احوال و خدمات پر دو مضامین اور ایک کتاب لکھی [۱۳۸] اور بتایا کہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء کے ماہ رمضان میں مرسین شہر میں شیخ احمد سنوسی کی امامت میں مجھے ایک دوبار نماز تراویح ادا کرنے کا موقع ملا۔ آپ کا معمول تھا کہ تراویح کے دوران پانچ روز میں قرآن کریم ختم کیا کرتے اور تراویح کا دورانیہ دو گھنٹے سے زائد جاری رہتا، اس برس بھی چھ ختم کیے جب کہ عمر پچاس ساٹھ سال کے درمیان تھی۔

مزید لکھا کہ آپ خلافت عثمانیہ کے حلیف اور استنبول میں حکومت کے معزز و مکرم مہمان کے طور پر مقیم رہے۔ سلطان وحید الدین خان کے بعد ترکی میں خلافت اسلامیہ کی بقا کے حامیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی

خواہش ظاہر کی، لیکن آپ معذرت خواہ ہوئے اور عثمانی سلطنت کا خاتمہ ہوا تو استنبول میں ہی تھے۔ مصطفیٰ کمال کو نئی حکومت نے کچھ عرصہ تو برداشت کیا، پھر آپ کے اثر و نفوذ کی وجہ سے خوف زدہ ہوئی، نیز اٹلی کا دباؤ اور ناراضگی بھی نمایاں ہوئی۔ چنانچہ ایک واقعہ کو لے کر کمالی حکومت نے فی الفور ترکی حدود سے نکل جانے کا حکم صادر کیا اور اخبارات میں شائع کرایا کہ احمد شریف سنوسی سلطنت عثمانیہ کی بحالی کے لیے کوشاں پائے گئے، لہذا اس ”خیانت و غداری“ جیسے فعل کے باعث یہ حکم جاری کیا گیا۔

۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء میں امیر شکیب ارسلان حج کے لیے گئے تو مکہ مکرمہ میں آپ سے پھر ملاقات ہوئی۔ اسی برس انھوں نے جینیوا سوئٹزر لینڈ سے اخبار ”الامۃ العربیۃ“ نیز فرنچ زبان میں ماہ نامہ ”منبر الشرق“ جاری کیے، جن کے صفحات عالم عرب کو بیدار کرنے نیز وہاں پر جاری آزادی کی تحریکوں کی معاونت کے لیے مختص تھے۔ امیر شکیب ارسلان کے بہ قول سنوسی مجاہدین اور انگریزی فوج کے درمیان مصر کے مقام مرسی مطروح میں جو معرکہ ہوا تھا اس کی تفصیل اس کے قائد ورہ نمائند احمد شریف سنوسی سے سن چکا تھا۔ بعد ازاں لندن میں واقع عراقی سفیر جعفر پاشا سے ملاقات ہوئی، جو اس معرکہ کے قائدین میں سے تھے، ان سے مجھے مزید تفصیلات بھی معلوم ہوئیں۔

امیر شکیب ارسلان نے مزید لکھا کہ شیخ احمد شریف سنوسی بیس برس تک عالمی استعماری قوتوں کے خلاف جہاد کی قیادت کرتے رہے اور آج کے دور میں خاتمہ مجاہدین اسلام تھے۔ شیخ شامل داغستانی [۱۳۹] نے روس کے خلاف چالیس برس، پھر امیر عبدالقادر الجزائری نے فرانس کے ساتھ سترہ برس جہاد

کیا۔ بعد ازاں، محمد بن عبدالکریم خطابی زلفی [۱۲۰] فرانس و اسپین سے نبرد آزما رہے۔ پھر سید احمد شریف نے اٹلی کو ناکوں چنے چبائے جو سنوسی تحریک کی آخری کڑی تھے۔ جس جہاد کو ان کے دادا سید محمد بن علی سنوسی نے شروع کیا اور عظیم و منفرد مجاہد عمر المختار شہید نے عروج بخشا، افسوس کہ خلافت عثمانیہ کم زور و ضعیف ہو چکی تھی، اگر وہ اٹلی کے خلاف اس جہادی تحریک میں معاونت و سرپرستی کے قابل ہوتی تو آج تاریخ مختلف ہوتی اور یہ کہنا درست ہے کہ امت اسلامیہ نیز خلافت عثمانیہ دونوں نے سید احمد شریف سنوسی کی اس درجہ قدردانی نہیں کی جس کے وہ مستحق تھے۔

شیخ احمد شریف سنوسی کے دوسرے اہم سوانح نگاران کے سیکرٹری و خادم خاص شیخ عبدالمالک بن عبدالقادر طرابلسی ہیں، جو قیام ترکی سے وفات تک ہر مقام پر خدمت میں حاضر رہے۔ انھوں نے لکھا کہ جب آپ عثمانی خلیفہ کی دعوت پر استنبول پہنچے تو خلیفہ نے اپنا نائب و نمائندہ تعینات کرنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن آپ معذرت خواہ ہوئے اور جب ترکی چھوڑا تو براستہ لبنان شام پہنچے، وہاں سے بیت المقدس حاضر ہوئے اور شام واپس آکر دو ماہ بعد براستہ ریاض و نجد، حجاز مقدس پہنچے۔ جدہ میں شاہ عبدالعزیز آل سعود سے ملاقات ہوئی۔ حج ادا کیا اور پھر طائف گئے، جہاں سے اپنے دادا مرشد شیخ احمد بن ادریس کے مزار کی زیارت کے لیے صبا گئے۔ اس دوران آل سعود اور حاکم عسیر و جازان سید حسن بن علی ادریسی کے درمیان معاہدہ طے کرانے میں کردار ادا کیا اور ۱۳۲۵ھ / ۱۹۲۷ء میں واپس مکہ مکرمہ آئے اور پھر مدینہ منورہ کی راہ لی۔

شیخ عبد المالك طرابلسی نے بتایا کہ آپ سے متعدد کرامات ظاہر ہوئیں۔ پھر چند کرامات مضمون میں بیان کیں۔ [۱۴۱]

سید احمد شریف کی عادت و معمول تھا کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر متعدد اکابر کی طرف سے اکتالیس جانور خود ذبح و قربان کیا کرتے۔ ان میں رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت حسن، حضرت حسین، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن، اور مشہور اسلامی شخصیات اپنے دادا سید محمد بن علی سنوسی، والد سید محمد شریف سنوسی، استاذ احمد بن عبد القادر ریفی، نانا سید عمران بن برکہ شامل ہیں۔ شیخ عبد المالك طرابلسی جو پندرہ برس تک آپ کے خادم رہے، ان کا قول ہے کہ جب بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے ہاتھ کانپنے لگے تو میں ذبح میں مدد کرتا۔

تصانیف

عارف باللہ شیخ سید احمد شریف سنوسی نے درس و تدریس، جہاد، سماجی خدمات اور بہ کثرت اسفار کے ساتھ تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی امت مسلمہ کی رہ نمائی و خدمت کی۔ تین موضوعات علم روایت و اسناد، تاریخ اور جہاد پر متعدد کتب یادگار چھوڑیں، جن کے نام یہ ہیں:

الانوار القدسیة فی مقدمة الطريقة السنوسية، جس کا مزید ذکر آگے آرہا ہے۔

الدرۃ الفریدة فی بیان مبنی الطریقة السنوسیة المحمدیة،
آپ کی زندگی میں مطبع حجازیہ بمبئی سے ۷۲ صفحات پر چھپی، جس کا
عکس انٹرنیٹ پر ہے۔

الدر النضید من کلام ساداتنا المفید

رسالة فی فضل الجہاد والحث علیہ

السراج الوہاج فی بیان رحلة السید محمد المہدی وصنو السید
محمد الشریف من الجغبوب الی التاج، اپنے والد اور چچا کے ساتھ
اسفار اور جہادی سرگرمیوں کی روداد

الشموس الاشرافیة فی ذکر مشایخ ساداتنا السنوسیة
الادریسیة، چھ جلد کے پندرہ سو صفحات پر مشتمل قلمی نسخہ مدینہ منورہ
میں موجود ہے، جس کی دو جلدیں بہ خط مصنف ہیں۔

مختصر الشموس الاشرافیة، کمپوز شدہ ان دنوں انٹرنیٹ پر ہے۔

افیوضات الریانیة فی اجازة الطریقة الاحمدیة الادریسیة،
مطبوعہ استنبول، صفحات ۱۶

فیوضات نفحات المواہب الرحمانیة فی الطریقة السنوسیة،
سنوسی سلسلہ کا تعارف، نیز سلسلہ روایت کے تقریباً تین سو مشائخ کے
حالات، سترہ ابواب اور دو ضخیم جلدوں پر مشتمل، تکمیل تالیف
۱۳۴۶ھ، دوسرا نام ”فیوض المواہب الرحمانیة“ ہے۔



الکوکب الزاهر فی سماء مجد مجلی الظلام العاکر، جو کمپوز شدہ ۷۸ صفحات پر پیش نظر اور سنوسی کبیر نیز ان کے دونوں فرزند ان کے بعض اسفار کی روداد و احوال پر مبنی ہے۔

”الانوار القدسیة“ کے آغاز میں اپنے مشائخ کے نام و سنین و ولادت و وفات درج کیے۔ پھر سنوسی سلسلہ کا تعارف پیش کیا، جس کے بعد اپنی اسناد و روایت بیان کیں، جو بالترتیب قرآن کریم، صحاح ستہ و غیرہ کتب احادیث، خرقہ خلافت، خضر یہ محمدیہ، ناصر یہ، شاذلیہ، قادریہ، اویسیہ، نقش بندیہ سلاسل سے متعلق اسانید ہیں۔ آئندہ صفحات پر سنوسی اوراد کے متن نیز اسناد درج کیں۔ پھر اپنے دادا و سلسلہ کے سرتاج سنوسی کبیر کا تزکیہ نفس بارے منظوم کلام بہ عنوان ”الرأیة“ نیز ”السير والسلوك فی بیان مراتب النفوس السبعة وما يتعلق بها“ ہیں۔ آخر میں اعتکاف کے احکام و فوائد درج کیے اور حضرت شیخ احمد بن ادریس کی ”القواعد“ کا متن خاتمہ پر ہے۔ یہ پہلی بار ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء میں مطبع عامرہ استنبول سے ۱۱۷ صفحات پر چھپی، نیز آئندہ ۱۸۲ صفحات پر مجموعہ اوراد شیخ سید احمد بن ادریس مطبوع ہیں اور ان دونوں کی یک جا اشاعت کا اہتمام آپ کے خادم خاص شیخ عبد المالك طرابلسی نے کیا جیسا کہ خاتمہ پر مذکور ہے۔ [۱۴۲] اب ان دونوں کتب کو کمپیوٹر کتابت سے آراستہ نیز آغاز میں شیخ احمد شریف سنوسی کے احوال پر شیخ عبد المالك طرابلسی کا مضمون بھی شامل کیا گیا اور ان دنوں انٹرنیٹ پر دست یاب ہیں۔ علاوہ ازیں ”الانوار القدسیة“ کا متن چند برس قبل دوسری بار عرب دنیا سے چھپا، جو ۱۴۴ صفحات پر ہے۔

آپ کے فرزند ان بھی علم و فضل میں نمایاں تھے، جن کے نام یہ ہیں:

شیخ عربی بن احمد شریف سنوسی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)، شیخ سید ابراہیم سنوسی (وفات ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)، شیخ سید محی الدین سنوسی (وفات ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)، مدفون قبرستان المعلىٰ مکہ مکرمہ، نیز شیخ زبیر سنوسی (وفات ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء)، شیخ عبد اللہ سنوسی (وفات ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء)، نیز آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ شفا سنوسیہ رحمۃ اللہ علیہا بھی قابل ذکر ہیں، جن کا تعارف آگے آرہا ہے۔

شاگرد و خلفا

مجاہد و غازی شیخ سید احمد شریف سنوسی سے عرب و عجم کے اکابر علما و مشائخ نے روایت کی اجازت پائی۔ ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ایک تحریر ”بعض الرواۃ عن الامام احمد الشریف السنوسی“ عنوان سے موجود ہے، جس میں آپ سے اخذ کرنے والے تقریباً اڑتالیس اکابر کے نام ہیں۔ جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، مراکش، مصر، یمن اور ہندوستان وغیرہ کے باشندے تھے۔ یہاں چند کا تعارف پیش ہے:

❖ شیخ ابراہیم بن محمد خیر غلابینی، دمشق میں ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۷۷ھ / ۱۹۸۵ء میں وہیں وفات پائی۔ حنفی عالم، نقش بندی مجددی مرشد، صاحب کرامات، دمشق کے نواحی علاقہ قطنا کے مفتی اور ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں علمائے شام کی نمائندہ تنظیم ”رابطة علماء الشام“ قائم ہوئی، جس کے بانی رکن پھر نائب صدر رہے۔ ایک مختصر تصنیف ”القول الموجز المبين فيما اختصره رسول الله صلى الله عليه وسلم من امور

الدین“ مطبوع ہے۔ آپ کے فرزند شیخ عبد اللہ غلامی (وفات ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء) بھی نقش بندی مجددی مرشد نیز مفتی قطنار ہے، جن سے محدث لاہور مولانا عبد الحکیم شرف قادری نیز بہاء الدین زکریا لاہیری چکوال کے بانی و سرپرست پیر انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اجازت و خلافت پائی۔ [۱۴۳]

❖ شیخ سید محمد عبد الحی بن عبد الکبیر کتانی، مراکش کے شہر فاس میں ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے اور فرانس کے شہر پیرس کے نواحی قصبہ نیس میں ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں وفات پائی وہیں قبر بنی۔ اداریسی النسب، محدث مراکش، مسند العصر، مالکی عالم، صوفی، سیاح، مؤرخ، ماہر مخطوطات، مستشرقین کے مرجع اور پانچ سو کے قریب تصنیفات ہیں۔ سیاسی موقف کے باعث قید رہے، پھر وطن ترک کرنا پڑا۔ مشرق وسطیٰ، نیز یورپ کے متعدد ممالک کے دورے کیے۔ بیس برس سے بھی کم عمر میں مزار سیدی ادریس فاسی پر درس حدیث کا آغاز کیا۔ عظیم الشان ذخیرہ کتب جمع کیا، جس کا معتد بہ حصہ پبلک لائبریری رباط میں محفوظ ہے۔ دو بار ۱۳۲۳ھ پھر ۱۳۵۱ھ میں حج ادا کیا۔ دو تصنیفات بہ طور خاص قابل ذکر ہیں:

ایک ”التراکیب الاداریة“، جو پانچ سے زائد بار چھپی، اب ڈاکٹر یحییٰ ابوالمعاطی عباسی وغیرہ کی تحقیق و حواشی کے ساتھ دار السلام قاہرہ نے پہلی بار ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں دو جلد کے ۱۱۲۰ صفحات پر شائع کی اور اس پر مختلف ممالک کے بیس سے زائد علما نے نثر و نظم میں تقریظات لکھیں۔ قبل ازیں علامہ رضی الدین نے مختصر اردو ترجمہ کیا جو ”دور نبوی کا نظام حکومت“ نام سے کراچی

سے چھپا۔ بعد ازاں مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی نے ترجمہ کیا جو ”نظام حکومت نبویہ ﷺ“ اور ”عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علمی سرگرمیاں“ ناموں سے دو جلدوں میں چھپا، جس میں تقاریر کا ترجمہ درج نہیں۔ اب مفتی محمد خان قادری کے ہاں مکمل کتاب زیر ترجمہ ہے۔

دوسری کتاب ”فہرس الفہارس والاثبات“ ہے، جس پر اپنے دور کے اہم محقق فلسطین کے باشندہ ڈاکٹر احسان عباس (وفات ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء) نے تحقیق انجام دی اور یہ دوسری بار ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء میں دار الغرب الاسلامی بیروت نے تین جلد کے ۱۶۲۱ صفحات پر شائع کی، جو علم روایت و اسناد پر لکھی گئی متاخرین کی تصنیفات میں بے مثل کتاب ہے۔

علاوہ ازیں ”مفاکھة ذوی النبل والاجادة حضرة مدير جريدة السعادة“ بھی اہم ہے، جو بارہا چھپی اور ”التالیف المولدية“ نامی منفرد تصنیف جس کا اردو ترجمہ مفتی محمد اکرم المحسن فیضی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کیا۔ شیخ سید عبدالحی کتانی نے پہلے سفر حج و زیارت کے موقع پر مکہ مکرمہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے خود، نیز فرزند ان کے لیے اجازت و خلافت پائی۔ اور دہلی کے مشہور عالم و نقش بندی مرشد مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی نیز ان کے چھوٹے بھائی مولانا شاہ ابو السعد سالم فاروقی مجددی مدفون کوئٹہ نے ۱۴ / ذی قعد ۱۳۵۱ھ کو قاہرہ میں شیخ عبدالحی کتانی سے ملاقات کے موقع پر اسلامی علوم میں روایت کی اجازت حاصل کی۔ [۱۴۴]

جب کہ آپ کے فرزند جلیل شیخ سید عبد الرحمن کتانی حفظہ اللہ تعالیٰ (پیدائش ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) سے محدث لاہور مولانا عبدالحکیم شرف

قادری وغیرہ نے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی اور شیخ عبدالرحمن کتانی اب دنیا بھر میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے روایت کرنے والے آخری زندہ فرد ہیں۔ [۱۴۵]

❖ شیخ سید محمد عربی بن محمد مہدی ہاشمی عزوزی ادربیسی مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی، پھر ۱۳۳۲ھ میں وطن سے نکل کھڑے ہوئے اور مصر، حجاز مقدس، دمشق کے علمی سفر کیے بالآخر بیروت میں سکونت اختیار کی جہاں شریعت کالج میں پروفیسر اور ۱۹۴۴ء میں مفتی اعظم لبنان کے نائب و معتمد تعینات ہوئے اور اسی منصب پر تھے کہ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء میں بیروت میں ہی وفات پائی وہیں قبر بنی۔ فقیہ مالکی، مسند، مؤرخ، متعدد علوم کے ماہر تھے اور مراکش، شام، لبنان، مصر و حجاز مقدس کے اکابر علماء سے روایت کی اجازت پائی۔ متعدد تصنیفات میں اپنی اسانید و مرویات کا مجموعہ ”اتحاف ذوی العناية ببعض مالی من المشیخة والروایة“ نام سے ۳۲۵ صفحات پر مطبوع ہے۔ دیگر کتب میں ”حاشیة علی سنن ابی داؤد“، ”قبس الانوار و تذلیل الصعاب فی ترتیب احادیث الشہاب“، ”شرح المنظومة الغرامیة فی مصطلح الحدیث“، ”الجمع بین الصحیحین“ پانچ ضخیم جلد، ”المنبع المنیف فی اسرار اسم اللہ تعالی اللطیف“، ”شرح منظومة المرادی فی الذال المعجمة“، ”الانس والایتناس“، نیز سفرنامہ ”الرحلة العزوزیة الی الاراضی والبلاد الشامیة“ شامل ہیں۔ [۱۴۶]

شیخ سید احمد شریف سنوسی سے پہلی ملاقات دمشق میں ہوئی تو شیخ محمد عربی عزوزی نے قرآن کریم کا نصف آخر، احادیث شریف کا مجموعہ صحیح مسلم اور

درود و سلام کی مشہور کتاب دلائل الخیرات کا اعلیٰ کتابت و تزئین سے آراستہ،
 قلمی نسخے آپ کو تحفہ پیش کیے۔ دوسری ملاقات بیروت میں ہوئی تو شیخ سنوسی نے
 اپنی اسانید و مرویات پر مبنی کتاب نیز سنوسی سلسلہ کے اوراد کا مجموعہ عطا کیا، نیز
 روایت کی اجازت دی۔ [۱۳۷]

❦ شیخ سید علوی بن عباس مالکی جو ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۹ء میں مکہ مکرمہ میں
 پیدا ہوئے اور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں وہیں وفات پائی، قبرستان العلوی میں قبر بنی۔
 مالکی عالم، مسند، صوفی، حافظ، شاعر اور مسجد حرم میں مدرس نیز نماز تراویح کے
 امام تھے۔ مدرسۃ الفلاح میں بھی استاذ اور ریڈیو پر تقاریر نشر ہوا کرتے تھے۔ بیس
 کے قریب تصنیفات میں ”المنہل اللطیف فی بیان احکام الحدیث
 الضعیف“، ”نضجات الاسلام من محاضرات البلد الحرام“، ”شرح
 بلوغ المرام“، ”فتیح القریب علی تہذیب الترغیب والترہیب“، مجموعہ
 فتاویٰ نیز شعری مجموعہ شامل ہیں۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نیز مولانا حبیب الرحمن عباسی قادری
 سے شیخ سید علوی مالکی نے اجازت و خلافت پائی، جب کہ مولانا ضیاء الدین احمد
 قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی سے گہرے تعلقات استوار تھے اور ۱۳۶۲ھ میں ان
 کے فرزند مولانا فضل الرحمن قادری کی مدینہ منورہ میں شادی ہوئی تو شیخ سید
 علوی مالکی نکاح کی تقریب میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں ۱۳۸۰ھ میں مولانا فضل
 الرحمن مدنی کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ رضا اکیڈمی لاہور کے بانی رکن مولانا
 حکیم محمد عارف ضیائی لاہوری مہاجر مدنی شیخ سید علوی مالکی کی مجالس و محافل سے
 فیض یاب ہوئے۔ [۱۳۸]

✽ شیخ عبد المالك بن عبد القادر طرابلسی، لیبیا کے علاقہ برقہ کے مقام جبل الاخضر کے نواحی قصبہ ”البیضاء“ میں ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی، قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ مالکی عالم، حافظ، مدرس تھے۔ وطن کے نزدیک شہر درنہ میں ابتدائی تعلیم نیز قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر عثمانی حکومت کے وظیفہ پر مزید تعلیم کے لیے دیگر طلباء کے ساتھ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء میں دار الخلافہ استنبول پہنچے۔ جہاں تعلیم جاری تھی کہ پہلی جنگ عظیم برپا ہو گئی اور خلافت عثمانیہ زوال و خاتمہ کے جانب بڑھی اور تعلیمی سرگرمیاں معطل ہوئیں۔ عالمی جنگ کے آخری دنوں میں شیخ احمد سنوسی لیبیا سے استنبول پہنچے تو شیخ عبد المالك کو ترکی زبان کے مترجم و سیکرٹری کے طور پر ساتھ رکھ لیا، پھر استنبول سے شام اور حجاز مقدس حتیٰ کہ وفات تک ان کی خدمت میں حاضر رہے اور بھرپور علمی و روحانی فائدہ پایا۔ حجاز مقدس پہنچے تو شیخ عبد المالك نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے جلیل القدر علماء سے بھی اخذ کیا۔

شیخ احمد شریف سنوسی کی وفات کے چند برس بعد ۱۳۵۰ھ میں سعودی محکمہ تعلیم میں استاذ تعینات ہوئے اور ۱۳۶۲ھ تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر یکے بعد دیگر مکہ مکرمہ و ریاض کے یتیم خانہ کے نگران رہے۔ بعد ازاں، محکمہ تعلیم کی طرف سے مختلف شہروں میں استاذ و نگران ہوئے تا آن کہ ۱۳۸۶ھ میں پنشن پائی۔ تب سعودی وزارت حج و اوقاف کی خواہش پر مکہ مکرمہ میں ولادت رسول اللہ ﷺ کی زمین پر قائم کتب خانہ ”مکتبہ مکہ مکرمہ“ کے نگران اعلیٰ کی ذمہ داری سنبھالی۔ [۱۴۹] شیخ احمد شریف سنوسی کی تجہیز و تکفین انجام دی، نیز

قبر میں اتارا اور سنوسی گھرانہ کی خدمات پر ”الفوائد الجلیة فی تاریخ العائلة السنوسية الحاكمة بليبيا“ نام سے کتاب تالیف کی۔ [۱۵۰]

عالمی ادارہ منہاج القرآن لاہور کے بانی و سرپرست ڈاکٹر محمد طاہر القادری ادائیگی عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو ۱۹/ نیز ۲۰ فروری ۱۹۹۴ء کو مکتبہ مکہ مکرمہ پہنچے جہاں شیخ عبد المالک طرابلسی نے گرم جوشی سے استقبال کیا، نیز ایک قلمی کتاب ڈاکٹر قادری کو بہ طور تحفہ پیش کی جس کے صفحہ اول پر ہدیہ کے چند الفاظ خود تحریر کیے اور انھی کے توسط سے ڈاکٹر طاہر القادری، نیز ان کی اہلیہ کو مقام ولادت پر نوافل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ [۱۵۱]

✽ ڈاکٹر شیخ سید اوریس بن محمد بن جعفر کتانی حفظہ اللہ تعالیٰ، دمشق میں ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۵ھ میں وطن فاس مراکش منتقل ہوئے اور قرویین یونیورسٹی فاس، دار البیضاء، لوزان یونیورسٹی فرانس نیز لاقال یونیورسٹی کینیڈا میں تعلیم پائی۔ مالکی عالم، مبلغ، لغوی، صوفی، مفکر، سیاسی رہ نما، شاعر، نیز فرانسیسی استعمار کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا۔ حزب الشوری والاستقلال مراکش کے بانی، اور ۱۹۶۱ء میں قائم کی گئی رابطۃ علماء المغرب کے بانی رکن، نیز مسئلہ فلسطین کو اٹھانے کے لیے مراکش میں ۱۹۶۹ء میں قائم کی گئی تنظیم کے بانی رکن، اور ۱۹۸۰ء میں فکر اسلامی کلب کی بنیاد رکھی۔

متعدد تصنیفات میں مقالہ برائے پی ایچ ڈی بہ عنوان ”المحددات الثقافية للشخصية المغربية من خلال الامثال الشعبية“ کے علاوہ استراتیجیة الدفاع عن الامن الاسلامی، بنو اسرائیل فی عصر الانحطاط العربی، ثمانون عاما من الحرب الفرنكو فونیه فی المغرب

ضد الاسلام واللغة العربية، حرب الخليج نهاية السقوط العربی،
الخريطة القرآنية للمجتمعات البشرية، المغرب المسلم ضد اللادينية،
دور اللغة فی تنمية الطاقات البشرية شامل ہیں۔ ۱۳۳۲ھ / ۲۰۱۳ء کے
آغاز میں زندہ ہیں۔ [۱۵۲]

❦ شیخ سید محمد فاتح بن محمد مکی بن محمد بن جعفر کتانی حفظہ اللہ تعالیٰ،
دمشق میں ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے جلیل القدر دادا، صاحب
”الرسالة المستطرفة“ کا دور دیکھا، ساڑھے پانچ برس عمر تھی کہ دادا نے
وفات پائی۔ والد کے علاوہ دمشق کے اکابر علما سے تعلیم و تربیت پائی۔ پھر شریعت
کالج بیروت میں داخلہ لیا، جہاں شیخ سید محمد عربی عزوزی وغیرہ سے پڑھا، جس
کے بعد قاہرہ کی راہ لی اور جامعہ ازہر میں ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء سے ۱۳۶۹ھ /
۱۹۵۰ء تک تعلیم کے بعد فراغت پائی۔ پھر استاذ العلماء، صوفی کبیر ہوئے۔ محکمہ
تعلیم شام میں استاذ رہے اور ۱۹۷۶ء میں ”مفتی مالکیہ شام“ بنائے گئے۔ متعدد
صوفیہ سے مختلف سلاسل میں اجازت و خلافت پائی اور جن کتب کا درس دیا کرتے
ہیں ان میں امام غزالی، شیخ الاکبر نیز امام شعرانی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصنیفات
شامل ہیں۔ دمشق اور اس کے نواح میں مساجد کی مرمت و تعمیر جدید کے علاوہ
صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا مزار پھر سے تعمیر کرایا۔ شہر میں ایک
خیراتی ادارہ قائم کیا، جس کے تحت اسپتال، نیز لڑکے، لڑکیوں کا الگ الگ
اسکول فعال ہے۔ چند تصنیفات ہیں، نیز میلاد النبی ﷺ پر دادا کی تصنیف
”الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد“ وغیرہ کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

[۱۵۳] ۱۳۳۲ھ / ۲۰۱۳ء کے آغاز میں زندہ ہیں۔ [۱۵۴]

عالمی ادارہ منہاج القرآن لاہور کے بانی و سرپرست ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے آپ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔

اسلامیان ہند سے تعلق

خطہ پاک و ہند کے جن اکابر علمائے کرام نے خاتمۃ المجاہدین شیخ سید احمد بن محمد شریف سنوسی سے بہ راہِ راست اخذ کیا اور اسلامی علوم میں روایت کی اجازت و خلافت پائی ان میں پانچ نام معلوم ہو سکے، جو یہ ہیں:

عالمی مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی، مولانا محمد علی حسین بن محمد اعظم صدیقی خیر آبادی بھوپالی مہاجر مدنی، شیخ الاسلام مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا شاہ ابوالسعد سالم فاروقی مجددی دہلوی، مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی ازہری اور ان کے بھائی نے ۲۷ محرم ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء کو مکہ مکرمہ میں شیخ احمد شریف سنوسی سے تحریری اجازت پائی۔ آپ کی مہر میں دیگر عبارات کے ساتھ قصیدہ بردہ کا ایک شعر کندہ تھا اور ”مقاماتِ خیر“ میں مہر کی گول شکل نیز اس میں درج مکمل عبارت نقل کی گئی، شعریہ ہے:

فَإِنَّ لِي ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَّتِي

مُحَمَّدًا وَهُوَ أَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ [۱۵۵]

بہ قول بعض خطہ پاکستان کے علاقہ سیال کوٹ کے مشہور عارف باللہ مولانا سید جماعت علی شاہ علی پوری نے بھی شیخ احمد شریف سنوسی سے اجازت پائی، لیکن یہ درست نہیں۔ البتہ مدینہ منورہ میں باہم ملاقات ممکن ہے۔

حق یہ ہے کہ عثمانی خلیفہ عبدالحمید دوم نے حجازریلوے [۱۵۶] کی تعمیر میں تعاون و دیگر خدمات کے اعتراف میں مولانا سید جماعت علی شاہ کو ایورڈ، نیز ”سنوسی ہند“ کا خطاب دیا تھا۔ [۱۵۷] آپ حنفی عالم، نقش بندی مرشد، مصنف، تحریک پاکستان کے رہنما، سماجی کارکن، اہل مدینہ منورہ کے خادم اور ”امیر ملت“ لقب ہے۔ ادھر شیخ سید احمد شریف سنوسی، مالکی عالم، سنوسی مرشد، مصنف، تحریک آزادی لیبیا کے رہنما، سماجی خدمات میں فعال، اتحاد امت کے لیے کوشاں اور اہل مدینہ منورہ کی خدمت میں نمایاں تھے اور مذکورہ عثمانی خلیفہ، امت مسلمہ کے ان دونوں اکابر کی خدمات و مقام سے آگاہ تھے۔

آئندہ دنوں میں ہندوستان کے مشہور اہل سنت عالم و قادری مرشد مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمن عباسی کو بھی ”سنوسی ہند“ کے عوامی لقب سے

یاد کیا گیا۔ [۱۵۸]

شاہِ لیبیا شیخ سید محمد ادریس سنوسی

شیخ سید محمد ادریس بن محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں جنوب میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں قاہرہ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ مالکی عالم، مسند، سنوسی مرشد، مجاہد، معمر، سنوسی تحریک و خانقاہ کے چوتھے اور آخری رہنما تھے۔ والد گرامی وغیرہ اکابر سے تعلیم و تربیت پائی اور نانا شیخ سید عمران بن برکہ کی وفات کے وقت عمر تین برس کے قریب تھی، ان کی گود میں علمی ماحول ملا، جنھوں نے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت مرحمت فرمائی اور ۱۹۱۴ء میں حج و زیارت کی سعادت پائی۔ گزشتہ صفحات پر آپ کے چچا زاد بھائی شیخ سید احمد شریف سنوسی ۱۹۱۶ء میں تحریک کی قیادت سے الگ ہو گئے اور آپ سربراہ ہوئے۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اطالوی استعمار نے آپ کو سنوسی علاقوں کا امیر تسلیم کر لیا اور اٹلی پر میسولینی حکم راں ہوا تو لیبیا کے ساتھ تمام معاہدے منسوخ کر دیے۔ اس پر سید محمد ادریس نے پوری شدت سے علم جہاد بلند کیا، جو سال ہا سال جاری رہا، اس دوران والد کے شاگرد و خلیفہ شیخ عمر المختار کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

بالآخر ۲۴ دسمبر ۱۹۵۱ء کو لیبیا آزاد ہوا [۱۵۹] اور اسلامی مملکت لیبیا کے آپ سربراہ ہوئے۔ شاہ لیبیا سید محمد ادریس سنوسی نے ملک کو ترقی کے راستے پر

ڈالا اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں کی بنیاد رکھی۔ یوں تقریباً اٹھارہ برس حکمرانی کی اور علاج کی غرض سے ملک سے باہر تھے کہ ستمبر ۱۹۶۹ء میں کرنل معمر قذافی نے تختہ الٹ دیا، تب قاہرہ میں سکونت اختیار کی۔ [۱۶۰]

لیبیا کی آزادی اور پھر حکومت سے الگ کیے جانے کے بعد آپ وطن و عوام سے دور تیس برس سے زائد زندہ رہے اور یہ اوقات درس و تدریس، عبادت اور خیر و بھلائی کے کاموں میں بسر کیے۔ اس دوران متعدد ممالک کے اکابر علمائے کرام نے آپ سے اخذ کیا، نیز سلسلہ روایت کی اجازت پائی، جن میں محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد حسن بن علوی مالکی شامل ہیں۔ [۱۶۱] علمائے پاک و ہند سے شاہ ادریس سنوسی کے تعلق کا ذکر آگے آرہا ہے۔

ایک کتاب ”اجازۃ الطریقة السنوسیة“ نام کی پچپن صفحات پر مطبوع ہے، جس میں اپنی اسناد کا مختصر ذکر اور اسی پر شائقین و طلباء کو اجازت و خلافت عطا فرماتے۔ شاہ لبیا شیخ سید محمد ادریس سنوسی کی شادی اپنے چچا زاد بھائی کی بیٹی سیدہ فاطمہ الشفا بنت احمد بن محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی سے ہوئی۔ سیدہ فاطمہ سنو سیہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۱ء کو الکفرۃ میں پیدا ہوئیں اور ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ والد گرامی اور خاندان کے دیگر اکابر سے شرعی علوم حاصل کیے اور روایت کی اجازت پائی۔ شیخ ادریس سنوسی علاقہ برقہ کے امیر تھے کہ ۱۹۳۱ء میں شادی کی تقریب مصر میں منعقد ہوئی۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر وطن واپس پہنچیں اور ۱۹۵۱ء میں ملک آزاد ہوا اور شوہر سید ادریس نے زمام مملکت سنبھالی تو آپ کو سرکاری طور پر ”ملکہ فاطمہ“ کا لقب دیا گیا۔

۱۹۶۹ء میں قذافی کے برپا کردہ انقلاب کے بعد وفات تک قاہرہ مقیم رہیں اور حجاز مقدس کے سفر کیے۔ اولاد نہیں تھی، لہذا قاہرہ میں شاہ ادیس کی وفات کے بعد اپنے بھتیجا ڈاکٹر سید نافع بن عربی سنوسی کے ہاں مقیم رہیں۔ سیدہ فاطمہ سنوسیہ نے وصیت کی تھی کہ قبرستان البقیع مدینہ منورہ میں شوہر کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر نافع سنوسی آپ کا جسدِ خاکی قاہرہ سے لے کر مدینہ منورہ پہنچے، لیکن مقامی حکام نے مسجد نبوی میں نماز جنازہ ادا کرنے اور قبرستان البقیع میں تدفین کی اجازت نہیں دی۔ انکار کی وجہ یہ سامنے آئی کہ سنوسی زعماء سعودی نظام و حکام کے مخالفین میں سے تھے۔ چنانچہ جبل احد کے قریب مدینہ منورہ کے نئے قبرستان میں سپردِ خاک کی گئیں۔ [۱۶۲]

سیدہ فاطمہ سنوسیہ سے پاکستان کے جن علما و طلبانے روایت کی اجازت پائی ان میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے شیخ الحدیث، محقق شہیر مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، اور امام الصوفیہ سید علی بن عثمان ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوری کے مزار پر واقع مدرسہ سے وابستہ مدرّس، مصنف و مسند مولانا علی احمد سندھی، نیز دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑا کے سرپرست، قادری۔ مرشد، مفتی محمد محبت اللہ نوری حفظہ اللہ تعالیٰ اہم نام ہیں۔

شیخ سید مالک سنوسی

سید مالک بن عربی بن احمد بن محمد شریف بن محمد بن علی حسنی خطابى سنوسى مصر کے مقام مرسی مطروح کی خانقاہ سنوسیہ میں ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ اس روز آپ کے جلیل القدر دادا کے چہلم کی تقریبات جاری تھیں اور ۱۳۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جہاں قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ آپ مالکی عالم، محدث، مسند، نیز سماجی خدمات میں فعال تھے۔ والد نے نام ”احمد“ رکھا، لیکن شیخ سید محمد ادریس سنوسی کو پیدائش کی اطلاع ملی تو نام ”مالک“ تجویز کیا، چنانچہ دونوں نام یک جا کر کے ”احمد مالک“ سرکاری ریکارڈ میں درج کرایا گیا، جب کہ مالک نام سے جانے گئے۔ مرسی مطروح میں والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے قرآن کریم پڑھا نیز ابتدائی تعلیم اسکول میں پائی۔ ۱۳۶۷ھ میں والدہ کا انتقال ہوا تو اسی برس آپ کا گھرانہ لیبیا منتقل ہوا، جہاں بن غازی شہر سے ساٹھ کلو میٹر کے فاصلہ پر مقام الالبیار میں سکونت اختیار کی۔

اب بن غازی کے علما سے استفادہ اٹھایا، نیز مقامی یونیورسٹی سے تکمیل کی، جس کے بعد ۱۳۸۴ھ میں سیدہ فایزہ بنت محی الدین سنوسی رحمۃ اللہ علیہا سے شادی ہوئی، نیز بن غازی کے مدارس میں استاذ تعینات ہوئے تا آنکہ ۱۳۸۷ھ میں تعلیم و تربیت بارے ایک سالہ کورس کے لیے بیروت لبنان گئے اور تکمیل کے

بعد واپس آئے تو کچھ عرصہ بعد پھر تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوئے، جس سے ۱۳۹۵ھ میں مستعفی ہو کر صنعت و زراعت کے شعبہ میں تجارت شروع کی اور ۱۴۰۹ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی، جہاں سنوسی ٹرسٹ کے سربراہ ہوئے۔

شیخ سید مالک سنوسی کو خاندان کے متعدد اکابر، نیز عرب و عجم کے علما سے روایت علوم اسلامیہ کی اجازت حاصل تھی۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں مدرس اور مسند کے طور پر شہرت پائی۔ محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد حسن بن علوی مالکی سے اجازت و روایت کا تبادلہ و تدج کیا۔ مدینہ منورہ کے مقامی علما و شائقین علم روایت، نیز وہاں اسلامی دنیا سے وارد ہونے والے احباب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور کتب احادیث و اسانید، نیز امام ترمذی کی ”الشمائل المحمدیہ“ اور قاضی عیاض اندلسی کی ”کتاب الشفا“ وغیرہ پڑھتے، نیز روایت کی اجازت کے متمنی ہوتے۔

مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوئی مہاجر مدنی کے خلیفہ شیخ سید محمد زکریا بخاری مہاجر مدنی (وفات ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء) [۱۶۳] سے خود شیخ سید مالک سنوسی نے ۱۴۲۲ھ میں درود شریف کی مشہور و مقبول کتاب دلائل الخیرات کی روایت میں اجازت پائی۔

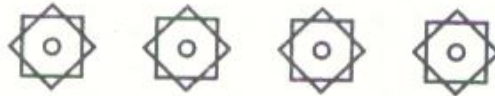
لیبیا سے قذافی نظام کے خاتمہ پر شیخ سید مالک سنوسی نے تقریباً چوبیس برس بعد وطن کا دورہ کیا، جہاں اعیان و طلبا نے اخذ کیا۔

مدینہ منورہ کے شیخ احمد بن عبد المالك عاشور شافعی (پیدائش ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) نے آپ کے اقوال و اسانید پر کتاب ”الفوائد المنتقاة من حدیث

ابی محمد مالک بن العربی السنوسی“ لکھی، جو تا حال شائع نہیں ہوئی۔ [۱۶۴]

علمائے پاکستان سے تعلق

علمائے پاکستان سے روابط و اتصال میں سے ہے کہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ۱۴/ رمضان ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء کو سنوسی ٹرسٹ میں شیخ سید مالک سنوسی سے ملاقات کی، اس موقع پر دونوں اکابر نے ایک دوسرے کو روایت کی اجازت پیش کی۔ اور شیخ مالک سنوسی سے اخذ کرنے والے دیگر اہل علم میں مولانا علی احمد سندھی، مفتی محمد محبت اللہ نوری، ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور کی مجلس ادارت کے رکن صاحب زادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری، احمد پور شرقیہ بہاول پور کے مفتی محمد اکرام المحسن فیضی شامل ہیں۔



سنوسی تحریک و سلسلہ سے وابستہ بعض رہنماؤں کا مختصر تعارف گزشتہ صفحات پر پیش کیا گیا، اس کی سرگرمیوں اور ثمرات کا احاطہ کرنا ایک بڑا کام ہے، جو یہاں ممکن و مقصود نہیں۔ عروج کے ایام میں اس سے وابستگان کی تعداد لاکھوں میں تھی جو یمن، حجازِ مقدس، شام، سوڈان، مصر، صحرائے افریقہ، بالخصوص لیبیا کے مغربی کونہ میں جبل اخضر سے مشرق میں واقع شہر بن غازی کے قریب مقام جنوب تک پھیلے ہوئے تھے۔ ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء سے ۱۸۹۵ء تک جنوب کو مرکز و دار الحکومت کی حیثیت حاصل رہی پھر ۱۸۹۸ء تک سوڈان کا سرحدی مقام الکفرة اور ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۲ء تک چاڈ کا مقام قرومرکز رہے۔ لیبیا آزاد ہوا تو بن غازی دار الحکومت قرار پایا تا آن کہ ۱۹۶۹ء میں کرنل قذافی نے فوجی انقلاب برپا کیا تو دار الحکومت کو طرابلس منتقل کیا۔ الغرض، الجزائر، لیبیا، چاڈ، سوڈان، مصر وغیرہ اسلامی ممالک استعماری قوتوں کی گرفت سے نکل آئے تو سنوسی تحریک کی جہاد بنی سرگرمیاں بھی تمام ہوئیں۔

آزادی کے بعد سنوسی زعماء سے جو سلوک روار کھا گیا، اس نوع کا پہلا اہم واقعہ کرنل قذافی کے ہاتھوں سید محمد ادریس سنوسی حکومت کا خاتمہ ہے۔ اور شیخ احمد شریف سنوسی کے پوتا سید احمد بن زبیر سنوسی، جو ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں مرسی مطروح میں پیدا ہوئے اور عراق و شام میں مقیم رہے اور ۱۹۶۸ء میں وطن لیبیا پہنچے، جس کے چند ماہ بعد کرنل قذافی نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ تب ۲۸ اگست ۱۹۷۰ء کو سید احمد بن زبیر سنوسی، نیز ان کے بھائی راشد سنوسی اور

چند ساتھیوں کو قذافی حکومت نے تختہ الٹنے کی سازش میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا پھر فوجی عدالت میں مقدمہ چلا کر کڑی سزائیں سنائی گئیں۔ سید راشد سنوسی کو اٹھارہ برس بعد ۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو رہائی ملی، جب کہ سید احمد زبیر سنوسی کو اکتیس برس بعد ۲۸ اگست ۲۰۰۱ء کو سورج دیکھنا نصیب ہوا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق اس وقت وہ دنیا بھر میں قدیم ترین سیاسی قیدی تھے، ان کا عرصہ قید افریقی سیاہ فام رہنما نیلسن منڈیلا سے بھی تین برس زائد تھا۔ رہائی کے چند برس بعد کرنل قذافی اپنے انجام تک پہنچے تو لیبیا کی عبوری حکومت میں سید احمد سنوسی رکن ہوئے اور چھ مارچ ۲۰۱۲ء کو علاقہ برقہ کی نگران حکومت کے سربراہ بنائے گئے۔

سنوسی اکابر مرد و خواتین کے مزارات کی بے حرمتی، شاہ لیبیا سید محمد ادریس سنوسی کی حکومت کا تختہ الٹ کر جلاوطن کرنا، بعد ازاں ملکہ سیدہ فاطمہ سنوسیہ کی جنت البقیع میں تدفین کے بارے میں وصیت پر عمل سے انکار، ان واقعات کی تفصیل گزر چکی۔

سنوسی سلسلہ سے وابستہ جو علماء و مشائخ آج ۲۰۱۳ء میں عرب و عجم میں دعوت و ارشاد کے اعمال میں نمایاں ہیں ان میں ایک نام شیخ سید احمد شہاب الدین سنوسی بن فوزی طلحی حسنی کا ہے، جو ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء میں علاقہ برقہ کے ہی اہم شہر البیضاء میں پیدا ہوئے، جہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت روفیع بن ثابت کا مزار ان کے گھر کے قریب واقع ہے۔ شیخ احمد شہاب الدین سنوسی، مالکی عالم، حافظ، اشعری العقیدہ، مسند، مبلغ و مصنف ہیں۔ سنوسی گھرانہ سے نسب تعلق نہیں اور شیخ سید ابی عبد اللہ محمد محبوب عطیہ بوفارس صفرانی کی شاگردی

اختیار کی، نیز سنوسی سلسلہ میں خلافت پائی۔ علاوہ ازیں لیبیا کے اکابر علما و مشائخ سے اخذ کیا، نیز لیبیا اوپن یونیورسٹی سے اسلامی علوم کی سند فراغت پائی۔ عرب و عجم کے سو سے زائد علما و مشائخ سے روایت کی اجازت پائی، جن میں ملکہ سیدہ فاطمہ سنوسیہ، شیخ سید مالک سنوسی، ڈاکٹر شیخ نافع سنوسی شامل ہیں۔

۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں مرشد گرامی شیخ صفرائی کے حکم پر جنوبی یمن کے علاقہ حضر موت کے تاریخی شہر تریم میں واقع اہل سنت کی عظیم درس گاہ دار المصطفیٰ للدراسات الاسلامیہ کے سرپرست شیخ سید عمر بن محمد بن سالم بن حفیظ [۱۶۵] کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور ان سے نیز دار المصطفیٰ کے اساتذہ شیخ سید علی بن زین العابدین جفری [۱۶۶] شیخ سید محمد بن عبدالرحمن سقاف [۱۶۷] وغیرہ سے حدیث، تصوف و دیگر علوم کی کتب پڑھیں۔

شیخ احمد شہاب الدین سنوسی نے انیس برس کی عمر میں تدریس کا عمل شروع کیا اور اسی کے ساتھ مزید حصول علم کا سفر جاری رکھا۔ آپ بن غازی شہر میں مسجد نور کے امام و خطیب، حفظ قرآن کریم مدرسہ کے مدیر، شرعی نکاح خوال، وزارت اوقاف لیبیا کی مساجد میں مدرس، لیبیا میں تصوف اسلامی تنظیم کے رکن، سنوسی سلسلہ کے سر تاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے بارے میں قائم علمی ادارہ کے رکن، نیز مجلس الدعوة والارشاد لیبیا کے صدر ہیں۔ ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۸ء سے دیگر ممالک کے تبلیغی و علمی دورے جاری ہیں اور متعدد عرب ممالک کے علاوہ انڈونیشیا، ملائیشیا، برطانیہ کے سفر کر کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

آپ کی تصنیفات میں جشن میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ”القول اللطیف فی مشروعیۃ الاحتفال بالمولد النبوی الشریف“ کے علاوہ ”اساس علوم الدین“، ”الحجة فی بیان فضل الیالی العشر من ذی الحجة“، ”القول المؤید“ شامل ہیں۔

شیخ سید مالک سنوسی کی وفات پر شیخ احمد شہاب الدین سنوسی نے لیبا کے ٹیلی ویژن چینل پر دس منٹ کی گفتگو میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ ادھر دار المصطفیٰ ترمیم کے ٹیلی ویژن چینل ”الارث النبوی“ پر شیخ احمد شہاب الدین سنوسی کی مختلف موضوعات پر تقاریر نشر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں عربی و انگریزی میں اپنی ویب سائٹ فعال ہے۔

سنوسی تحریک و مشائخ کے احوال پر کتب

عربی زبان میں اس موضوع پر خاصا کام ہوا اور تین پہلو سے متعدد کتب لکھی گئیں: پہلی قسم میں ایسی کتب جو سنوسی سلسلہ کی تعلیمات و اسانید کے بیان پر ہیں۔ دوسری قسم میں کسی ایک سنوسی رہ نما کے حالات پر کتب، اور تیسری قسم میں تحریک کی جہادی و اصلاحی سرگرمیوں کی تفصیلات ہیں۔ یہاں شائقین کی سہولت و استفادہ کی خاطر ان کتب کے نام پیش ہیں۔

سنوسی سلسلہ کی تعلیمات و اسانید پر اس کے اکابر شیخ سید محمد بن علی سنوسی اور شیخ احمد شریف سنوسی نے تصنیفات یادگار چھوڑیں، جن کے نام ان کے احوال میں گزر چکے۔ نیز دمشق کے شیخ محمد بن یوسف کافی حیدری تیونسی خلوتی (وفات ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) نے رسالہ ”الفروع الکافیۃ لازالۃ

غياہب الانوار القدسیۃ فی مقدمة الطريقة السنوسیۃ“ لکھی، جو مکتبہ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ نے ۱۹۲۷ء میں ۴۹ صفحات پر شائع کی۔

دوسری قسم میں سنوسی سلسلہ کے سر تاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے احوال پر لکھی گئی پانچ کتب کے نام یہ ہیں:

المواہب الجلیلة فی التعریف بامام الطريقة السنوسیۃ، شیخ محمد بن عیسیٰ سعیدی قاسمی الجزائر

تحفة المحبوب فی ترجمة السنوسی صاحب جغبوب، شیخ سید محمد عبدالحی بن عبد الکبیر کتانی

السنوسی الکبیر، شیخ محمد طیب احمد اشہب ازہری کی تصنیف، جو علاقہ برقہ کے گاؤں نوفلیہ میں ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء میں قاہرہ میں وفات پائی اور یہ کتاب مکتبہ القاہرہ، قاہرہ نے ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۶ء میں ۱۵۴ صفحات پر شائع کی۔

الامام محمد بن علی السنوسی، ومنہجہ فی التاسیس التعليمی والحری والتربوی و السیاسی، ڈاکٹر شیخ علی محمد صلابی، مطبوعہ ۲۰۰۷ء بیروت، صفحات ۲۷۳

العلامة محمد بن علی السنوسی الجزائری مجتہداً ومجاهداً، محمود براہم، اشاعت ۲۰۰۹ء، دیوان المطبوعات الجامعیۃ، صفحات ۲۱۵

اور جماعت کے دوسرے رہنما شیخ سید محمد مہدی سنوسی کے احوال پر شیخ محمد طیب اشہب کی ہی کتاب ”المہدی السنوسی“ مطبع ماجی طرابلس سے ۱۹۵۲ء میں چھپی۔

تحریک کے تیسرے سربراہ شیخ احمد شریف سنوسی کے بارے میں امیر شکیب ارسلان کی ”التعریف بمناب سیدی احمد الشریف“ غیر مطبوع

جماعت کے چوتھے اور آخری رہنما شاہ لیبیا سید محمد ادریس کے حالات پر بھی انھی شیخ محمد طیب اشہب کی ”ادریس السنوسی“، مکتبہ القاہرہ، قاہرہ نے ۱۹۵۷ء میں شائع کی۔

من الافق السنوسی، سید ادریس کے احوال پر فلسطین کے شیخ یوسف عیسیٰ البندک کی تصنیف، پہلی اشاعت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء مطبع وطنیہ عمان، اردن، دوسری اشاعت ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء، مرکز الدراسات اللیبیہ، آکسفورڈ

مسٹر ایریک آرمامولی ڈی کاندول نے انگریزی میں کتاب لکھی، جو خود ہی ۱۹۸۸ء میں لندن سے شائع کی۔ شیخ محمد قزیزی مرحوم نے اسے عربی میں ڈھالا اور ”الملک ادریس عاہل لبیا، حیاتہ وعصرہ“ نام سے دوبارہ ۱۹۸۹ء نیز ۱۹۹۰ء میں چھاپ کر تقسیم کی گئی۔

ادریس السنوسی، الملک والامیر، لبیا کے مشہور مؤرخ سالم الکبتی کی تصنیف، جو قذافی دور کے خاتمہ کے بعد ۲۰۱۲ء میں تین ضخیم جلدوں میں لبیا سے شائع ہوئی۔

اور شیخ عمر المختار شہید کے احوال پر لکھی گئی عربی کتب کے نام یہ ہیں:

عمر المختار الحلقة الاخيرة من الجهاد الوطن في ليبيا، شیخ طاہر احمد زاوی (وفات ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) کی تصنیف، جو پہلی بار ۱۳۵۳ھ میں مصر سے احمد ابراہیم محمود کے قلمی نام سے اور پھر مصنف کے اصل نام کے ساتھ ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں دارالمدار الاسلامی بیروت نے پہلی بار ۱۹۲ صفحات پر شائع کی۔

رفع الستار عما جاء في كتاب عمر المختار، شیخ محمد اخضر عیساوی طرابلسی، مطبوعہ ۱۳۵۶ھ، مصر۔ شیخ طاہر احمد زاوی کی مذکورہ بالا کتاب میں درج بعض واقعات کی تصحیح میں لکھی گئی۔

عمر المختار، شیخ محمد طیب اشہب، مطبوعہ ۱۳۷۷ھ مصر

عمر المختار، شیخ عبداللہ قویری، مطبوعہ ۱۳۷۹ھ، تیونس

عمر المختار، مقاتلاً وشہیداً، شیخ یوسف ابراہیم یزیک (وفات

۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) مطبوعہ ۱۳۹۴ھ، بیروت

عمر المختار والحركة السنوسية، شیخ توفیق سلطان یوزبکی، مطبوعہ

۱۴۰۰ھ، موصل

عمر المختار من خلال الوثائق الإيطالية، شیخ رفعت عبد

العزيز سيد احمد، مطبوعہ ۱۹۸۷ء، مصر

حيات عمر المختار، شیخ محمود شلبی، مطبوعہ ۱۴۰۹ھ

عمر المختار شهيد الاسلام، شیخ محمد محمود اسماعیل، مطبوعہ ۱۴۱۲ھ،

عمر المختار شیخ شہداء المجاہدین، شیخ نجیب زبیب، مطبوعہ
۱۴۲۰ھ، بیروت

عمر المختار، شیخ رسمی عابد، مطبوعہ ۲۰۰۲ء، اردن

عمر المختار، البطل المغوار، ڈاکٹر محمد موسیٰ شریف، پہلی اشاعت
۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء دارالاندلس الخضراء جدہ، صفحات ۷۷

عمر المختار، هكذا يكون الرجال، شیخ عصام عبد الفتاح، پہلی
اشاعت ۲۰۰۸ء، دارالکتب العربی دمشق و قاہرہ، صفحات ۱۵۵
اور اس موضوع کی تیسری قسم یعنی سنوسی تحریک کی جہادی و اصلاحی
خدمات کے عمومی بیان پر عربی میں لکھی گئی کتب کے نام یہ ہیں:

الحركة السنوسية والمقاومة الوطنية، شیخ محمد بن معمر، غیر مطبوع
السنوسية دين ودولة، مصر کے اہم مؤرخ، قاہرہ یونیورسٹی میں
تاریخ کے استاذ ڈاکٹر محمد فواد شکری (وفات ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء) کی
تصنیف، جو ۱۹۴۸ء میں دارالفکر قاہرہ نے ۴۲۴ صفحات پر اور پھر
یوسف مجریسی کی تحقیق کے ساتھ ۲۰۰۲ء میں مرکز الدراسات
اللیبیہ آکسفورڈ نے ۶۵۱ صفحات پر شائع کی۔

الفوائد الجلیة فی تاریخ العائلة السنوسية الحاكمة بليبيا، شیخ
عبد المالك بن عبد القادر طرابلسی، دو جلد، جس کا اختصار ۱۳۸۵ھ /
۱۹۶۵ء میں مطبع دارالجزائر العربیہ دمشق سے ۱۱۴ صفحات پر چھپا،
نیز ان دنوں بعض اجزا کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہیں۔

ڈاکٹر سید احمد صدیقی بن محمد طیب دجانی جو ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں

فلسطین کے شہر یافا میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء میں قاہرہ

میں وفات پائی۔ انھوں نے ۱۹۶۲ء میں لیبیا سے سنوسی تحریک پر ایم

فل کیا۔ ان کا مقالہ ”الحركة السنوسية نشأتها ونموها في القرن

التاسع عشر“ نام سے پہلی بار ۱۹۶۷ء میں ۳۱۳ صفحات پر شائع ہوا۔

الحركة السنوسية واثرها الثقافي في شمال افريقيا، شیخ سید حسن

ادریسی، مطبوعہ ۱۹۷۷ء، المعهد العالی للتربية الرياضية، صفحات

۲۴۶

اثر السنوسية في الدعوة الاسلامية، شیخ عبد القادر سید عبد

الرؤف، مطبوعہ ۱۹۸۰ء، کلیۃ اصول دین، قاہرہ

السنوسية، شیخ مفتاح سید شریف، مطبوعہ ۲۰۰۸ء، دار الاستقلال،

صفحات ۴۰۴

الحركة السنوسية في ليبيا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، مطبوعہ ۱۹۹۹ء،

دار البیارق، عمان، اردن، تین جلد، صفحات ۱۱۰۹

الثمار الزكية للحركة السنوسية في ليبيا، ڈاکٹر علی محمد صلابی،

مطبوعہ ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء، مکتبہ صحابہ شارقہ، دو جلد صفحات ۸۱۴

تاریخ الحركة السنوسية في افريقيا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، مطبوعہ

۲۰۰۶ء، دار المعرفۃ، صفحات ۶۴۰

سيرة الزعيمين، محمد المهدي واحمد الشريف، ڈاکٹر علی محمد صلابی،

مطبوعہ ۲۰۰۷ء، مکتبہ عصریہ، بیروت، صفحات ۲۰۰

السنوسية في مواجهة فرنسا، حرب فرنسية ليبية منسية،
تشاد 1900 - 1902ء، فرانسیسی زبان میں *JEAN LOUIS TRIAUD*
کی تصنیف کا عربی ترجمہ از خالد محمد جھیمہ، مطبوعہ
۲۰۱۳ء، دارالفرجانی طرابلس، لیبیا، لندن، صفحات ۲۳۰

علاوہ ازیں *Dr. Nicola-A-Ziadeh*، جو امریکن یونیورسٹی
بیروت کے شعبہ تاریخ سے وابستہ تھے، ان کی انگریزی تصنیف
۱۹۵۸ء میں لیڈن نیدرلینڈ سے ۱۲۸ صفحات پر چھپی، جس کا نام یہ ہے:

Sanusiyah A Study of A Revivalist Movement In Islam

اردو زبان میں پروفیسر ڈاکٹر حافظ سید خالد محمود ترمذی نے ۱۹۸۸ء
میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ”امام سنوسی، ایک عالم دین اور مصلح“
عنوان پر پی ایچ ڈی کی سند پائی۔ نیز ان کی کتاب ”سنوسی تحریک“ نام
سے ادارہ معارف اسلامی لاہور نے ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء میں ۲۹۶
صفحات پر شائع کی۔ جس پر جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر حافظ
محمد ادریس نے پیش لفظ لکھا اور پروفیسر ظفر بخاری نے تعارف قلم بند
کیا۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سید احتشام احمد ندوی کا مضمون ”سنوسی
تحریک کی تنظیمی و نظریاتی بنیادیں“ ماہ نامہ ”معارف“ اعظم گڑھ کے
دو شماروں، مارچ ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۵، اپریل، صفحہ ۳۰۰ تا ۳۱۴ پر
مطبوع ہے۔



خواجہ حسن نظامی دہلوی نے کتاب ”شیخ سنوسی“ لکھی۔ جس کی اشاعت کے اشتہار ماہ نامہ ”نظام المشائخ“ دہلی کے دو شماروں محرم، ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ میں پیش نظر ہیں۔ جب کہ چھ اجزا پر مشتمل اس کتاب کے ابتدائی پانچ مطبوعہ حصوں کا عکس ان دنوں انٹرنیٹ میں دست یاب ہے۔ اس کتاب کا مزید تعارف و اقتباسات آگے آرہے ہیں۔

یہاں اس موضوع پر ہالی وڈ امریکہ میں انگریزی و عربی میں بنائی گئی فلم ”عمر المختار“ بھی قابل ذکر ہے، جو عرب دنیا کے ٹیلی ویژن چینلز پر آئے دن نشر ہوتی ہے۔ یہ مشہور فلم ساز و ہدایت کار مصطفیٰ عقاد کی کاوش ہے، جو ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں اردن کے دار الحکومت عمان کے ایک ہوٹل میں شادی کی ایک تقریب میں شریک تھے کہ انتہا پسندوں نے ہوٹل پر حملہ کر دیا، جس میں وفات پائی اور حلب میں قبر بنی۔ ان کی دیگر فلموں میں سیرت النبی ﷺ پر عربی و انگریزی فلم الرسالة *The Message* مشہور و معروف ہے۔ نیز فاتح بیت المقدس صلاح الدین

ایوبی پر فلم ہے۔ متعدد عالمی ایوارڈز سے نوازے گئے۔ [۱۶۸]

تحریک آزادی الجزائر کے ایک رہ نما

یہاں الجزائر کے ایک اہم مجاہد و عارف باللہ شیخ سید محمد بن عبد اللہ جیلانی کا مختصر ذکر بھی واجب ٹھہرا، جو سنوسی سلسلہ یا تحریک سے کلی طور پر تو منسلک و وابستہ نہ تھے، لیکن انھیں آزادی الجزائر میں سلسلہ کے سر تاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی کا تعاون حاصل تھا۔ شیخ سید محمد بن عبد اللہ الجزائر کے مقام عین تموشنت کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کا گھرانہ ۱۸۴۰ء میں تلمسان شہر منتقل ہوا، جہاں خاتقاہ اولاد سیدی یعقوب میں تعلیم و تدریس قرآن کریم کے شعبہ سے وابستہ تھا۔ آپ عالم، قادری مرشد، مجاہد، سیاسی رہ نما تھے اور دسمبر ۱۸۴۱ء میں فرانس نے تلمسان شہر پر قبضہ کر لیا تو استعماری طاقت نے امیر المجاہدین شیخ سید عبد القادر الجزائری کی سرپرستی میں جاری تحریک آزادی کو کم زور و ناکام کرنے کے لیے جو اقدامات اٹھائے انھی میں سے ہے کہ شیخ محمد بن عبد اللہ کو مغربی علاقوں کا حکم راں بنا کر ”سلطان“ کا لقب دیا۔ آپ فرانسیسی عزائم کو بھانپ گئے اور جہاد کا یہ راستہ اپنایا کہ حاکم ہونے کے ساتھ تلمسان میں مشہور ولی اللہ سیدی ابی مدین شعیب (وفات ۵۹۴ھ / ۱۱۹۸ء) [۱۶۹] کے مزار و مسجد میں بالعموم عبادت کا لباس پہنے معتکف رہتے تاکہ استعماری حکام کو ان کی اصل سرگرمیوں پر آگاہی نہ ہو۔ چنانچہ مجاہدین وہیں پر حاضر ہوتے اور چھاپہ مار

کارروائی کی منصوبہ بندی کی جاتی، پھر عمل کے لیے نکل کھڑے ہوتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا تا آن کہ ۱۸۴۴ء میں قابض افواج پر حقیقت منکشف ہو گئی۔ تب آپ تلمسان سے نکلنے میں کام یاب ہوئے اور وهران شہر سے ہو کر اسکندریہ مصر، پھر حجاز مقدس پہنچے اور حج زیارت کے مناسک ادا کیے۔ یہیں پر الجزائر کے جلاوطن و تارک وطن رہ نماؤں سے ملاقاتیں ہوئیں، جن میں شیخ سید محمد بن علی سنوسی نمایاں شخصیت تھے۔ چنانچہ دونوں کے درمیان مشاورت جاری رہی اور پھر موزوں وقت پر اگلا قدم اٹھانے کا انتظار رہا اور جب الجزائر سے جہادی سرگرمیوں کے منظم اور تیز ہونے کی اطلاعات آنے لگیں تو شیخ محمد بن علی سنوسی سے قبائلی رہ نماؤں اور احباب کے نام پیغامات و خطوط لے کر شیخ محمد بن عبد اللہ ۱۸۴۹ء کے آخر میں حجاز مقدس سے نکل کھڑے ہوئے اور ۱۸۵۰ء میں طرابلس لیبیا پہنچے، جہاں سے سوف نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا اور شیخ سنوسی کے عطا کردہ پیغامات متعلقہ افراد تک پہنچائے، نیز مستقبل کی منصوبہ بندی شروع کی۔ چنانچہ متعدد قبائل نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور ایک جھنڈے تلے جمع ہو گئے، تب پہلے ہدف کے طور پر علاقہ ورقہ پر قبضہ کر لیا اور ۱۸۵۱ء میں وہاں کے لوگوں نے اطاعت پر بیعت کر لی، پھر اسی مقام کو اپنی آئندہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

فرانسیسی افواج سے اگلا ٹکراؤ ۱۸۵۲ء میں بسکرہ شہر کے جنوب میں ہوا تب انھیں آپ کی بڑھتی ہوئی قوت کا اندازہ ہوا، جو ان کے لیے بڑے خطرے کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ چنانچہ اسی برس دسمبر میں اغواط نامی شہر میں بڑی جنگ ہوئی، جس میں فرانس نے ظلم و بربریت کی انتہا کر دی اور شیخ محمد بن عبد اللہ

کا لشکر پیچھے ہٹ کر ورقلہ آگیا، جہاں بکھری ہوئی قوت کو پھر سے جمع کرنے اور اغوا پر حملے کی منصوبہ بندی جاری رکھی، لیکن استعماری قوت نے وہاں سے تیونس کی حدود میں دھکیل دیا، جہاں ۱۸۶۱ء میں گرفتار کر لیے گئے اور ۱۸۶۴ء تک نظر بند رہے اور ۱۸۷۶ء میں دوبارہ گرفتار ہوئے۔ عوام کے خوف سے استعماری حکام آپ کو قتل کرنے سے گریزاں رہے، لیکن اپنے راستہ سے ہٹانے کے لیے دیگر ہر طرح کے حربے استعمال کیے۔ دوبارہ رہائی ملی تو سیاسی و انقلابی میدان سے دور ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں وفات پائی۔ ان کی جہادی سرگرمیوں میں سنوسی افراد کا بہت بڑا کردار رہا۔

آزادی الجزائر میں ملک کے خاتماہی نظام و صوفیہ کے کردار و خدمات کے بیان پر حکومت کی طرف سے جو ہر سال سیمینار منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے کا دوسرا سیمینار ۳ تا ۴ جون ۲۰۰۶ء کو شہر تلمسان کے ثقافتی مرکز میں منعقد ہوا، جس میں وهران یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبد القادر شرشار نے آپ کی شخصیت پر مقالہ بہ عنوان ”دور الحركة السنوسية في مقاومة الشريف محمد بن عبد الله“ پیش کیا [۱۷۰]

خواجہ حسن نظامی کی تحقیق و تاثرات

آپ کا اصلی نام سید علی حسن بن سید عاشق علی نظامی اور ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، وہیں پر ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔ علامہ اقبال نے ”خواجہ حسن نظامی“ لکھنا شروع کیا جس نے عام مقبولیت حاصل کر لی۔

عالم، مفسر، ادیب، قاضی، خطیب، سیاح، سیاسی رہ نما، صوفی مرشد، نام وراثت پر داز، مصور فطرت لقب تھا اور حکومت نے جنوری ۱۹۴۶ء میں شمس العلماء کا خطاب دیا۔ صوفیہ کے سلسلہ چشتیہ میں خانقاہ گولڑہ کے مرشد کبیر حضرت مولانا سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ۱۹۰۸ء میں ایک ادارہ ”حلقہ نظام المشائخ“ قائم کیا اور اگلے برس ماہ نامہ ”نظام المشائخ“ کا اجرا کیا۔ متعدد اخبارات و رسائل جاری کیے اور چھوٹی بڑی کئی سو کتب تصنیف کیں۔ جن میں قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تفسیر شامل ہیں۔ [۱۷۱]

خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۱۱ء میں بعض عرب ممالک کی سیاحت کی، جس دوران بیروت و دمشق میں دو سنوسی مشائخ سے ملاقات و استفادہ کا موقع ملا۔ وطن واپس آئے تو اس موضوع پر ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۴ء تک کے عرصہ میں اردو کتاب ”شیخ سنوسی“ لکھی۔ جو چھ حصوں پر مشتمل اور ہر حصہ کا الگ نام نیز الگ اشاعت کی گئی۔ جو مجموعی طور پر ۲۸۰ صفحات کی ہے۔ چھٹا حصہ زیر ترتیب بتایا گیا، جب کہ پانچ اجزاء کے نام و صفحات یہ ہیں:

❖ شیخ سنوسی، صفحات ۳۴

❖ کتاب الامر، یعنی امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض، صفحات ۶۴

❖ فیضان سنوسی، صفحات ۹۸

❖ تین پر ایک، یعنی تثلیث پر توحید، صفحات ۴۱

❖ ناگفتہ بہ، یعنی قیصر جرمنی کا مسلمان ہونا، صفحات ۴۲

۱۹۱۴ء تک یہ پانچوں اجزاء حلقہ نظام المشائخ دہلی کی طرف سے شائع ہو

چکے تھے بلکہ ۱۹۱۵ء میں پہلا حصہ چھٹی بار چھپا۔ نیز بتایا کہ ہندوستان کی تمام مشہور

زبانوں مثلاً بنگالی، گجراتی، مرہٹی، تلگو وغیرہ میں تراجم ہوئے۔ جیسا کہ مولانا راضی الحق عباسی نے دوسرے حصے کا گجراتی ترجمہ کیا جو چھپ چکا ہے۔

آغاز میں خواجہ حسن نظامی نے تالیف کا سبب یوں بیان کیا:

”اٹلی و ترکی کی لڑائی میں حضرت شیخ سنوسی کا نام نامی بار بار آتا ہے۔ انگریزی اخباروں کے نامہ نگار اپنی واقفیت و معلومات کے موافق حضرت شیخ کی نسبت خامہ فرمائی کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے ٹوے لاکھ ہتھیار بند مرید ہیں۔ ایک اشارہ کی دیر ہے آن کی آن میں عیسائی حکومتوں کا افریقہ سے نام مٹا دیں گے۔ کوئی لکھتا ہے سنوسی تحریک یورپ علی الخصوص عیسائیوں کے خلاف ایک زبردست اسلامی تحریک ہے جو اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ یورپ کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیوں کہ سنوسیوں نے نئی قسم کے ہتھیاروں کا چلانا خوب سیکھ لیا ہے۔ اور ان کے پاس آلات حرب و سامان جنگ کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ برسوں لڑائی کا سلسلہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ کسی کے دل میں نیکی آتی ہے تو یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ سنوسیوں سے عیسائی دنیا کو خواہ مخواہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ عابد و زاہد درویشوں کا ایک گروہ ہے جو گوشہ نشینی کا شیدا ہے۔ افریقہ کے جنگلوں میں خانقاہیں بنا کر یاد الہی میں مصروف رہتا ہے۔ اس کو ملکی جھگڑوں اور جنگ و جدل سے کچھ سروکار نہیں۔

الغرض اس قسم کے بیسیوں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ مسلمانان ہند کو جنگ اٹلی و ترکی سے قدرتی دل چسپی ہے۔ وہ جب شیخ سنوسی کا اور

ان کے مریدوں کا ذکر بار بار اس قدر پڑھتے ہیں تو شیخ سنوسی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون سے بزرگ ہیں؟ کون سے ان سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے خلفا کہاں کہاں ہیں۔ اور آیا یورپین نامہ نگاروں کے بیان کے موافق اس تحریک کا اثر ہندوستان میں بھی پہنچا ہے یا نہیں؟ چنانچہ حلقہ نظام المشائخ میں متعدد خطوط استفسار کے آئے ہیں کہ چونکہ حضرت شیخ سنوسی صوفیہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا حلقہ کو ان کی نسبت واقفیت نامہ شائع کرنا چاہیے۔ تاکہ مسلمان، عیسائی مضمون نگاروں کی متضاد باتوں کے بدلے ایک صحیح اور پختہ نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ اور ان کو اصل حقیقت سے اچھی طرح آگاہی ہو جائے۔

مجھ کو سفر مصر و شام و حجاز سے آئے ہوئے ایک مہینہ سے زائد عرصہ ہو گیا مگر جب سے آیا ہوں تندرستی ٹھیک نہیں رہتی۔ اس لیے سنوسیوں کی نسبت وہ ذاتی معلومات جو اس سفر میں حاصل ہوئی تھی آج تک شائع نہ کر سکا۔ اب بھی گو صحت اس قابل نہیں کہ تمام متفرق و منتشر یادداشتوں کو جمع کروں۔ تاہم حضرت شیخ سنوسی کی مختصر کیفیت قلم بند کیے دیتا ہوں۔ تاکہ مسلمان سنوبی تحریک کی حقیقت سے خبردار ہو جائیں اور ان کو غیر مسلم مضمون نگاروں کا محتاج نہ رہنا پڑے۔“

خواجہ حسن نظامی نے سنوبیہ کے احوال جاننے کے لیے بیروت و دمشق میں دو سنوبی مشائخ سے ملاقات و تبادلہ خیالات کیا۔ بیروت کے جس

ہوٹل میں ٹھہرے وہیں پر ایک سنوسی شیخ مقیم تھے۔ جن سے ملاقات و تفصیلی گفتگو کا موقع ملا۔ ان کا نام تو کتاب میں درج نہیں کیا لیکن پہلے حصہ میں ”ایک سنوسی بزرگ سے ملاقات“ کے زیر عنوان ان کا تعارف اور اپنے اشتیاق کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

”سنوسی ساٹھ برس کے سن رسیدہ سرخ و سفید عرب تھے۔ عمامہ کے اوپر مراکشی مشائخ کے دستور کے موافق ایک اور سفید کپڑا ڈال رکھا تھا، جو کانوں پر سے ہوتا ہوا گلے میں جمائل تھا۔ سرو قد تعظیم کو اٹھے اور اپنے برابر کرسی پر بٹھالیا۔ اور دیر تک خیریت اور ہندوستان کی حالت دریافت کرتے رہے۔ خادم قہوہ لایا اور اس کے دودھ چلے۔ لیکن میں سنوسیہ طریقہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس قدر بے چین تھا کہ یہ سب خوش اخلاقی کی باتیں زہر معلوم ہو رہی تھیں۔ چاہتا تھا کہ کہیں جلدی سے یہ سلسلہ ختم ہو اور میں ان سے سوالات شروع کروں۔“ [۱۷۲]

خواجہ صاحب دمشق پہنچے اور سنوسیوں کے اعمال جاننے کی کوشش میں ایک عرب کی راہ نمائی میں دوسرے سنوسی شیخ سے رابطہ ممکن ہوا۔ جن کا نام شیخ الیاس تیونی بتایا اور ملاقات کی ان الفاظ میں اطلاع دی:

”البتہ مغربی شیخ الیاس التونی کے پاس آپ جائے جو اسی دمشق میں رہتے ہیں۔ وہ شیخ سنوسی سابق کے فیض یافتہ ہیں شاید وہ بتا سکیں۔ چنانچہ میں دوسرے دن نشان دہی کے موافق شیخ الیاس التونی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ پر دستک دی۔ ایک حبشی خادم نے

کو اڑکھول دیے۔ اندر گیا، شیخ حجرہ سے باہر تشریف نہیں لائے تھے، اوراد میں مشغول تھے۔ کچھ دیر کے بعد برآمد ہوئے۔ نورانی چہرہ، ستراسی برس کے سن، مخمور آنکھیں، سفید لباس، مجھ پر شیخ کی ہیبت نے بڑا اثر ڈالا۔ تعظیم کو اٹھا اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔“ [۱۷۳]

الغرض خواجہ حسن نظامی نے اس کتاب میں جو مواد پیش کیا، اس کا اکثر حصہ پیشین گوئیوں اور حضرت امام مہدی کے ظہور کے اثبات پر شرعی و تاریخی دلائل پر مبنی ہے۔ محض پہلے اور تیسرے حصہ میں سنوسی تحریک کے متعلق مختصر معلومات پیش کیں۔ جو معاصر شہادت کی بنا پر اہمیت کی حامل ہیں، یہاں چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

❖ ”امام آخر الزمان یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے عقیدہ میں بہت جلدی ہونے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنے والے ہیں۔“ [۱۷۴]

❖ ”مصر میں شیخ سنوسی کی نسبت کچھ زیادہ چرچا نہیں ہے۔ تاہم وہاں یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ وسط افریقہ میں اسلام نے اپنی قدیمی وضع اختیار کر لی ہے۔ تیرہ سو برس پہلے جو تعلیم حجاز کے کوہستان میں دی گئی تھی، وہ افریقہ کے سیاہ رنگ والوں میں اپنی اصلی آواز سے بولتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔“ [۱۷۵]

❖ خواجہ حسن نظامی نے اگست ۱۹۱۱ء کو بیروت میں سنوسی خلیفہ سے یہ سوال کیا:

”کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ شیخ سنوسی کس طریقہ کے بزرگ ہیں اور ان کی نسبت جو کچھ یورپین اخبارات لکھتے ہیں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں۔“

شیخ کا جواب: ”ہمارے حضرت کو سیدنا حضرت احمد بدوی طنطاوی سے فیض پہنچا ہے۔ لیکن بیعت بعض لوگوں سے بدویہ سلسلہ میں لیتے ہیں۔ بعض سے شاذلیہ میں، بعض سے خلوتیہ و قادریہ میں۔ یورپین اخبارات جو کچھ لکھتے ہیں ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ ان کی بعض باتیں واقعی بھی ہوتی ہیں۔ میں بھی سنوسی ہوں اور اپنے سلسلہ کے کاموں سے ایک حد تک واقف ہوں۔ ہم لوگوں کی نسبت یہ خبریں مشہور کرنا کہ ہم سفید کفار کے خلاف طاقت جمع کر رہے ہیں بہتان ہے۔ نیز یہ کہنا کہ ہمارے کچھ ایسے خفی اصول ہیں جن کو سوائے سنوسیوں کے کوئی فرد بشر جان نہیں سکتا بالکل جھوٹ ہے۔ اور یہ بات کہ سنوسی تحریک ساری دنیا میں پھیلائی جا رہی ہے۔ اس کی صرف اتنی اصلیت ہے کہ ہماری جماعت کے داعی اسلامی ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ زمانہ کے قدیم و جدید تغیرات کو مشاہدہ کر کے اپنے طریقہ کے لیے بہتری کا تجربہ حاصل کریں۔ اس ضمن میں ہم کو ہر بادشاہ کے اصول جہانداری بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور اسلام کے زمانہ آئندہ کی نسبت رائے زنی کرنے اور چارہ کار کی تیاری کے لیے کمر باندھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔“

مصنف خواجہ نظامی نے سنوسی بزرگ کے اس جواب کے ضمن میں حاشیہ میں بتایا کہ ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ طنطا، قاہرہ مصر کے قریب ہے۔ سیدنا احمد بدوی کا وہیں مزار ہے۔ ممالک اسلامیہ میں حضرت کا وہی رتبہ مانا جاتا ہے جو ہندوستان میں حضرت خواجہ خواجگان اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ [۱۷۶]

✽ ایک اور سوال کے جواب میں سنوسی خلیفہ و بزرگ نے یہ فرمایا:

”ہمارے پیرو مرشد حضرت شیخ سنوسی الاعظم کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کو یورپین اخبارات کا خلاصہ سناتے ہیں اور ہر نئی کتاب کا جس کا مسلمانوں سے تعلق ہو، اقتباس حضرت شیخ کو مل جاتا ہے۔ ہمارے داعی سینکڑوں کی تعداد میں یورپ جاتے ہیں، وہاں کے چپہ چپہ سے واقف ہیں۔

اہل یورپ ہم سنوسیوں کا راز معلوم کرنے کے لیے بے چین ہیں اور یہ بے چینی اخباری نامہ نگاروں کی سنسنی خیز خبروں سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ہمارا راز کوئی مخفی راز نہیں ہے۔ ہم دنیا میں کلمہ توحید کے رشتہ کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کی تکمیل کے لیے ہم نے ان ذرائع کو بھی فراہم کر لیا ہے جو اس دور جدید میں کسی قوم کی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ اور وہ ہتھیار اور سامان جنگ ہے۔ آج ہم ایسے طاقت ور ہیں کہ اگر سارا یورپ افریقہ پر حملہ آور ہو تو ایک کافی مدت تک اس کو اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیں گے۔“ [۱۷۷]

بیروت میں اس سنوسی خلیفہ سے ملاقات کے بارے میں خواجہ حسن نظامی نے اپنے تاثرات یوں بیان کیے:

”سنوسی بزرگ کی صحبت میں چند گھڑیاں ایسی گزریں جنہوں نے کانوں کے ذریعہ دل و دماغ کو پر کیف بنادیا۔“ [۱۷۸]

۱۹۱۱ء میں سنوسی تحریک کے سربراہ شیخ سید احمد شریف سنوسی تھے۔ اور مصنف نے ”فیضان سنوسی“ کے آغاز میں ان کے متعلق اپنے احساسات کو ان الفاظ میں بیان کیا:

”سلام اس پر جو ایوان خلافت کی زینت ہے۔ جس نے تخت رسالت کی حفاظت کا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ جو دنیا کے ایک گوشہ میں چپ چاپ خدا کی یاد میں مصروف تھا۔ برکتیں نازل ہوں اس شہ سوار سیف اللہ پر، جس کو زمانہ ”سید احمد شریف سنوسی“ کے نام سے یاد کرتا ہے۔

اس درویش صادق کا کام تھا جو طرابلس، اٹلی کے کفار سے محفوظ رہا۔ اس کی جسمانی و روحانی امداد تھی جس نے اسلامی خلافت کے ہلال کو ظلمت کفر سے بچایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذکر اذکار سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ یہی وہ مقدس وجود ہے جس کے ہر سانس کے ساتھ پروردگار نے اس تاریک وقت کی ہدایت وابستہ فرمائی ہے۔ لہذا اس قدسی صفت بزرگ کے نام نامی کی نسبت سے یہ تیسرا سالہ شائع کیا جاتا ہے۔ پہلے رسالہ کا نام شیخ سنوسی اور ظہور مہدی تھا۔ دوسرے کا کتاب الامر۔ اور اس

تیسرے کا نام فیضان رکھا جاتا ہے۔ کیوں کہ اول تو فیضان تو اس مقام کا نام ہے جہاں حضرت شیخ سنوسی کا بہت بڑا زاویہ ہے۔ دوسرے چونکہ اس حصہ میں حضرت شیخ سنوسی کی روحانی تعلیمات بھی مذکور ہیں اس لیے فیضان نام بالکل بر محل اور موزوں معلوم ہوتا ہے۔“

اس حصہ کے ایک مقام پر ”وظائف شیخ سنوسی“ کے زیر عنوان اوراد و اذکار پیش کیے، جن کے آغاز میں ان عرب مشائخ کے نام ذکر کیے جنہوں نے سنوسی وغیرہ سلاسل صوفیہ میں خود خواجہ حسن نظامی کو اس سفر کے دوران خلافت عطا کی، نیز یہ وظائف مرحمت فرمائے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

”در اصل یہ وظائف شاذلیہ خاندان کے ہیں اور چوں کہ حضرت شیخ سنوسی کی بھی بڑی نسبت اس خاندان سے ہے۔ اس واسطے عموماً ان کے مریدین یہی وظائف پڑھتے ہیں۔ مجھ کو یہ وظائف دمشق میں حضرت عارف کامل شیخ محمود ابوالشامات شاذلی نے مرحمت فرمائے تھے۔ اور ہندوستان میں بیعت لینے کی اجازت و خلافت بھی عطا کی تھی۔ دمشق کے علاوہ اسی سلسلہ شاذلیہ کی خلافت مجھ کو دو جگہ سے اور ملی تھی۔ ایک طنطا علاقہ مصر میں حضرت امام العارفین سیدنا احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبدالرحیم الشاذلی کی جانب سے، اور دوسری حضرت مولانا محمد ابراہیم بن شمس الدین محمد المکی الفاسی الشاذلی نے عنایت فرمائی جو مکہ معظمہ کے مشہور خاندانی بزرگ ہیں۔

شیخ محمود ابوالشامات دمشقی اور شیخ محمد ابراہیم الحمکی کے وظائف یکساں ہیں، لیکن آخر الذکر بزرگ کے ارشاد نامہ میں ایک ورد زائد ہے جو آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

یہ وظائف شاذلیہ طریقہ کے معمولات خاص میں ہیں۔ اور سنوسی لوگ بھی عموماً یہی وظائف پڑھتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کو بھی رات دن میں کم از کم ایک بار ان کو پڑھنا چاہیے۔ اطمینان قلب اور مقاصد دارین کے لیے از بس مفید ہیں۔ اور وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے تلاوت کرنے کی توفیق دے۔ آمین!“ [۱۷۹]

اس عبارت کے بعد سنوسی وظائف کا عربی متن ”الوظيفة الشاذلية“ اور ”الوظيفة الياقوتية“ عنوانات کے تحت آٹھ صفحات پر ہے۔ [۱۸۰]

خواجہ حسن نظامی نے دمشق میں ہی شیخ الیاس تیونسی سے چند دیگر سنوسی اعمال و نقوش کی اجازت پائی لیکن وہ درج کتاب نہیں کیے۔ [۱۸۱]

✽ ”سنوسی طاقت ہے“ کے زیر عنوان حسب ذیل معلومات ورائے پیش کی:

”سنوسی فرقہ ایک جنگجو جماعت ہے۔ جس کا اثر افریقہ اور تمام بلاد عرب میں پھیلا ہوا ہے۔ قدرتی طور پر ان کو صحرائے افریقہ کا ایسا مستحکم حصار نصیب ہے جہاں یورپین طاقتوں کا کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ اگر اہل یورپ ہوائی جہازوں میں بھی بیٹھ کر حملہ کریں تب بھی کام یابی محال ہے۔ کیوں کہ صحرائے افریقہ کی ہوا اس قدر گرم ہے

کہ ہوائی جہاز والے چند گھنٹے بھی وہاں زندہ نہیں رہ سکتے۔ سنوسیوں کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ ترکوں اور تمام اہل یورپ کی نسبت نہایت جفاکش اور سادہ مزاج ہیں۔ ان کو میدان جنگ میں سوکھے گوشت کے ٹکڑے اور بکری کے دودھ کے چند گھونٹ برسوں زندہ رکھ سکتے ہیں۔ برخلاف ترکوں اور یورپین لوگوں کے جن کو خوراک کے ہزاروں صندوق درکار ہوتے ہیں۔ جن میں بسکٹ، ڈبل روٹی، کیک، سوڈا، سگریٹ وغیرہ کا ہونا لازماًت سے ہے۔ اس کے علاوہ سنوسیوں کی جماعت صرف افریقہ و عرب میں محدود نہیں ہے۔ وہ ایک ایسی مخفی اور زبردست تحریک کے بانی ہیں جس کا اثر تمام اسلامی دنیا میں خصوصاً اور تمام ایشیائی قوموں میں عموماً پھیلا ہوا ہے۔ جس سے ضرورت کے وقت سنوسی ایسے ایسے کام نکال سکتے ہیں جس کا دنیا کی کسی طاقت کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اور سب باتوں سے زیادہ یہ بات ہے کہ سنوسی سچے خدا پرست اور صاحب باطن لوگ ہیں۔ وہ سچے مسلمان کا کیر کٹر یعنی چال چلن رکھتے ہیں۔ ان کی روحانیت اسلام کی حقیقی تجلیوں کا مخزن ہے۔ ان کی تعلیم معلوم کرنی ہو، اور یہ دیکھنا ہو کہ ان کی صحبتوں اور جلسوں میں کس قسم کے ذکر اذکار ہوتے ہیں تو انور بے غازی کا یہ خط پڑھیے۔ جو انھوں نے اپنے دوست کو جرمن میں بھیجا تھا۔ اس خط سے اچھی طرح سنوسیوں کے خیالات نمایاں ہو جائیں گے کہ وہ کس دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بے ساختہ کہنا پڑے گا کہ سنوسی ہی وہ طاقت ہے جو ترکوں کی تباہی

کے بعد اہل یورپ کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھائے اور اپنے گئے ہوئے ملکوں کو واپس لے لے۔ خاص کر یہی وہ باحمیت و باطینت جماعت ہے جو تلوار کے زور سے حرمین مقدسہ کی حفاظت کر سکتی ہے اور اغیار کو ادھر رخ کرنے سے روک سکتی ہے۔

اور اس کے آثار تو ابھی سے نظر آرہے ہیں۔ طرابلس میں سنوسیوں کی خود مختار حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ترکی سلطان نے بھی ان کی تاجداری کو قبول کر لیا ہے۔ اور تمام اسلامی دنیا میں اس نئی اسلامی حکومت کا دل جوش سے خیر مقدم کیا گیا ہے۔

چنانچہ ہندوستان کی صوفی انجمن نے جو تمام مشائخ صوفیہ کی قائم مقام ہے، سنوسی حکومت کے قیام کی خبر سن کر حسب ذیل برقی پیام کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا جو ہندوستان کے اکثر نام ور

انگریزی وارد و اخبارات میں شائع ہوا تھا۔“ [۱۸۲]

یاد رہے شیخ سید احمد شریف سنوسی نے ۱۹۱۳ء میں لیبیا کے بعض حصوں پر  مشتمل سنوسی مملکت کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ اور خواجہ حسن نظامی نے ”فیضان سنوسی“ اسی برس تالیف کی، جس میں ”درویشوں کی سلطنت قائم ہو گئی“ کے زیر عنوان تمہید کے بعد اس تار کا متن شامل اشاعت کیا، یہاں تمہیدی عبارت اور تار کے متن کا ابتدائی حصہ پیش ہے:

”تمام سلسلوں کے مشائخ عظام اور محب الفقراء حضرات اس خبر سے دلی شادمانی حاصل کریں گے کہ طرابلس میں ان کے صوفی بھائی

حضرت شیخ سنوسی کی خود مختار بادشاہت کا اعلان ہو گیا۔ انور بے اس فقیر تاجدار کے سپہ سالار مقرر ہوئے ہیں۔

اسلامی تاریخ میں یہ سب سے پہلا اور سب سے ہونہار موقع ہے۔ زمانہ دنیا پرستوں کی حکومت مٹا کر دین داروں کی حکومت قائم کرتا ہے۔ حلقہ نے ایک مفصل برقی پیام اردو و انگریزی اخبارات میں شائع کرا کے کلی صوفیوں کی جانب سے اپنی سلطنت کا خیر مقدم کیا ہے۔ تار کا مضمون درج ذیل ہے:

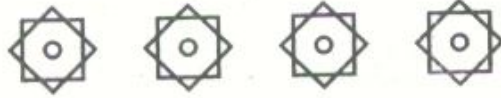
بسم الله الرحمن الرحيم

ہندوستان کے صوفی مسلمانوں نے طرابلس میں حضرت شیخ سنوسی کی خود مختار حکومت قائم ہونے کی خبر کو نہایت خوشی سے سنا۔ وہ اس کو اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی اور سب سے ہونہار درویشی بادشاہت تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ صوفیوں کے تمام سلسلے جن میں چشتی، قادری، نقشبندی، رفاعی، شاذلی وغیرہ شامل ہیں، سنوسی حکومت کو اپنی مشترکہ صوفیانہ سلطنت سمجھیں گے.....“ [۱۸۳]

یاد رہے جب ”شیخ سنوسی“ دہلی میں بیٹھ کر تصنیف و شائع کی گئی تو خطہ ہند برطانوی استعماری قوت کے ہاتھوں جکڑا ہوا تھا۔ مزید یہ کہ پہلی جنگ عظیم کے ابتدائی ایام تھے۔ گویا مقامی اور عالمی ماحول حد درجہ حساس و مسموم تھا۔ اس فضا میں اسلامی دنیا میں آزادی کے لیے چلنے والی کسی بھی تحریک

کے اعمال کی تحسین کرنا اور زیر قلم لانا آسان نہ تھا۔ چنانچہ مصنف نے ان مصائب و اندیشوں کی طرف بھی حسب ذیل تحریر میں اشارہ و ذکر کیا:

”قوم کی بہتری اور بھلائی کے لیے جیل کی ہتھکڑی اور پھانسی کی رسی کے بیچ میں بیٹھ کر رسالہ سنوسی جیسی کتاب لکھی۔“ [۱۸۴]



سنوسی مشائخ سے اسلامیانِ پاک و ہند کے تعلق کا کسی قدر ذکر اس
تحریر کے مختلف مقامات پر آچکا۔ اب اس پس منظر میں یہاں کی دو شخصیات
مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا ضیاء الدین سیال کوئی مدنی سے متعلق
بعض عبارات کی تصحیح اور پھر سنوسی سلسلہ روایت و اتصال کی چند مثالیں پیش ہیں:

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

مولانا احمد رضا بن نقی علی خاں ہندوستان کے شہر بریلی میں ۱۲۷۲ھ /
۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں وہیں وفات پائی۔ فقیہ حنفی،
مسند، نعت گو شاعر، قادری مرشد، کثیر التصانیف تھے۔ آپ کے پانچ اوصاف و
خدمات قابل ذکر ہیں: پہلی، قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا، جسے مقبولیت ملی اور کسی
حکومت کی مالی معاونت و سرپرستی کے بغیر وسیع اشاعت ہوئی۔ دوسری، اپنے
دور کی اسلامی دنیا میں عالی الاسناد شخصیت تھے۔ تیسری، اردو کی نعتیہ شاعری میں
گراں قدر بے مثل اضافہ کیا۔ چوتھی، فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار کے محشی
دمشق کے علامہ سید محمد امین بن عمر ابن عابدین (وفات ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء)
کے بعد آج تک کی اسلامی دنیا میں ان کے درجہ کا کوئی فقیہ حنفی ہمارے علم میں

نہیں۔ پانچ ویں، بارہویں صدی ہجری میں جنم لینے والی وہابی فکر کے تعاقب میں فعال پوری اسلامی دنیا کی اہم و نمایاں شخصیات میں سے تھے۔

مولانا بریلوی دوبار حج و زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ پہلی بار ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں گئے اور مکہ مکرمہ کے تین اکابر علمائے کرام سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی اور دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں سفر کیا، تب مکہ مکرمہ کے متعدد علمائے آپ سے اجازت و خلافت پائی۔ [۱۸۵]

ایک اردو مطبوعہ تحریر دیکھنے میں آئی، جس میں کہا گیا کہ شیخ سید محمد ادریس سنوسی نے مولانا احمد رضا خاں سے روایت کی اجازت پائی، جو بعد ازاں لیبیا کے حکم راں ہوئے۔ [۱۸۶]

حق یہ ہے کہ عرب علمائے فاضل بریلوی سے دوسرے سفر حرمین شریفین کے موقع پر تحریری اجازات حاصل کیں، جن کا عربی متن ”الاجازات المتینة لعلماء بكة والمدینة“ نام سے بریلی ولاہور سے بارہا شائع ہو چکا ہے، جس میں شاہ ادریس سنوسی کا نام مذکور نہیں۔ تب ان کی عمر پندرہ برس تھی اور وہ لیبیا میں تھے، جہاں سے ۱۹۱۴ء میں پہلی بار حج و زیارت کے لیے حجاز مقدس آئے۔ یوں سید ادریس اور مولانا بریلوی کے درمیان ملاقات ثابت نہیں، اور دونوں کے درمیان مراسلت و رابطہ کے بارے میں بھی کوئی ثبوت موجود نہیں۔ لہذا اجازت کا دعویٰ درست نہیں۔

مولانا ضیاء الدین احمد سیال کوئی مدنی

خطہ پاکستان کے شہر سیال کوٹ کے گاؤں کلاس والا میں ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جہاں قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مسند، قادری مرشد، محبت رسول اللہ ﷺ میں نمایاں، عرب و عجم کے اکابر علما و مشائخ سے اجازت و خلافت پائی۔ وطن سیال کوٹ، لاہور، پیلی بھیت اور بریلی میں تعلیم و تربیت پائی اور ۱۳۱۴ھ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت کی، بعد ازاں خلافت سے نوازے گئے اور ۱۳۱۸ھ میں ہندوستان سے ہجرت کر کے بغداد پہنچے، جہاں نو برس قیام کے بعد ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں حجاز مقدس کی راہ لی اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ بغداد اور حجاز مقدس میں عرب علما و مشائخ سے اخذ کیا، پھر وفات تک عرب و عجم کے علما و طلباء آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر استفادہ اٹھاتے رہے۔ [۱۸۷]

سنوسی تحریک و سلسلہ کے تیسرے رہ نما شیخ سید احمد شریف سنوسی سے مولانا ضیاء الدین مدنی نے ۱۳۳۵ھ میں اجازت و خلافت پائی [۱۸۸]، پھر آخر تک ان سے روابط رہے جیسا کہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے نام لکھے گئے ایک خط کا عکس پیش نظر ہے [۱۸۹] اور جیسا کہ گزر چکا شیخ احمد سنوسی کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آئندہ دور میں شاہ لیسیا سید محمد ادریس سنوسی نے مولانا ضیاء الدین مدنی سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت و خلافت پائی۔ [۱۹۰]

بہ قول بعض مولانا ضیاء الدین مدنی نے شیخ سید احمد شریف سنوسی کے استاذ و نانا شیخ سید عمران بن برکہ سے اجازت پائی۔ اور جیسا کہ گزر چکا انھوں نے ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں لیبیا میں تقریباً سو برس کی عمر میں وفات پائی۔ تب مولانا مدنی کی عمر محض سترہ برس اور لاہور میں مولانا غلام قادر ہاشمی بھیروی (وفات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) کے ہاں زیر تعلیم تھے اور ابھی ہندوستان کے کسی استاذ و شیخ سے روایت کی اجازت نہیں ملی تھی۔ لہذا، لیبیا میں موجود سید عمران سے بہ راہ راست اخذ کرنے کا دعویٰ درست نہیں، بلکہ بعد ازاں ان کے شاگرد و نواسہ شیخ سید احمد شریف سنوسی سے اخذ کیا۔

دیگر نے نام ”احمد عمران ابن برکہ“ لکھا، [۱۹۱] جو کاتب کی غلطی ہے۔ لیبیا کے مشاہیر اور سنوسی تحریک کے اکابر کے بارے میں جو کتب کاتب سطور کے پیش نظر ہیں ان میں احمد عمران نامی کسی شخصیت کا ذکر نہیں۔

مزید کہا گیا کہ مولانا ضیاء الدین مدنی نے سنوسی تحریک کے دوسرے رہ نما و سجادہ نشین شیخ سید محمد مہدی سنوسی سے ۱۳۱۹ھ میں اسلامی علوم میں روایت کی اجازت و خلافت پائی، [۱۹۲] جب کہ حق یہ ہے کہ مذکورہ برس وہ چاڑ میں تھے، جہاں جہادی عمل عروج پر تھا اور اگلے برس وہیں شہادت پائی۔

دوسرے مقام پر ہے کہ مولانا ضیاء الدین مدنی نے شیخ سید احمد بن عبد القادر ریفی سے بھی ۱۳۲۸ھ میں اجازت پائی، [۱۹۳] جب کہ انھوں نے ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں لیبیا میں ہی بیاسی برس سے زائد عمر میں وفات پائی، تب مولانا مدنی کو مدینہ منورہ وارد ہوئے دو سال ہونے کو تھے اور باہم ملاقات و مراسلت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہذا بہ راہ راست اخذ کرنے کی بجائے ان کے

جلیل القدر شاگرد شیخ احمد شریف سنوسی سے اخذ کیا اور جیسا کہ گزر چکا، ان کے پوتا کا نام بھی احمد ریفی تھا، نیز عالم تھے۔ شیخ سید احمد عرف حمیدہ بن محمد بن احمد بن عبد القادر ریفی نے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں احقر کاتب سطور کی رائے و تحقیق یہ ٹھہری کہ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی کا سنوسی سلسلہ روایت شیخ سید احمد شریف سنوسی کے توسط سے ان کے تین اساتذہ شیخ سید عمران بن برکہ، شیخ سید محمد مہدی سنوسی، شیخ سید احمد بن عبد القادر ریفی سے متصل ہے، بہ راہ راست نہیں۔

اسلامیانِ پاک و ہند کا سنوسی سلسلہ روایت

اب سنوسی مشائخ سے پاک و ہند کے علما و مشائخ کے سلاسل روایت و اتصال کی چند مثالیں اس وضاحت کے ساتھ پیش ہیں کہ یہاں کی انہی شخصیات میں سے متعدد کا سنوسی سلسلہ روایت و اسانید دیگر طرق سے بھی باہم متصل ہے، جس کا اندراج تفصیل طلب ہے۔

یاد رہے اسلامی علوم میں شاگرد کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں: پہلی قسم میں وہ شاگرد جس نے ایک استاذ سے کچھ علوم و کتب پڑھ کر سلاسل روایت میں اجازت بھی پائی، اور یہ استاذ و شاگرد کی اقسام میں اعلیٰ درجے کا تعلق و اتصال ہے۔ دوسری قسم، کسی شخصیت کے عالی الاسناد یا علم و فضل میں نمایاں ہونے کی بنا پر محض سلسلہ روایت سے اتصال و حصول برکت کے لیے زبانی یا تحریری اجازت حاصل کرنا، لیکن ان سے کوئی کتاب و علم نہیں پڑھا۔ تیسری قسم میں وہ شاگرد

جس نے ایک استاذ سے علم تو حاصل کیا، لیکن روایت کی اجازت نہیں پائی اور فقی اعتبار سے یہ شاگردی کی ادنیٰ قسم ہے۔ علاوہ ازیں، شرعی علوم میں اجازت لینے اور دینے والے، دونوں افراد کے لیے اسلام کے بنیادی عقائد پر ایمان و یقین، نیز عاقل ہونا شرط میں سے ہے۔ یہاں مذکورہ بالا پہلی دونوں اقسام میں سلسلہ کے سر تاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی سے اتصال کے نمونے ملاحظہ ہوں:

❖ لکھنؤ کے کثیر التصانیف عالم، صاحب کتاب ”الفوائد البہیة“ مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی (وفات ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء) عن مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ، صاحب کتاب ”السحب الوابلة“ شیخ محمد بن عبد اللہ ابن حمید عنزی شرقی (وفات ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء) عن صاحب الطريقة شیخ سید محمد بن علی سنوسی (وفات ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء)

❖ صاحب کتاب ”سیف الاسلام المسلول“، مولانا شاہ عبد القادر بدایونی (وفات ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) عن مفتی احناف مکہ مکرمہ و مصنف، شیخ جمال بن عبد اللہ (وفات ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء) عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

❖ فقیہ ہند مولانا احمد رضا خاں بریلوی (وفات ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) عن مفتی احناف مکہ مکرمہ و صاحب مجموعہ فتاویٰ شیخ عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج (وفات ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) [۱۹۴] عن مفتی احناف شیخ جمال بن عبد اللہ

❖ مولانا حکیم عبد الاحد محدث پبلی بھیتی (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) عن شیخ الخطباء والائمہ مسجد حرم مکی، شیخ احمد بن عبد اللہ ابوالخیر مرداد حنفی (وفات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء) عن شیخ جمال بن عبد اللہ

✽ مسند لاہور و مصنف مولانا علی احمد سندھیلوی (وفات ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۳ء)
 عن شارح صحیح بخاری مولانا غلام رسول رضوی (وفات ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء) عن
 محدث پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی لائل پوری (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)
 عن محدث مصر و مصنف شیخ سید محمد حافظ بن عبد اللطیف تيجانی (وفات
 ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء) عن محدث مراکش و صاحب کتاب ”فهرس الفهارس
 والاثبات“، مسند الدینا شیخ سید محمد عبدالحی بن عبد الکبیر کتانی (وفات ۱۳۸۲ھ /
 ۱۹۶۲ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی و شیخ سید فالح بن محمد ظاہری مدنی

✽ بہاء الدین زکریا لاہیری چکوال کے بانی و سرپرست پیر انور حسین
 شاہ (وفات ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء) عن مفتی قطنہ شیخ سید عبد اللہ بن ابراہیم غلائی
 دمشق (وفات ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء) عن مفتی قطنہ و مصنف شیخ سید ابراہیم بن محمد
 خیر غلائی (وفات ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء) عن شیخ سید احمد بن محمد شریف سنوسی
 (وفات ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء) عن شیخ سید عمران بن برکہ زلیطنی (وفات
 ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء) و شیخ سید احمد بن عبد القادر ریفی (وفات ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)
 و شیخ سید محمد مہدی سنوسی (وفات ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) و شیخ سید محمد شریف
 سنوسی (وفات ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء) چاروں عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

✽ محدث و مفسر مولانا غلام رسول سعیدی (وفات ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء)
 عن مولانا سید احمد سعید کاظمی (وفات ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) عن مولانا مصطفیٰ رضا
 خاں بریلوی (وفات ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) عن قاضی مکہ مکرمہ و مدرس مسجد حرم
 شیخ سید ابو حسین محمد بن عبد الرحمن مرزوقی (وفات ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء) عن
 محدث و مسند مدینہ منورہ شیخ علی بن ظاہر و تری حسنی (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

عن شیخ ابو الحسن محمد بن خلیل قاقچی (وفات ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء) عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

چشتی خانقاہ گولڑا کے سجادہ نشین مولانا سید عبدالحق شاہ عرف چھوٹے لالہ جی (پیدائش ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء) عن مسند و مصنف مولانا محمد عبد الباقی انصاری لکھنوی مہاجر مدنی (وفات ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء)، عن مسند و مصنف شیخ سید ابوالنجاح فالح بن محمد ظاہری مدنی (وفات ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء) عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

دارالعلوم مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع خوشاب کے ناظم مولانا محمد عبدالحق بندیالوی (پیدائش ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء) عن مولانا یار محمد بندیالوی چشتی (وفات ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۷ء) عن مولانا محمد حسین الہ آبادی اجیری (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء) عن فلسفی اسلام و صاحب تصانیف کثیرہ شیخ سید محمد بن عبد الکبیر کتانی شہید (وفات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء) عن شیخ سید عبد الکبیر بن محمد کتانی (وفات ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء) عن شیخ سید محمد بن عبد الواحد کبیر کتانی (وفات ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راول پنڈی کے بانی و سرپرست مولانا ابوالخیر سید حسین الدین شاہ چشتی (پیدائش ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) عن مسند مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی (وفات ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

ہندوستان میں اہل سنت کے سب سے بڑے مدرسہ سنی ثقافت مرکز کالی کٹ صوبہ مالا بار کے بانی و سرپرست مولانا ابو بکر بن احمد قادری اشہری

شافعی (پیدائش ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء) عن مسند العصر و محدث، صاحب تصانیف کثیرہ، دارالعلوم دینیہ مکہ مکرمہ کے نگران اعلیٰ شیخ ابو الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی (وفات ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) و عالمی مبلغ اسلام، مسند و مصنف شیخ سید احمد مشہور بن طہ احمد باعلوی حضری (وفات ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء) دونوں عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

❖ مولانا محمد اختر رضا خاں بریلوی (پیدائش ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء) عن مصنف و مفتی مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی و مصنف مولانا ابراہیم رضا خاں بریلوی (وفات ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) دونوں عن مصنف مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی (وفات ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) عن مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ و مصنف شیخ محمد عابد بن حسین مالکی (وفات ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء) عن مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ و مصنف شیخ حسین بن ابراہیم مالکی ازہری (وفات ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء) عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

❖ چشتی خانقاہ بھیرہ، نیز دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے سرپرست مولانا پیر محمد امین الحسنات شاہ (پیدائش ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) عن مفسر قرآن کریم مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری (وفات ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء) عن صوفی شہیر مولانا خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (وفات ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) عن محدث حریم شریفین شیخ عمر حمدان محرسی مالکی (وفات ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء) عن شیخ سید فالح بن محمد ظاہری مدنی

✽ عالمی دعوتِ اسلامی کراچی کے بانی و سرپرست مولانا محمد الیاس عطار قادری (پیدائش ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) عن مولانا مفتی وقار الدین رضوی (وفات ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء) عن مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

✽ ادارہ منہاج القرآن لاہور کے بانی و کثیر التصانیف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (پیدائش ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) عن شیخ حسین بن احمد عسیران شافعی نقش بندی صید اوی ثم بیروٹی (وفات ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء) عن نائب مفتی لبنان شیخ سید محمد عربی بن محمد مہدی عزوزی ادربیسی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

✽ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے سرپرست و مصنف، مولانا محمد محبت اللہ نوری (پیدائش ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء) عن ملکہ لبیبہ شیخہ سیدہ فاطمہ شفا بنت شیخ سید احمد شریف سنوسی (وفات ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

✽ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے سابق پروفیسر، مدرسہ سعیدیہ غوثیہ چکوال کے بانی و مہتمم ڈاکٹر عبدالواحد ازہری (پیدائش ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء) عن شیخ سید عبدالغنی بن صالح جعفری (وفات ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء) عن مصنف و نعت گو شاعر شیخ سید صالح بن محمد جعفری (وفات ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۸ء) عن شیخ سید محمد شریف بن عبدالعالی بن احمد بن ادریس فاسی (وفات ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) عن شیخ سید عبدالعالی بن احمد بن ادریس فاسی (وفات ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء) عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

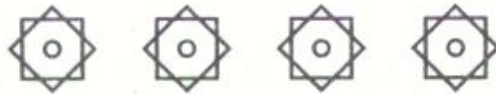
❖ لاہور کے پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سیدی ازہری (پیدائش ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) عن محدث مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری (وفات ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء) عن شیخ سید مالک سنوسی (وفات ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء) عن شیخ سید عربی سنوسی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

❖ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین مولانا شاہ محمد انس نورانی (پیدائش ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) عن عالمی مبلغ اسلام مولانا شاہ احمد نورانی (وفات ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء) عن عالمی مبلغ اسلام و مصنف مولانا محمد عبد العلیم صدیقی میر ٹھی مہاجر مدنی (وفات ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

❖ ادارہ مسعودیہ کراچی کے نگراں صاحب زادہ محمد مسرور احمد مجددی (پیدائش ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) عن محقق شہیر پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد مجددی (وفات ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء) عن محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی (وفات ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء) عن شاہ لبیبہ شیخ سید محمد ادریس سنوسی (وفات ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء) عن شیخ سید محمد مہدی سنوسی شہید و شیخ سید احمد بن عبد القادر ریفی دونوں عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی

❖ نقش بندی مجددی خانقاہ دہلی کے سجادہ نشین صاحب زادہ شاہ ابوالنصر انس فاروقی (پیدائش ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) عن مصنف و مربی مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی ازہری دہلوی (وفات ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی

◉ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے مولانا محمد نعیم اللہ نوری (پیدائش ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) عن تریم حضر موت یمن کے شافعی عالم، مسند و مبلغ، صاحب کتاب ”نیل المقصود فی مشروعیۃ زیارة نبی اللہ ہود علیہ السلام“ شیخ سید سالم بن عبد اللہ شاطری (پیدائش ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء) عن شیخ سید علوی بن عباس مالکی (وفات ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) عن شیخ سید احمد شریف سنوسی ◉ انجمن ضیاء طیبہ کراچی سے وابستہ مفتی اکرام المحسن فیضی (پیدائش ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء) عن شیخ سید ادیس بن محمد بن جعفر کتانی (پیدائش ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء) و شیخ سید محمد فاتح بن محمد مکی کتانی (پیدائش ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) دونوں عن شیخ سید احمد شریف سنوسی



آخر میں واضح رہے کہ "سنوسی" لقب سے ملقب تین مشہور شخصیات کا صوفیہ کے سلسلہ و تحریک سنوسیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک سید محمد بن یوسف سنوسی (وفات ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء) جو الجزائر کے شہر تلمسان کے باشندہ، اہل سنت عالم و صوفی، چالیس سے زائد کتب کے مصنف، جن میں ام البواہین عرف العقیدۃ السنوسیۃ ان کی پہچان و متداول ہے۔ ان کے احوال پر شاگرد شیخ محمد بن ابراہیم الملالی تلمسانی (۸۹۷ھ / ۱۴۹۱ء میں زندہ) کی تصنیف "المواہب القدسیۃ فی المناقب السنوسیۃ" کے مخطوط کا عکس ان دنوں انٹرنیٹ میں ہے۔ دوسرے شیخ سید عبد اللہ بن ادیس سنوسی (وفات ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۷ء) جو

مراکش کے شہر فاس کے باشندہ، غیر مقلد عالم، منکر تصوف اور ملک میں وہابی فکر کے اولیں اہم مبلغ تھے۔ ان کے حالات پر شیخ ابو العلاء بدر بن عبداللہ عمرانی طنجی (پیدائش ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۵ء) کی تصنیف ”الشیخ عبداللہ السنوسی رائد المدرسة الاثریة“ دارالحديث الکتانیہ طنجہ و بیروت نے ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں ”مجموع فیہ المنتقى من فوائد ابی القاسم الزنجانی“ نامی مجموعہ کے ضمن میں شائع کی۔ تیسرے عبداللہ سنوسی (پیدائش ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء) جو لیبیا کے مقتول صدر کرنل معمر قذافی کے ہم زلف ہیں اور طویل عرصہ ملک کے خفیہ محکمہ کے سربراہ رہے۔ اور کہا گیا کہ قذافی حکومت کے اہم ستون، ان کا سایہ، کان، دایاں ہاتھ بلکہ بلیک بکس ہیں۔ لیبیا میں انقلاب کے بعد ملک سے بھاگ نکلے لیکن ۱۶ مارچ ۲۰۱۲ء کو موریطانیہ کے دارالحکومت نواکشوط سے گرفتار ہوئے پھر لیبیا کی نئی حکومت کے سپرد کیے گئے۔ جہاں عدالت نے ۲۰۱۵ء کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ ان کے کارناموں پر ملک کے نام ور صحافی مجدی احمد حسین کامل (پیدائش ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) کی کتاب ”عبداللہ السنوسی، الصندوق الاسود للقذافی“ ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں دارالکتب العربی نے شائع کی۔



حوالہ جات و حواشی



[۱]

حضرت ابوالحسن شاذلی کے احوال پر لکھی گئی چودہ عربی کتب کے نام ”معجم العلماء والمشاهیر“ کے صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲ پر دیے گئے ہیں، جن میں سے دو راقم سطور کے پیش نظر ہیں / شیخ علی سالم عمار شرقاوی (وفات ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء) کی ”ابو الحسن الشاذلی، عصرہ تاریخہ علومہ تصوفہ“ پہلی جلد مطبع دار التالیف قاہرہ نے ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں ۲۷۲ صفحات پر اور دوسری جلد ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں ۲۲۲ صفحات پر شائع کی، کل صفحات ۴۹۴ / اور شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود شاذلی (وفات ۱۳۹۸ / ۱۹۷۸ء) کی ”المدرسة الشاذلیة الحديثة و امامها ابوالحسن الشاذلی“ جس پر سال اشاعت درج نہیں، جب کہ تکمیل تالیف ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۸ء میں کی گئی اور دار الکتب الحديثة قاہرہ نے ۴۳۲ صفحات پر شائع کی / علاوہ ازیں نئی تالیف ڈاکٹر شیخ محمد بن مہدی تسمانی کی ”الامام سیدی ابو الحسن الشاذلی“، جو پہلی بار ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء میں دار الکتب علمیہ بیروت نے ۱۵۲ صفحات کے مجموعہ میں صفحہ ۵۳ تا ۹۳ پر طبع کرائی۔ نیز / ائمد العین، تکملہ صفحہ ۱۴۶، ۲۴۰ / الاعلام، جلد ۴ صفحہ ۳۰۵ / البطولة والفداء عند الصوفیة، صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۴ / الرؤی الشریفہ، صفحہ ۳۰، ۳۶، ۴۹، ۵۷ تا ۵۸، ۷۹، ۸۸، ۱۰۶ /

شجرة النور الزكية، صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۷ / صفحات من جہاد
الصوفية والزهاد، صفحہ ۷۸ تا ۷۹ / طبقات الشاذلية، صفحہ ۲۷
تا ۷۸ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ
۲۲۲ تا ۲۲۳ / معجم المؤلفين، جلد ۲، صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸ /

موسوعة اهل الذكر بالسودان، جلد ۱، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۷

[۲] شیخ ابن ناصر درعی کے حالات: الاعلام، جلد ۷، صفحہ ۶۳ تا ۶۴ /

شجرة النور الزكية، صفحہ ۳۱۳ / كلمة الرائد، جلد ۲، صفحہ ۲۲۳ تا
۲۲۴ / معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۶۲۲

[۳] حضرت خضر کی نبوت وزندہ ہونے پر مراکش کے مشہور محدث وفقیہ

شیخ سید عبد اللہ بن محمد صدیق غماری (وفات ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء) نے
کتاب ”اثمد العین بیان نبوة الخضر واسم ذی القرنین“
لکھی، جس پر شیخ عبد اللہ حلیمی حسن شریف نے تحقیق انجام دی اور پہلی
بار ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں دار الفتح عمان اردن نے ۲۵۹ صفحات پر
شائع کی۔ محقق نے اس پر تاملہ لکھا، جس میں ان اہل اللہ کے احوال
پیش کیے جن سے مختلف ادوار میں حضرت خضر کی ملاقات ہوئی۔ یہ
تاملہ ”ذکر من اجتمع بالخضر من الصحابة والعلماء
والصالحين“ عنوان سے صفحہ ۲۴۶ تا ۲۹۹ پر درج ہے۔

ادھر نبوت و حیات خضر کے مسئلہ پر فریقین کی جانب سے لکھی گئی
بیالیس کتب کے نام ”معجم العلماء والمشاهیر“ صفحہ ۲۷۷ تا
۲۷۹ پر دیے گئے ہیں۔

سید المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی خواب اور حالت بیداری میں اہل ایمان کو زیارت کے اثبات پر علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی (وفات ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) کی تحریر ”تنویر الحک فی امکان رؤیة النبی والملك“ الحاوی للفتاویٰ کے صفحہ ۶۵۹ تا ۶۷۳ پر ہے۔ جب کہ محمد اظہر الدین علیمی نظامی نے اردو ترجمہ کیا جو مرکز البحوث الاسلامیہ لکھنؤ نے ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء میں پہلی بار عربی متن کے ساتھ ۹۶ صفحات پر شائع کیا۔ اور شیخ محمد مختار بن احمد انیال کی ”تحذیر العامی الجہول من انکار رؤیة الاولیاء للرسول صلی اللہ علیہ وسلم“ کا قلمی نسخہ موریتانیہ کے شہر ولاتہ میں چار صفحات پر، جس کا سال کتابت ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء ہے / نیز سوڈان کے دار الحکومت خرطوم کی مرکزی مسجد کے سابق مدرس و خطیب شیخ حامد احمد بابکر (۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۰ء میں زندہ) کی ”جواز الاجتماع بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی البقعة والاخذ منه“ ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ کے تیس صفحات پر ہے / متحدہ عرب امارات کی ریاست دبئی کے سابق مدیر محکمہ اوقاف بدرجہ وزیر ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبد اللہ مانع حمیری کی ”رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق الی قیام الساعة، تعقیب علی رأی الشیخ مصطفى الزرقا لتخصیصه رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالصحابہ الکرام“ جو وزارت اوقاف دبئی نے ۴۳ صفحات پر شائع کی، سال اشاعت درج نہیں۔ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے

اردو ترجمہ کیا جو ”خواب میں دیدارِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہاریں قیامت تک جاری رہیں گی“ نام سے ”ضیائے حرم“ شمارہ اگست ۲۰۰۳ء صفحہ ۲۸ تا ۷۱ پر اور پھر کتابی شکل میں رضا اکیڈمی لاہور نیز صفہ فاؤنڈیشن لاہور نے شائع کیا / علاوہ ازیں معاصر شیخ محی الدین طعمی کی کتاب ”معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في النوم واليقظة“ دار الكتب العلمية بیروت نے دوسری بار ۲۰۰۹ء میں ۳۲۸ صفحات پر شائع کی / اور موجودہ دور کے ہی شیخ مجددی سید عبد العزیز کی ”الرؤى الشريفة، الذين راؤا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام“ جو ۲۰۰۹ء میں ہی پہلی بار دار العالم العربی قاہرہ نے ۱۲۰ صفحات پر نشر کی۔ بہاء الدین زکریا لاہیری چکوال میں آخر الذکر دونوں کتب موجود ہیں / علاوہ ازیں شیخ صلاح الدین عبد الحمید الہادی کا مضمون ”أُبرى النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقظة“ بھی قابل ذکر ہے، جو جامعہ ازہر قاہرہ کے ترجمان رسالہ ”الازھر“ شمارہ ستمبر ۱۹۸۴ء کے صفحہ ۲۰۳۸ تا ۲۰۴۴ پر چھپا / ادھر خواب و حالت بیداری میں زیارت کے موضوع پر لکھی گئی اٹھائیس سے زائد کتب کے نام معجم الموضوعات المطروقة جلد ۲، صفحہ ۱۲۶۹ تا ۱۲۷۰ پر دیے گئے ہیں۔

اردو میں مولانا ابوالحسنات قطب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”رفع الوسوسة والاحتمال عن رؤية النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الارتحال“ لکھنؤ سے پہلی بار ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء میں

چھی تھی۔ اب ماہ نامہ ”سوئے حجاز“ لاہور میں قسط وار اشاعت جاری اور پہلی قسط شمارہ اگست ۲۰۱۲ء صفحہ ۴۵ تا ۵۱ پر ہے۔

[۵] شیخ سید عبدالعزیز دباغ کے حالات پر شیخ سید نور الہدیٰ محمد نبیل بن محمد ابراہیمی شاذلی اندلسی تطوانی نے کتاب ”المولیٰ عبد العزیز و کتاب الابریز“ لکھی۔ نیز / الاعلام، جلد ۴ صفحہ ۲۸ / جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۸ تا ۱۰۶۸ / زیارات مراکش، صفحہ ۶۱، ۷۴ تا ۹۴ / ضیائے حرم شمارہ جولائی ۲۰۱۶ء، ص ۶۶، ڈاکٹر منظور احمد ازہری اور ڈاکٹر محمد نعیم الدین ازہری کا مضمون ”حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ العالی کا دورہ مراکش“ / طبقات الشاذلیۃ، صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۳ / المطرب فی مشاہیر اولیاء المغرب، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۷ / معجم المطبوعات العربیۃ والمغربیۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۹ تا ۱۰۱۰ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۸ / معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۱۷۰

[۶] معلوم رہے عرب دنیا میں ”ادریسی“ کی اصطلاح ولقب دو معنی و مفہوم میں رائج ہے: ایک ادریسی النسب اور دوسری ادریسی الطريقة۔ اول الذکر سے مراد حضرت سید ادریس اول بن عبد اللہ بن حسن ثنی بن حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم (وفات ۱۷۷ھ / ۷۹۳ء) کی نسل ہے۔ جو عارف باللہ اور مراکش میں سلطنت ادریسیہ کے بانی تھے۔ مراکش کے ہی شہر فاس سے ستر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع شہر زرهون میں مزار مشہور ہے اور روالپنڈی کے علامہ افتخار احمد

حافظ قادری نومبر ۲۰۰۷ء میں ان کے مزار پر حاضر ہوئے، پھر وہاں کے احوال اور مزار کی رنگین تصویر اپنے سفرنامہ میں پیش کیے۔ آپ کے حالات پر عربی میں متعدد مستقل کتب لکھی گئیں۔ (دیکھیں: الاعلام، جلد ۱ صفحہ ۲۷۹ / زیارات مراکش، صفحہ ۶۲، ۹۶ تا ۹۷ / معجم العلماء والمشامیر، صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

سادات ادریسیہ کے زعمائے ۲۰۱۰ء میں باہم رابطہ کے لیے ایک عالمی تنظیم ”الرابطۃ العالمیۃ للشرفاء الادارسة“ قائم کی، جس کا مرکزی دفتر مراکش کے شہر رباط میں ہے۔ اور ۱۸ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۰ء کو اس کا چار روزہ عالم گیر اجتماع سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کے ایک ہوٹل میں منعقد ہوا، جس میں دنیا بھر سے ادریسی النسب علما و مشائخ، مفکرین و دانش ور، اور زعماء کے علاوہ دیگر اکابر امت شریک ہوئے۔ پاکستان سے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے سربراہ صاحب زادہ محمد امین الحسنات شاہ چشتی حفظہ اللہ تعالیٰ شریک ہوئے۔ بعض شرکا نے سوڈان کے صدر عمر البشیر سے ملاقات کی۔ اس سیمینار کا موضوع ”الشرفاء الادارسة فی خدمة الاسلام والمسلمین“ تھا۔ (دیکھیں کمپیوٹر انٹرنیٹ بہ عنوان ”صورة فعاليات الرابطۃ العالمیۃ للشرفاء الادارسة“۔)

اور ”ادریسی الطریقة“ سے مراد شیخ سید احمد بن ادریس سے منسوب صوفیہ کا سلسلہ ہے۔ علاوہ ازیں ان کی نسل نے عمیر و تہامہ پر حکم رانی کی جو ”سلطنت ادریسیہ عمیر و تہامہ“ نام سے یاد کی جاتی ہے۔

اور جب کسی شخصیت کے بارے میں ”ادریسی النسب والطريقة“ لکھا اور بولا جائے تو گویا اس میں یہ دونوں اوصاف موجود ہیں۔

[۷] شیخ سید احمد بن ادریس قاسی عراقی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ

۶۷۲ تا ۶۷۳ / اتحاف المطالع، جلد ۱، صفحہ ۱۶۴ / ائمد العین،

تکملہ صفحہ ۲۰۶ / الاعلام، جلد ۱ صفحہ ۹۵ / اعلام المغرب العربی،

جلد ۷ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۸ / اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۲۰ تا ۲۱ /

جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۴۴۷ تا ۴۷۷ / حدائق الزهر،

صفحہ ۱۱۹ تا ۱۳۴ / حلیۃ البشر، جلد ۱، صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۰ / الدیباچ

الخصروانی، صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۷ / شجرة النور الزکیة،

صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۷ / طبقات الشاذلیة، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵ /

عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۷۴ تا ۹۰ / الفوائد الجلیة جلد ۱ صفحہ ۲۱

تا ۳۴ / فیض الملک الوهاب، جلد ۱، صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۹ /

مجموعۃ احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵ / المطرب

فی مشامیر اولیاء المغرب، صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲ / معجم

المطبوعات العربیة والمعریة، جلد ۱، صفحہ ۳۹ تا ۴۰ / معجم من

رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵ / معجم

المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۰ / المناظرة الکبریٰ، صفحہ ۷۳ تا

۷۹ بقلم محقق / موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد ۲،

صفحہ ۵۵۲ تا ۵۶۴ / نزہة الفکر، جلد ۱، صفحہ ۱۸۵ / النفس

الیمانی، صفحہ ۱۷۵ تا ۱۸۴

[۸] شیخ سید یحییٰ بن محسن نعمی صبیہ کے قریب گاؤں دہنا میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی اور قبر بنی۔ والد گرامی عالم جلیل تھے۔ ان سے تعلیم کے بعد شمالی یمن کے شہر صنعا پہنچے اور اکابر علما سے اخذ کیا، پھر مکہ مکرمہ کی راہ لی، جہاں حدیث وغیرہ علوم پڑھے۔ مفتی، صوفی، ماہر انساب، پروقار شخصیت، حکام و عوام میں مقبول اور علاقہ میں فتویٰ کے مرجع تھے۔ مزید حالات: الدیبا ج الخسروانی، صفحہ ۴۰۷ تا ۴۰۸ / عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۸۸۲ تا ۸۸۶ / فیض الملک الوہاب جلد ۳، صفحہ ۱۹۹۴

[۹] شیخ سید عبدالرحمن بن سلیمان اہل ۱۱۷۹ھ / ۱۷۶۶ء میں یمن کے علمی و روحانی شہر زبید میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ محدث یمن، مسند العصر، مؤرخ، شاعر، فقیہ شافعی پھر اجتہاد کا راستہ اپنایا۔ علوم تصوف کے ماہر اور ادق عبارات کے حل میں کمال تھا۔ زبید شہر کے مفتی تھے۔ متعدد تصنیفات میں ”النفس الیمانی“ مطبوعہ ۳۲۰ صفحات مشہور و مقبول ہے، نیز والد کی تصنیف المنہل الروی پر حاشیہ لکھا۔ آپ کے حالات پر شیخ سعد بن عبد اللہ سہیل نے ۱۲۶۳ھ میں کتاب ”فتح الرحمن فی مناقب سیدی عبد الرحمن بن سلیمان“ لکھی جس کا قلمی نسخہ مکتبہ سعیدیہ ہندوستان میں ہے۔ نیز / ابجد العلوم، صفحہ ۶۷۶ / الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۳۰۴ / حدائق الزہر، صفحہ ۷۹ تا ۷۷ / حلیۃ البشر، جلد ۲، صفحہ ۸۲۶ تا ۸۲۷ / الدیبا ج الخسروانی، صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۸ / عقود الدرر، جلد ۱

صفحہ ۴۴۸ تا ۴۶۲ / فہرس الفہارس، جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۱،
 جلد ۲، صفحہ ۶۹۵ تا ۷۰۰ / فیض الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ
 ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۵ / معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۹۰ / النفس الیمانی،
 صفحہ ۶ تا ۱۴ بہ قلم محقق

[۱۰] مولانا محمد عابد بن احمد علی سندھی، سندھ کے روحانی شہر سیہون میں
 پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ ہجرت کی وہیں وفات پائی اور قبر بنی۔ فقیہ
 حنفی، محدث، مسند العصر، نقش بندی صوفی، حکیم، یمن کے شہر زبید
 کے قاضی، پھر علمائے مدینہ منورہ کے رئیس رہے۔ حدیث، فقہ حنفی،
 عقیدہ وغیرہ موضوعات پر متعدد تصنیفات ہیں، جن میں ”حصر
 الشارد من اسانید محمد عابد“ آپ کی پہچان اور علم روایت و اسناد
 میں انتہائی اہم کتاب ہے، جو شیخ خلیل بن عثمان جبور سبعی کی تحقیق کے
 ساتھ پہلی بار ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء میں مکتبہ الرشید ریاض نے دو جلد کے
 ۷۸۲ صفحات پر شائع کی۔

سندھ یونیورسٹی جام شورو سے چار طلبانے آپ کی دوسری اہم عربی
 ضخیم کتاب ”طوالع الانوار شرح الدر المختار“ کے اجزا پر تحقیق
 کے نتیجہ میں ایم فل و پی ایچ ڈی کی اور مدرسہ مجددیہ نعیمیہ کراچی
 کے مفتی محمد جان نعیمی نے عقائد اسلام سے متعلق پانچ عربی رسائل پر
 تحقیق انجام دے کر ”الرسائل الخمس“ نام سے چار علماء مشق کی
 تقاریر کے ساتھ ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء میں دارالنعیمی کراچی سے ۴۱۹
 صفحات پر شائع کیے، نیز اردو ترجمہ مفتی اعجاز احمد قادری اویسی

(پیدائش ۱۲۰۶ھ / ۱۹۸۵ء) نے کیا جو مکتبہ غوثیہ کراچی نے ۲۰۱۳ء میں ۱۷۰ صفحات پر شائع کیا۔ ادھر حلب شام کے شیخ سائد بکد اش حنفی مقیم مدینہ منورہ نے احوال پر ”الامام الفقیہ المحدث الشیخ محمد عابد السندی الانصاری رئیس علماء المدینة المنورة“ نام سے کتاب تالیف کی، جو دار البشائر الاسلامیہ بیروت نے پہلی بار ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء میں ۵۶۰ صفحات پر شائع کی۔

[۱۱] شیخ سید محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی مکہ مکرمہ کے باشندہ تھے، جو طائف کے قریب گاؤں سلامہ میں ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے اور طائف میں وفات پائی، مکہ مکرمہ کے قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مفسر، نعت گو شاعر، سوڈان و مصر میں آباد میر غنی سادات کے جدِ اعلیٰ، وہاں کے تبلیغی سفر کیے اور شہر سنار میں متعدد افراد نے آپ کی سعی سے اسلام قبول کیا۔ مدرس مسجد حرم مکہ مکرمہ، صاحب کرامات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بیداری میں زیارت ہوئی اور اخذ کیا۔ متعدد تصنیفات میں ”تاج التفاسیر لکلام الملک الکبیر“ کے علاوہ ”مولد میر غنی“ مطبوع اور محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رائج ہے۔ آپ کے حالات پر بیٹے شیخ سید جعفر صادق میر غنی (وفات ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء) نے کتاب ”لؤلؤة الحسن الساطعة فی بعض مناقب ذی الاسرار اللامعة، ختم اہل العرفان سیدنا ومولانا السید محمد عثمان المیرغنی المکی“ لکھی، جو ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء میں مکتبہ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ نے ”النفحات

الربانیة“ نامی مجموعہ کے صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۴ پر شائع کی۔ نیز /
 الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۶۲ / جامع کرامات اولیاء، جلد ۱، صفحہ ۸۸۱ تا
 ۸۸۵ / عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۷۹۳ تا ۷۹۵ / فہرس الفہارس،
 جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۳ / فیض الملک الوہاب، جلد ۲ صفحہ
 ۱۳۹۳ تا ۱۳۹۶ / مختصر نشر النور، صفحہ ۲۹۲ / معجم
 الباطین، جلد ۱۸، صفحہ ۳۲۰ تا ۳۲۲ / معجم المطبوعات العربیة
 والمعرّبة، جلد ۲، صفحہ ۱۸۲۸ تا ۱۸۲۹ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ
 ۳۸۳ تا ۳۸۴ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه
 وسلم، صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۷ / موسوعة اهل الذكر بالسودان،
 جلد ۵، صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷

[۱۲] شیخ حسن بن احمد عاکش ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۷ء میں تہامہ یمن کے مقام ضمہ
 میں پیدا ہوئے اور ابی عریش میں وفات پائی۔ محدث، حافظ، ادیب و
 شاعر، مؤرخ یمن، تاریخ و سوانح کے موضوعات پر متعدد تصنیفات
 ہیں۔ سات سے زائد شائع ہوئیں، جن میں المناظرۃ الکبریٰ کے علاوہ
 حدائق الزہر فی ذکر الاشیاء اعیان الدھر مطبوعہ ۱۴۱۳ھ،
 صفحات ۳۲۸، الدیبا ج الخسروانی فی اخبار اعیان المخلاف
 السلیمانی مطبوعہ ۱۴۲۴ھ، صفحات ۶۵۸، اور عقود الدرر
 بتراجم علماء القرن الثالث عشر، مطبوعہ ۲۰۰۸ء دو جلد صفحات
 ۱۰۲۹۔ آخر الذکر کی تالیف ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں مکمل ہوئی اور یہ
 تیرھویں صدی ہجری میں شمالی یمن، تہامہ، مکہ مکرمہ کے ۶۲۵ مشاہیر

علمائے کرام کا تذکرہ ہے۔ محقق کتاب منکرین تصوف میں سے ہیں اور اس بارے منفی طرز کے حواشی لکھ کر اپنے افکار ٹھونسنے کی کوشش کی۔ مصنف کے مزید حالات: الاعلام، جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ / حدائق الزمر، صفحہ ۱۱ تا ۴۷ / عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۱۹ تا ۲۵ / معجم البابطين، جلد ۳، صفحہ ۷۴۴ تا ۷۴۵ / معجم المؤلفين، جلد ۱، صفحہ ۵۳۶

[۱۳] شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء میں سوڈان کے مقام دنقلہ کے قریب گاؤں کرو میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ ہجرت کی، وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلىٰ میں قبر بنی۔ عالم، مرشد کامل، شاعر تھے۔ مکہ مکرمہ سے ۱۲۶۳ھ میں وادی مصر کے مقام رشید گئے اور تبلیغ و ارشاد کے بعد واپس آئے، بعد ازاں وہاں کا دوسرا سفر کیا۔ مرشد گرامی کے احوال و آثار پر ایک سے زائد تصنیفات توثیق العری، عقد الدرالنفس نام کی ہیں، جن کا مزید ذکر دوسرے مقامات پر ملاحظہ ہو۔ آپ کے احوال پر مرید مولانا اسماعیل بن ملانواب کابلی مہاجر مکی نے کتاب ”مناقب الرشید“ لکھی، جس کا قلمی نسخہ دار الکتب ظاہریہ دمشق میں ہے۔ جب کہ شیخ ابو الفتوح محمد بن خلیل ہجرسی کی ”القصر المشید فی التوحید وفی طریقہ سیدی ابراہیم الرشید“ مطبع علمیہ قاہرہ نے پہلی بار ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۵ء میں ۱۰۴ صفحات پر شائع کی۔ نیز / الاعلام، جلد ۱ صفحہ ۴۳ تا ۴۴ / اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۴۵۱ / محلیۃ البشر، جلد ۱، صفحہ ۴۰ تا

۳۲/ فیض الملک الوہاب، جلد ۱، صفحہ ۱۴۵/ معجم المطبوعات العربیة والمعریة، جلد ۱، صفحہ ۱۵/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۳۲/ موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد ۱، صفحہ ۶۹ تا ۷۵، جلد ۲ صفحہ ۴۸۵ تا ۴۸۷/ نزہة الفكر، جلد ۱، صفحہ ۸۱ تا ۸۳

[۱۴] شریف مکہ سید عبدالمطلب بن غالب حسنی ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ وہ خلافت عثمانیہ کی طرف سے تین بار گورنر مکہ مکرمہ تعینات رہے: پہلی بار ۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ، پھر ۱۲۶۷ھ تا ۱۲۷۲ھ اور ۱۲۹۷ھ تا ۱۲۹۹ھ اور مجموعی طور پر آٹھ برس فائز رہے۔ الاعلام، جلد ۴ صفحہ ۱۵۴

[۱۵] خیر التابعین حضرت اویس بن عامر قرنی (وفات ۳۷ھ / ۶۵۷ء) یمن کے باشندہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کا دور پایا، لیکن ملاقات نہیں ہوئی اور تابعین میں سے ہوئے۔ ان کے احوال و فضائل پر عربی میں چھ سے زائد مستقل کتب مختلف ادوار میں لکھی گئیں، جن میں سے تین شائع ہوئیں، جیسا کہ مشہور فقیہ حنفی و محدث نور الدین ملا علی قاری ہروی مکی (وفات ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۶ء) کی ”المعدن العدنی فی فضل اویس قرنی“، جو ابراہیم بن عبد اللہ حازمی کی تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء میں مطبع سفیر ریاض سے ۸۷ صفحات پر چھپی۔ قبر کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں ہو سکی، تاہم عراق، شام اور یمن وغیرہ مقامات پر قبور آپ کی طرف منسوب ہیں، ان میں سے ایک مقام یمن کا گاؤں زبید ہے۔ دارالعلوم

حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑا کے صاحب زادہ محمد نعیم اللہ نوری رجب
 ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں زبید میں واقع مزار پر حاضر ہوئے پھر احوال،
 نیز مزار کی رنگین تصویر اور ماہ نامہ ”نعت“ لاہور کے مدیر راجا رشید
 محمود کی موزوں کردہ منقبت، اپنے سفر نامہ میں پیش کیے۔ نیز آپ کی
 نسبت سے ”اولیں قرنی کے دیس میں“ نام دیا۔ صفحہ ۹۰، ۱۰۷ تا
 ۱۱۷ / معجم العلماء والمشاہیر، صفحہ ۸۰

[۱۶] ”مجموعۃ احزاب واوراد و رسائل“ کی جو الگ اشاعت پیش نظر
 ہے اس میں شامل مواد کے نام، ترتیب اور ضخامت یہ ہے: المحامید
 الثمانية، صفحہ ۳ تا ۶، الاحزاب الخمسة، صفحہ ۶ تا ۵۲،
 الصلوات الاربع عشرة، صفحہ ۵۲ تا ۶۳، الحزب السیفی،
 صفحہ ۶۳ تا ۷۸، الحزب المغنی، صفحہ ۷۹ تا ۸۲، الحصون المنیعة
 النبویة، صفحہ ۸۲ تا ۹۰، القواعد، صفحہ ۹۰ تا ۹۶، الاساس، صفحہ
 ۹۶ تا ۹۹، روح السنة وروح النفوس المطمئنة، صفحہ ۱۰۰ تا
 ۱۳۶، کیمیا الیقین فی مشوق المتقین، صفحہ ۱۳۷ تا ۱۸۴،
 النفحات الالهية بالاوراد الاحمدية والنسمات المحمدية
 بفيض الامداد النبوية، صفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۶، اسماء الله الحسنی،
 صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸، حدیث بدء الخلق، صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰، نبذة
 یسيرة فی ترجمة سیدی احمد بن ادريس، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵

[۱۷] ”النفحات الربانية المشتملة على سبعة رسائل
 میر غنیہ للسادۃ المیرغنیۃ وغیرہم“ پہلی بار ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء

میں مکتبہ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ نے ۲۵۲ صفحات پر شائع کیا، جس میں شامل سات تصانیف یہ ہیں: النفحات المکیة واللمحات الحقیة فی شرح اساس الطريقة الختمیة، از شیخ سید محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی (وفات ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ء) صفحہ ۱ تا ۳۸ / لؤلؤة الحسن الساطعة فی بعض مناقب ذی الاسرار الامعة، ختم اہل العرفان سیدنا ومولانا السید محمد عثمان المیر غنی المکی، از شیخ سید جعفر صادق بن محمد عثمان میر غنی مکی (وفات ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء) صفحہ ۱ تا ۵۸۳ / مناقب شیخ الطريقة ومعدن الحقیقة الاستاذ السید محمد سرالختم المیر غنی ابن السید محمد سرالختم ابن السید محمد عثمان المیر غنی المکی الختم (وفات ۱۳۳۲ / ۱۹۱۶ء) از شیخ مصطفیٰ طوموم (وفات ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء) صفحہ ۵۹ تا ۱۰۰ / شرح الراتب المسعی الاسرار المترادفة من الدواوین الالهیة، از شیخ محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی، اپنی دوسری تصنیف الانوار المتراکمة من الحضرة الالهیة والخیرات الساریة بدعاء جملة من الاولیاء المحمدیة پر تعلیقات، صفحہ ۱۰۱ تا ۱۲۴ / النفحات القدسیة من الحضرة العباسیة فی شرح الصلاة المشیشیة، از شیخ سید عبداللہ بن ابراہیم میر غنی (وفات ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء) صفحہ ۱۲۵ تا ۱۸۰ / الجوہرۃ الفاخرة فی بیان اصل الطریق الی معرفة مالک الدنیا والآخرۃ، از شیخ عبدالرؤوف مناوی، سال

تکمیل تالیف رجب ۱۰۲۶ھ، صفحہ ۱۸۱ تا ۲۳۶ / شرح حدیث
السنة المحمدية، از شیخ احمد بن ادریس فاسی (وفات ۱۲۵۳ھ /
۱۸۳۷ء)، صفحہ ۲۳۷ تا ۲۴۴

[۱۸] الاعلام، جلد ۱ صفحہ ۹۵

[۱۹] مولانا عبدالستار بن عبد الوہاب صدیقی کے والدین دہلی سے ہجرت کر
کے مکہ مکرمہ پہنچے، جہاں ۱۲۸۶ / ۱۸۶۹ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور
مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی۔ حنفی عالم، مسند، مؤرخ، عربی میں متعدد
تصنیفات ہیں۔ عرب و عجم کے جن علما و مشائخ سے اجازت پائی ان میں
مولانا احمد رضا خاں بریلوی شامل ہیں، جن سے اجازت کا قلمی نسخہ مکتبہ
حرم مکہ مکرمہ میں زیر نمبر ۷۵۴ / ۷ محفوظ ہے۔ آپ کے احوال و
آثار پر احقر کی تحریر ”تیرھویں و چودھویں صدی ہجری کے مشاہیر کا
اہم عربی تذکرہ فیض الملک الوہاب“ عنوان سے ہے۔

[۲۰] شیخ ابو الفتوح ہجری کے حالات: الاعلام، جلد ۶ صفحہ ۱۱۸ / فیض

الملک الوہاب جلد ۳، صفحہ ۱۸۱۷ تا ۱۸۱۹ / معجم البابطين،
جلد ۱۶، صفحہ ۶۵۵ تا ۶۵۶ / معجم المطبوعات العربية
والمعربة، جلد ۱، صفحہ ۳۳۲ / معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۲۸۲ /
نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۱۵۹

[۲۱] شیخ بہاء الدین بیطار کے حالات: الاعلام، جلد ۶ صفحہ ۲۱۱ / تاریخ

علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷ / حلیۃ البشر، جلد ۱، صفحہ
۳۸۰ تا ۴۰۰، ۴۷۱ تا ۴۷۲ / معجم البابطين، جلد ۱، صفحہ ۲۶۹ تا

۲۷۱ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۴۱۷ / نثر الجواهر، جلد ۲،
صفحہ ۱۳۱۳

[۲۲] درود عظیمیہ کا عربی متن و اردو ترجمہ جامع کرامات اولیاء، جلد ۲ صفحہ
۴۷۵ تا ۴۷۷ پر ہے۔ نیز / ائمد العین، تکرملہ صفحہ ۲۰۶ /
الاحزاب الخمسة، صفحہ ۲۴ / النفحات الالهية، صفحہ ۱۸۷۔
واضح رہے درود عظیمہ اور درود عظیمیہ الگ الگ ہیں۔ اول الذکر
حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے منسوب اور دوسرا شیخ
احمد بن ادریس سے مروی ہے۔ ”ربیع الاسرار“ نامی مجموعہ میں
دونوں کے متن درج ہیں۔ اول الذکر صفحہ ۲۷۸ اور دوسرا صفحہ ۲۸۲
پر ہے۔

[۲۳] شیخ عبد الرحمن بہکلی کے حالات: الاعلام، جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ /
حدائق الزهر، صفحہ ۸۰ تا ۹۳ / الديباج الخسروانی، صفحہ
۳۰۳ تا ۳۰۷ / عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۴۱۳ تا ۴۳۲ / فیض
الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۱ تا ۱۰۱۶، ۱۰۲۲ تا ۱۰۲۵، ۱۱۳۹
تا ۱۱۴۰ / معجم البابطين، جلد ۱، صفحہ ۵۲۶ تا ۵۲۸ / معجم
المؤلفین، جلد ۲، صفحہ ۷۴

[۲۴] حدائق الزهر، صفحہ ۱۲۵

[۲۵] النفس الیمانی، صفحہ ۱۷۵

[۲۶] مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۲۰۱

[۲۷] مجموعة احزاب، صفحہ ۲۰۵

- [۲۸] المسلسلات العشرة، صفحہ اول
- [۲۹] حدائق الزهر، صفحہ ۱۱۹
- [۳۰] حدائق الزهر، صفحہ ۱۱۹
- [۳۱] حدائق الزهر، صفحہ ۱۲۲
- [۳۲] حدائق الزهر، صفحہ ۱۲۸
- [۳۳] عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۷۴
- [۳۴] عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۷۵
- [۳۵] عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۸۲
- [۳۶] ملا اسماعیل بن محمد نواب بن سعد اللہ کے والد ملا نواب (وفات ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء) وطن افغانستان سے ہندوستان آئے۔ یہاں علم حاصل کیا، اساتذہ میں مولانا فضل حق خیر آبادی شامل ہیں۔ لکھنؤ کے مقام خالص پور میں شادی کی، پھر بیٹے ملا اسماعیل و دیگر اہل خانہ کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کی۔ والد نے مکہ مکرمہ، جب کہ بیٹا نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ دونوں حنفی عالم، صوفی اور حکیم تھے۔ ملا اسماعیل کے مزید حالات: اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۹۲۱ / فیض الملک الوہاب، جلد ۱، صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲
- [۳۷] جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۲۴۷ تا ۲۴۸
- [۳۸] شیخ حسن کوہن کے حالات: اتحاف المطالع، جلد ۲، صفحہ ۲۸۹ / الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۲۲۱ / طبقات الشاذلیہ، صفحہ ۶ تا ۷ بہ قلم محقق
- [۳۹] طبقات الشاذلیہ، صفحہ ۱۸۳

- [۴۰] طبقات الشاذلیة، صفحہ ۱۸۵
- [۴۱] شیخ محمد مخلوف تیونی کے حالات: الاعلام، جلد ۷، صفحہ ۸۲ / شجرة النور الزكية، صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۹ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۴۵۵ تا ۱۴۵۷
- [۴۲] شجرة النور الزكية، صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۷
- [۴۳] الكنز الثری، جلد ۱، صفحہ ۷۸
- [۴۴] شیخ عبداللہ تلیدی مراکش کے شہر تطوان کے قریب گاؤں صاف میں پیدا ہوئے جو ماضی میں عرائش شہر کے زیر انتظام تھا۔ ادریسی النسب، مالکی عالم، داعی اجتہاد، صوفی، اور سیاح ہیں۔ شیخ سید احمد بن محمد صدیق غماری (وفات ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) کے اہم شاگرد و خلیفہ ہیں۔ ستر سے زائد تصنیفات مختلف موضوعات پر ہیں، جن میں سے چالیس کے قریب شائع ہوئیں اور مراکش کے مشہور مفسر و عارف کامل شیخ سید احمد بن محمد ابن عجیبہ (وفات ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء) نے نعتیہ قصیدہ بردہ کی شرح لکھی تھی، اس پر تحقیق انجام دی اور ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء میں دار الامان رباط نے ۳۴۴ صفحات پر شائع کی۔ آپ کے احوال و خدمات پر شاگرد شیخ حسین اشبو کی طنہی کی کتاب ”عبد اللہ التلیدی، العلامة المرئی والمحدث الاثری“ دار القلم دمشق نے پہلی بار ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں ۱۶۰ صفحات پر شائع کی۔
- [۴۵] المطرب فی مشاہیر اولیاء المغرب، صفحہ ۲۲۱
- [۴۶] عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۷۸

- [۴۷] النفس الیمانی، صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱
- [۴۸] النفس الیمانی، صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱
- [۴۹] مجموعۃ احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰
- [۵۰] الصلوات الاربع عشرۃ، صفحہ ۵۳ تا ۵۴
- [۵۱] النفحات الالہیۃ، صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۱
- [۵۲] روح السنۃ، صفحہ ۱۲۶
- [۵۳] روح السنۃ، صفحہ ۱۲۱
- [۵۴] روح السنۃ، صفحہ ۱۳۱
- [۵۵] جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۴۶۲، ۴۷۴/ عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۷۸
- [۵۶] شیخ ابو طالعہ کے حالات: عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۶/ معجم العلماء، صفحہ ۲۲/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵
- [۵۷] شیخ ابراہیم اسواس کے حالات: حدائق الزہر، صفحہ ۲۳۴ تا ۲۳۶/ عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸
- [۵۸] شیخ اسماعیل مغلس کے حالات: الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۰۹/ عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۲۲۳ تا ۲۳۳
- [۵۹] امیر علی بن مجتہل مغیری کے حالات: الدیبا ج الخسروانی، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۱۰ و دیگر صفحات
- [۶۰] قاضی مصطفیٰ جد اوی کے حالات: فیض الملک الوہاب، جلد ۳، صفحہ ۱۸۳۱ تا ۱۸۳۲

[۶۱] معلوم رہے سید صالح جعفری نام کی دو شخصیات ایک ہی دور میں گزری ہیں۔ ایک شیخ صالح بن محمد جعفری جو قاہرہ کے باشندہ اور اہل سنت عالم، نیز پیر طریقت تھے، اور دوسرے شیخ صالح بن عبدالکریم جعفری جو نجف اشرف کے باشندہ تھے، نیز بغداد میں مقیم رہے وہ شیعہ گھرانہ کے فرد اور عراق کے مشہور شاعر اور وفات سے تقریباً پچیس برس قبل بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ دونوں کا نام، نیز قبیلہ ایک، دونوں شاعر، اور ایک ہی برس میں چند ماہ کے فرق سے دونوں کی وفات ہوئی۔ اس مماثلت و مشابہت کے باعث بعض نے حالات گڈڈ درج کر دیے ہیں۔ معجم البابطين میں دونوں کے احوال ہیں۔ صالح بن محمد جعفری ازہری کے جلد ۹، صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۱، اور صالح بن عبدالکریم جعفری کے جلد ۹، صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۴ پر ہیں اور خطایہ ہوئی کہ دونوں مقامات پر حالات کے ساتھ اول الذکر کی تصویر دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ”معجم العلماء والمشاہیر“ صفحہ ۱۸۵ پر ہے کہ شیخ صالح جعفری ازہری کی شاعری پر بغدادیونی ورسٹی سے ۱۴۱۶ھ میں ”صالح الجعفری، شاعرا“ عنوان سے مقالہ برائے ایم فل لکھا گیا، جب کہ یہ مقالہ صالح جعفری بغدادی کی شاعری پر ہے۔

[۶۲] الكنز الثری، جلد صفحہ ۱۱۱

[۶۳] شیخ صالح جعفری ازہری کے حالات پر اُن کے بیٹے شیخ عبدالغنی جعفری نے کتاب ”الکنز الثری فی مناقب الجعفری“ لکھی، جس کی پہلی جلد ۱۹۹۰ء میں دار جوامع الکلم قاہرہ نے ۲۲۴ صفحات

پر شائع کی / اور ڈاکٹر محمد عبدالدائم علی سلیمان الجندی (پیدائش ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۵ء) نے آپ کے احوال پر پی ایچ ڈی کی۔ ان کا تحقیقی مقالہ ”الشیخ صالح الجعفری، حیاته وجهوده فی الحیاة الروحیة فی میزان الاسلام“ نام سے دار جوامع الکلم قاہرہ نے ۴۳۲ صفحات پر غالباً ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔ نیز / الاسوار المشرفة، صفحہ ۲۲، ۳۹۲ / ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۸۶ تا ۸۷ / معجم البابطين، جلد ۹، صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۱ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۱۴۹

[۶۴] شیخ عبدالغنی جعفری کے احوال ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

[۶۵] شیخ محمد زکی شاذلی کے حالات: دمشق کے غلامی علماء، صفحہ ۴۵ تا ۴۷ / کلمة الرائد، جلد ۲، صفحہ ۲۲۸ / معجم البابطين، جلد ۱، صفحہ ۶۶۳ تا ۶۶۶ / النهضة الإسلامية، جلد ۶، صفحہ ۳۸۰ تا ۳۹۲

[۶۶] کلمة الرائد، جلد ۲، صفحہ ۲۲۶

[۶۷] ابواب الفرج، صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۶، ۲۰۴ تا ۲۰۶، ۲۱۲ تا ۲۱۴، ۲۳۰ تا ۲۳۱

۳۸۳ تا ۳۸۱، ۲۷۳ تا ۲۷۱، ۲۳۱

[۶۸] فیض الملك الوهاب، جلد ۱، صفحہ ۱۴۹

[۶۹] جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۴۶۲ تا ۴۶۳

[۷۰] شیخ محمد بن احمد بن ادریس کے حالات: فیض الملك الوهاب،

جلد ۲، صفحہ ۱۵۸۰ تا ۱۵۸۱

[۷۱] شیخ محمد بن علی یمنی ازہری کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۳۰۳/

الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۴۳ تا ۴۴/ الفوائد الجلیة جلد ۱

صفحہ ۳۳ تا ۳۵/ فیض الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷۹ تا

۱۵۸۰/ موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد ۵، صفحہ ۱۷۸۲

تا ۱۷۸۶

[۷۲] کمپیوٹر انٹرنیٹ پر بہ عنوان ”حکم دیوان المظالم فی قضیة

املاک الادارسة بمنطقة جيزان“

[۷۳] سوڈان میں خانقاہی نظام کی تاریخ، ملک میں رائج سلاسل کا تعارف،

قدیم و جدید مشائخ صوفیہ کے حالات کے بیان پر وہاں کے قادری

مرشد شیخ سید ظہیر الباقر (پیدائش ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء) کی سرپرستی میں

متعدد دواہل علم نے مل کر ضخیم کتاب تالیف و مرتب کی، جو ”موسوعة

اهل الذکر بالسودان“ نام سے وزارت خزانہ سوڈان کے مالی

مصارف پر المجلس القومي للذکر والذاکرین نے ۱۴۲۵ھ /

۲۰۰۴ء میں پہلی بار چھ جلد کے ۲۳۴۰ صفحات پر شائع کی، جو موضوع

کے اعتبار سے اہم و مفید ہے۔

[۷۴] سوڈان میں ادریسی سلسلہ کے فروغ بارے مختصر معلومات کے لیے

دیکھیں: موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵

[۷۵] ختمیہ سلسلہ سوڈان بارے: موسوعة اهل الذکر بالسودان،

جلد ۱، صفحہ ۱۴۳ تا ۱۶۴

[۷۶] شیخ حسن ادریسی کے حالات پر شیخ محی الدین طیب عبد اللہ احمدی کی

کتاب ”المنهل الحسن فی بعض تراجم و مناقب الحسن
الادریسی“ کا قلمی نسخہ امّ درمان سوڈان کے ادریسی گھرانہ میں محفوظ
ہے۔ نیز / موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد ۳، صفحہ ۹۲۱ تا
۹۲۲، جلد ۵، صفحہ ۷۸۷ تا ۷۸۸

[۷۷] انٹرنیٹ پر عرس کی تقریبات ”الذکری السنویۃ للسید احمد
بن ادريس“ عنوان سے ہیں۔

[۷۸] مستغانم نامی شہر الجزائر کے مشہور شہر وهران سے ستر کلو میٹر اور ملک
کی مغربی جانب ہے، جہاں سے سپین کا ساحل محض ایک سو پچاس
کلو میٹر فاصلہ پر ہے۔ رومن عہد میں نام ”کاریٹا“ اور گیارہویں صدی
میں ”مورستاغ“ تھا۔ اسے ۱۵۱۶ء میں ترکی کے بحری قائد خیر الدین
بربروس نے فتح کیا اور تقریباً ۱۷۰۰ء میں سلطنت عثمانیہ میں شامل کیا
گیا، تا آں کہ ۱۸۳۲ء میں فرانس نے پورے الجزائر پر قبضہ کر لیا اور
پھر ۱۹۶۲ء میں آزادی ملی۔ اکیس ویں صدی کے اوائل میں آبادی
دولاکھ کے قریب ہے۔ مستغانم کی اہمیت و شہرت کی چار وجوہات ہیں:
پہلی، مشہور مؤرخ و فلسفی شیخ ولی الدین عبدالرحمن بن محمد ابن خلدون
(وفات ۸۰۸ھ / ۱۴۰۶ء) کچھ عرصہ اس کے نواح میں مقیم رہے۔
دوسری، سنوسی سلسلہ و تحریک کے سرتاج یہاں پیدا ہوئے۔ تیسری،
گرینیش ٹائم GMT کے لیے کھینچی گئی فرضی لکیر کے کنارہ پر واقع
عرب دنیا کا واحد مقام ہے۔ یہ لکیر زمین کو مشرق و مغرب کے دو

حصوں میں تقسیم کرتی ہے، جس کا مرکز لندن کے قریب مقام گرینچ ہے جہاں سے GMT وقت طے ہوا۔ یہ لکیر مستغانم سے پندرہ کلو میٹر فاصلہ پر اسٹیڈیائی مقام سے گزرتی ہے۔ مستغانم کی چوتھی وجہ شہرت اس کا ساحلی شہر ہونا ہے جہاں ہر سال ہزاروں سیاح آتے ہیں۔ (الشرق الاوسط، شمارہ ۱۱ جنوری ۲۰۱۲ء، صفحہ ۲۸، عادل بوعکاز کی تحریر ”مستغانم الجزائریة، المدينة العربية الوحيدة التي يمر بها خط غرينش“)

[۷۹] جغنبوب، لیبیا کے شہر طرابلس سے ملحق علاقہ و صوبہ برقہ میں واقع ہے، جہاں کے دیگر شہروں میں البیضاء، اجدابیا، الکفرة، درنہ اور تیل سے مالا مال شہر طبراق واقع ہیں۔ جغنبوب کی بنیاد شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے رکھی اور یہ ایک خانقاہ و جہادی مرکز کے طور پر جانا گیا، جہاں لاتعداد حفاظ قرآن کریم، مجاہدین تیار کیے گئے۔ یہاں شیخ سید احمد شریف سنوسی، شیخ عمر المختار شہید کی خدمات نمایاں رہیں۔ یہ طبراق سے جنوب مشرق میں تقریباً ۲۸۶ کلو میٹر فاصلہ پر واقع ہے اور ۲۰۰۶ء میں آبادی ۲۷۸ تھی۔

[۸۰] شیخ سید عبدالقادر بن محی الدین الجزائری ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۷ء میں الجزائر کے علاقہ معسکر کے گاؤں قیطنہ میں پیدا ہوئے۔ امیر المجاہدین، مالکی عالم، ادیب و شاعر، مدرس، مصنف، قادری مرشد تھے۔ آپ ۱۲۳۶ھ میں تعلیم کی غرض سے الجزائر کے شہر وهران پہنچے اور ۱۲۴۱ھ میں والد کے ہم راہ حج و زیارت کے لیے وطن سے نکلے پھر دو

حج ادا کرنے کے بعد ۱۲۴۳ھ میں واپس آئے۔ اس دوران دمشق میں عارف باللہ مرشد کبیر مولانا ضیاء الدین خالد بن احمد کردی عثمانی (وفات ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء) سے نقش بندی مجددی میں اور پھر بغداد میں سجادہ نشین و نسیب الاشراف شیخ سید محمود بن زکریا گیلانی (وفات ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء) سے قادری سلسلہ میں اجازت پائی۔ فرانس نے ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں الجزائر پر غاصبانہ حملہ کیا تو والد کی سرپرستی میں جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے پھر عمر بھر اسی تلخ پر رہے جس باعث قید و جلا وطنی کا سامنا کرنا پڑا۔ وطن سے نکلے تو عثمانی دار الخلافہ استنبول سے ہوتے ہوئے بالآخر ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۶ء میں دمشق پہنچے، جہاں بھر پور استقبال ہوا۔ آپ سیدھے شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی ابن عربی اندلسی (وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) کے مزار پر پہنچے اور دمشق میں ہی سکونت اختیار کی، جس دوران جہادی سرگرمیوں، درس و تدریس اور سماجی خدمات جاری رکھیں۔ آپ ۱۲۷۳ھ میں القدس الشریف حاضر ہوئے اور فلسطین، لبنان، مصر، برطانیہ، فرانس وغیرہ کے دورے کیے، اور ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۳ء میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں عارف باللہ شیخ محمد بن محمد فاسی مہاجر مکی (وفات ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۲ء) سے شاذلی سلسلہ میں خلافت پائی۔ امیر المجاہدین سعد عبدالقادر الجزائری دمشق میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، کتاب الشفا، الفتوحات المکیہ وغیرہ کتب کا درس کیا کرتے۔ فتوحات مکیہ کا قلمی نسخہ خود مصنف شیخ الاکبر کے قلم سے ترکی کے شہر قونیہ میں محفوظ تھا،

چنانچہ شیخ الجزاری نے اس سے تقابل و تصحیح کے لیے ذاتی نسخہ چند شاگردوں کو سونپ کر قونیہ روانہ کیا جو مقصد میں کام یاب ہو کر واپس آئے پھر آپ اسی کا درس دیا کرتے۔ امیر المجاہدین سید عبدالقادر کی نظم و نثر میں چند تصنیفات ہیں، جن میں المواقف الروحیة والفیوضات السبوحیة مشہور، جو ۱۳۴۴ھ میں قاہرہ اور ۱۳۹۶ھ میں دمشق سے چھپی۔ آخر عمر میں مرض غالب آیا تو دمشق کے نواح میں گاؤں دمر منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ دوسرے روز جسدِ خاکی دمشق لایا گیا اور نماز جنازہ میں تیس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی، نیز جنازہ کے راستہ پر مزید ہزاروں افراد نے استقبال کیا۔ شیخ الاکبر کے پہلو میں قبر بنی۔ وفات کے تقریباً سٹی برس بعد وطن الجزائر ۳ جولائی ۱۹۶۲ء کو فرانس سے آزاد ہوا تو تحریکِ آزادی میں آپ کی خدمات تازہ ہوئیں پھر اہل وطن کی خواہش پر ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں جسدِ خاکی دمشق سے ایک پر وقار جلوس کے ہمراہ الجزائر منتقل کیا گیا۔ ادھر شیخ الاکبر کے پہلو میں علامتی مزار آج بھی جوں کا توں محفوظ ہے اور ۱۹۹۳ء میں لی گئی رنگین تصویر ”مشیدات دمشق“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ آپ کے احوال پر لکھی گئی بیس سے زائد کتب کے نام معجم العلماء والمشامیر، صفحہ ۵۸۸ تا ۵۸۹ پر ہیں۔ جیسا کہ بیٹا شیخ سید محمد پاشا الجزاری دمشقی (وفات ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء) کی ”تحفة الزائر فی مآثر الامیر عبدالقادر واخبار الجزائر“، جو پہلی بار مطبع غرزوزی اسکندریہ مصر سے ۱۹۰۳ء

میں دو جلد کے ۶۴۶ صفحات پر چھپی۔ پہلی جلد آپ کی جہادی سر
 گرمیوں اور دوسری علمی و قلمی خدمات کے بیان پر ہے۔ علاوہ ازیں
 عبد اللہ جندی نے ”کفاح الامیر عبدالقادر الجزائری ضد
 الفرنسيين في الجزائر“ عنوان پر ۱۳۸۳ھ میں قاہرہ یونیورسٹی
 سے ایم فل کیا۔ نیز / الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۴۵ تا ۴۶ / البطولة
 والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۷ / حلیۃ البشر، جلد ۲،
 صفحہ ۸۸۳ تا ۹۱۵ / شجرة النور الزكية، صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷ /
 صفحات من جهاد الصوفية والزهاد، صفحہ ۶۷ تا ۷۰ /
 علماء دمشق واعيانها، جلد ۲، صفحہ ۷۸۸ تا ۸۱۷ / الفوائد
 الجلیة، جلد ۱ صفحہ ۴۳ تا ۴۷ / فیض الملك الوهاب، جلد ۲،
 صفحہ ۹۸۷ تا ۹۸۹ / مشيدات دمشق، صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲ /
 معجم البابطين، جلد ۱۱، صفحہ ۳۳۲ تا ۳۶۱، ۱۰۱ تا ۱۰۳، ۴۵۶ تا ۴۶۰،
 جلد ۱۲، صفحہ ۷۰۴ تا ۷۰۵، جلد ۱۶، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۳، جلد ۱، صفحہ
 ۱۰۰ تا ۱۰۱، جلد ۱۹، صفحہ ۵۹۳ تا ۵۹۵، ۶۲۹ تا ۶۳۱، جلد ۲۰ صفحہ ۷۹ تا
 ۸۰، جلد ۲۲، صفحہ ۶۶ تا ۶۷، ۹۳ تا ۹۵ / معجم المؤلفين، جلد ۲،
 صفحہ ۱۹۸ / معجم المطبوعات العربية والمعربة، جلد ۱، صفحہ ۶۹۱
 تا ۶۹۳ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ
 ۱۷۳ تا ۱۷۷ / واعظ غير متعظ، صفحہ ۶۸، ۷۸ تا ۸۰ / ضیاء
 حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱، ۵۰، شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی

کی تحریر کا ترجمہ از مولانا محمد اقبال نقش بندی، بہ عنوان ”صوفیائے کرام زاہد و مجاہد لوگ“

- [۸۱] شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۹۹ / اعلام لبیا، صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۷ / اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۵۴۱ تا ۵۴۲ / البطولة والفداء عند الصوفیة، صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹ / جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۲۵۸ تا ۲۵۹ / الجواهر الاکلیلیہ، صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۵ / الحركة السنوسیة، پہلی جلد، کل صفحات ۲۷۳ / دور الزوايا، حصہ اول، صفحہ ۷۳ تا ۷۷، ۱۰۲ تا ۱۰۳، ۳۰۰ تا ۳۰۳ / سیدی ضیاء الدین احمد القادری، دوسری اضافہ شدہ اشاعت، جلد ۱ صفحہ ۷۱ تا ۷۳ / شجرة النور الزكية، صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰ / صفحات من جهاد الصوفیة والزهاد، صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴ / عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۷۷ تا ۷۸ / فہرس الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴، ۲۲۶ تا ۲۲۷، جلد ۲، صفحہ ۶۰۲ تا ۶۰۳، ۶۶۴، ۱۰۴۰ تا ۱۰۴۹، ۱۰۵۹، ۱۰۹۷ / الفوائد الجایة، جلد ۱ صفحہ ۷ تا ۲۱، ۳۸ تا ۴۲، ۴۷ تا ۵۹، ۶۳ تا ۶۸، ۷۸ تا ۸۲، ۸۶ تا ۹۱ / مختصر نشر النور، صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴ / المسلسلات الغشرة، صفحہ ۲ تا ۲ / معجم البابطين، جلد ۱، صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۶، جلد ۱، صفحہ ۱۸۱ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۵۱۴ / موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد ۳، صفحہ ۹۶۲ تا ۹۶۳

[۸۲] شیخ صدیق کمال، نیزان کے فرزند ان کے حالات اردو کتاب ”امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ“ صفحہ ۲۹۶ تا ۳۳۶ پر ہیں، جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء میں شائع کی۔ نیز / اعلام المکین، جلد ۲، صفحہ ۸۰۹ / مختصر نشر النور، صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۱

[۸۳] شیخ جمال مکی کے حالات: الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۳۲، ۱۳۵ / اعلام المکین، جلد ۱، صفحہ ۶۸ تا ۶۹ / فہرس الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴ / فیض الملک الوہاب، جلد ۱، صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۵ / مختصر نشر النور، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲ / معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۵۰۱ / نزہۃ الخواطر، صفحہ ۱۲۸۷ / نزہۃ الفکر، جلد ۱، صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۲

[۸۴] شیخ سید محمد کبیر کتانی کے حالات پر ان کے پوتا شیخ سید محمد عبدالحی کتانی نے کتاب ”عبیر الند فی ترجمۃ سیدنا الجد“ لکھی۔ نیز / اتحاف المطالع، جلد ۱، صفحہ ۲۵۰ / الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵ / شجرۃ النور الزکیۃ، صفحہ ۴۰۳ / الشرب المحتضر، صفحہ ۹۵ تا ۹۶ / فہرس الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۲ / فیض الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷۳ تا ۱۵۷۴، ۱۶۰۰ تا ۱۶۰۱ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۴۷۰ / منطق الاوانی، صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴

[۸۵] طرابلس نام کے عرب دنیا میں دو شہر ہیں۔ ان دونوں ایک لبنان میں اور دوسرا لیبیا میں شامل ہے۔ عرب باشندے دونوں میں تمیز کے

لیے لبنان میں واقع شہر کو ”طرابلس الشام“ اور دوسرے کو ”طرابلس الغرب“ کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر انھیں انگریزی نام ٹریپولی سے یاد کیا جاتا ہے۔

[۸۶] مولانا عبدالرحیم قادری دہلوی کے حالات: نزہۃ الخواطر، صفحہ ۱۲۷۵

[۸۷] شیخ حسین مالکی اور ان کے فرزند ان کے حالات ”امام احمد رضا محدث

بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ“ صفحہ ۱۲۵ تا ۱۹۳ پر ہیں۔ نیز / الاعلام،

جلد ۲، صفحہ ۲۳۰ / اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۸۲۶ / الجواهر

الاکلیلیۃ، صفحہ ۲۹۲ / الجواهر الحسان، جلد ۱، صفحہ ۱۶۲ تا

۱۶۵ / رحمت الرحیم، صفحہ ۷۲ / فیض الملک الوہاب، جلد ۱،

صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰ / مختصر نشر النور، صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱ /

نزہۃ الفکر، جلد ۱، صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۸ / وسام الکرم، صفحہ ۱۶۱

[۸۸] شیخ محمد ابن نمید کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۲۳ / اعلام

المکیین، جلد ۱، صفحہ ۴۰ تا ۴۱ / رحمت الرحیم، صفحہ ۷۲ /

السحب الوابلۃ، جلد ۱، صفحہ ۵ تا ۱۱ بہ قلم محققین / فہرس

الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۵۱۹ تا ۵۲۰ / فیض الملک الوہاب،

جلد ۲، صفحہ ۱۴۱۸ تا ۱۴۲۰ / مختصر نشر النور، صفحہ ۲۲۳ تا

۲۲۵ / معجم البابطین، جلد ۹، صفحہ ۲۹۸، ۳۰۰ / معجم

المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۷ / نزہۃ الخواطر، صفحہ

۱۲۶۸ / وسام الکرم، صفحہ ۳۶۲

[۸۹] شیخ محمد حقی نازلی کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۹۵۵ تا

۹۵۶ / فیض الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷۷ / معجم

المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۲۶۶ / معجم المطبوعات العربیة و

المعرّبة، جلد ۱، صفحہ ۷۸۴ تا ۷۸۵ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۱۴۶

[۹۰] شیخ محمد قاوقچی کے حالات پر اُن کے شاگرد و خلیفہ شیخ سید عبدالقادر

طرابلسی مدنی کی کتاب ”ترجمة قطب الواصلین وغوث

السالکین القاوقچی الحسنی“ مطبع ادبیہ بیروت سے ۱۳۰۶ھ،

پھر ۱۳۱۸ھ میں ۱۰۱ صفحات پر چھپی۔ اب ایک خاتون سحر بنت محمد علی

ہوشر نے جناب یونیورسٹی طرابلس لبنان سے ڈاکٹر قاضی شیخ اسامہ بن

عبدالرزاق رفاعی کی نگرانی میں ”المحدث الشیخ ابو المحاسن

القاوقچی واثره فی علم الحدیث“ عنوان سے تحقیق انجام دے کر

۲۰۰۱ء میں ایم فل کیا۔ ان کا مقالہ غیر مطبوع، لیکن کمپوز شدہ ۲۸۹

صفحات پر ہے۔ نیز / الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۱۱۸ / الاعلام الشرقيّة،

جلد ۲، صفحہ ۵۸۴ تا ۵۸۸ / جامع کرامات اولیاء، جلد ۱، صفحہ ۹۰۰ تا

۹۰۱ / فہرس الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۶، ۲۵۰، ۴۴۷ /

فیض الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ ۱۲۰۷ تا ۱۳۱۲ / معجم

المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۳۶، ۲۷۸ تا ۲۷۹ / معجم المطبوعات

العربیة والمعرّبة، جلد ۲، صفحہ ۱۲۹۰ تا ۱۲۹۱ / نثر الجواهر،

جلد ۲، صفحہ ۱۱۵۷ تا ۱۱۵۹

- [۹۱] شیخ سید صالح زواوی کے حالات: اعلام المکین، جلد ۱، صفحہ ۲۸۷ تا ۲۸۸ / جہان امام ربانی، جلد ۵، صفحہ ۱۲۸، ۱۶۱ تا ۱۶۳ / مختصر نشر النور، صفحہ ۲۱۷ / مقامات خیر، صفحہ ۱۰۸، ۲۳۷ تا ۲۳۸، ۵۲۲ / وسام الکرم، صفحہ ۱۹۸
- [۹۲] علامہ محمد سعید عظیم آبادی کے حالات: نزہۃ الخواطر، صفحہ ۱۳۶۰
- [۹۳] عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۷۹۷ تا ۷۹۸
- [۹۴] شوارق الانوار، صفحہ ۸، نیز دیکھیں صفحہ ۲۳، ۱۲۱، ۱۶۶، ۱۶۷
- [۹۵] شیخ عبداللہ ابوالخیر مراد شہید اور اس گھرانہ کے دیگر علما کے حالات: امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، صفحہ ۷۳ تا ۱۲۴
- [۹۶] مختصر نشر النور، صفحہ ۴۴۳
- [۹۷] شجرة النور الزكية، صفحہ ۳۹۹
- [۹۸] کلمۃ الرائد، جلد ۲، صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵
- [۹۹] الجزائر میں خانقاہی نظام، صوفیہ اسلام کے مقبول و رائج سلاسل کے تعارف، وابستگان کی تبلیغی و جہادی خدمات، وہاں کے اکابر صوفیہ کے حالات پر شیخ صلاح مؤید عقبی کی کتاب ”الطرق الصوفیة والزوايا بالجزائر، تاریخها ونشاطها“ پہلی بار ۲۰۰۲ء میں دار البراق بیروت نے ۹۰۴ صفحات پر شائع کی، جولائی مطالعہ ہے۔ اور ”سنوسی سلسلہ کا تعارف و جہادی خدمات“ صفحہ ۱۸۲ تا ۲۰۵ پر مذکور ہیں۔
- [۱۰۰] دور الزوايا، حصہ اول صفحہ ۷۴
- [۱۰۱] المسلسلات العشرة، صفحہ ۴

- [۱۰۲] بغية المقاصد، صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳
- [۱۰۳] بغية المقاصد، صفحہ ۱۳۴ / نیز، الاساس، صفحہ ۹۸ تا ۹۹ / النفحات الالهية، صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹، ۱۹۶
- [۱۰۴] بغية المقاصد، صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۵
- [۱۰۵] مقدمة مؤطا الامام مالک، صفحہ ۳۵ تا ۳۶
- [۱۰۶] بغية المقاصد، صفحہ ۲۷۲ تا ۲۹۱
- [۱۰۷] مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲ / المسلسلات العشرة، صفحہ ۸، ۱۰ تا ۱۱ / المنهل الروی، صفحہ ۴۷ تا ۴۸
- [۱۰۸] شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے ”شفاء الصدر بأری المسائل العشر“ اپنے مرشد شیخ سید احمد بن ادريس فاسی کی اجتہادی آرا کے بیان پر لکھی، جس میں دس مسائل میں مالکی مذہب سے اختلاف کیا گیا تھا۔ اس پر مکہ مکرمہ و جامعہ ازہر قاہرہ کے مالکی اکابر کے ساتھ بحث و جدل برپا ہوا۔ شفاء الصدر کے جواب میں مصر کے شہر قنا کے قاضی عبدالرزاق نے رسالہ قلم بند کیا، جس کے رد میں شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی نے ”توثيق العری بھدی خیر الوزی“ لکھی۔
- [۱۰۹] ایقاظ الوسنان، صفحہ ۷۳
- [۱۱۰] بغية المقاصد، صفحہ ۲۷۳
- [۱۱۱] شفاء الصدر، صفحہ ۲۸
- [۱۱۲] ایقاظ الوسنان، صفحہ ۶۷، ۶۸ / بغية المقاصد، صفحہ ۸۸

[۱۱۳] عجاج نو بیہض کے حالات: اتمام الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۲۷۶ تا

۲۷۷ / تتمۃ الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۶۵، جلد ۲، صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۱ /

معجم البابطين، جلد ۱۲، صفحہ ۷۵۳ تا ۷۵۵

[۱۱۴] امیر البیان شکیب ارسلان کے حالات پر عربی میں پندرہ سے زائد

مستقل کتب شائع ہو چکی ہیں اور ظاہر محمد صکر نے بغدادیونیورسٹی سے

۱۴۱۷ھ میں ”شکیب ارسلان دورہ سیاسی“ عنوان پر ایم فل

کیا، ان کا تحقیقی مقالہ بیروت سے چھپا۔ نیز / الاعلام، جلد ۴، صفحہ

۱۷۳ تا ۱۷۵ / معجم البابطين، جلد ۹، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۱ /

معجم العلماء والمشاهیر، صفحہ ۷۷۴ / معجم المؤلفین،

جلد ۱، صفحہ ۸۱۸ تا ۸۱۹

[۱۱۵] حاضر العالم الاسلامی، جلد ۱، صفحہ ۳۲۰ تا ۳۳۱

[۱۱۶] الموسوعة المیسرة، تیسری اشاعت، جلد ۱، صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۴

[۱۱۷] ڈاکٹر مانع جہنی کے حالات: ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۵۶

[۱۱۸] الحركة السنوسية، جلد ۱، صفحہ ۴۰، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۲۵۰

[۱۱۹] شاعر جنوب محمد بن علی سنوسی کے احوال و شاعری پر تین سے زائد

کتب لکھی گئیں، جیسا کہ محمد سلیمان قسومی نے ”محمد بن علی

السنوسی حیاتہ وشعرہ“ عنوان سے ۱۴۱۴ھ میں ابن سعودیونیورسٹی

ورسٹی ریاض سے ایم فل کیا۔ نیز / اتمام الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۹۲ / تتمۃ

الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳، ۳۳۷ / معجم العلماء

والمشاهیر، صفحہ ۴۳۰

[۱۲۰] الکفرة نامی مقام لیبیا کے شہر بن غازی سے تقریباً ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر علاقہ برقہ میں واقع اور کھجور کی پیداوار میں مشہور ہے، ان دنوں آبادی ساٹھ ہزار نفوس کے لگ بھگ ہے۔

[۱۲۱] شیخ سید محمد مہدی سنوسی کے حالات: الاعلام، جلد ۷، صفحہ ۷۶ / الاعلام الشرقية، جلد ۲، صفحہ ۵۹۶ تا ۵۹۷ / اعلام لیبیا، صفحہ ۴۰۴ تا ۴۰۶ / الجواهر الاکلیلیہ، صفحہ ۳۲۰ تا ۳۲۵ / الحركة السنوسیہ، جلد ۲، صفحہ ۱۵ تا ۹۹ / سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۳، ۶۹۳ / سیرۃ الزعمین، صفحہ ۱۳ تا ۶۱ / صفحات من جهاد الصوفیة والزهاد، صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲ / الفوائد الجلیہ، جلد ۱، صفحہ ۶۰ تا ۶۲، ۷۸ تا ۸۰، ۸۵ تا ۹۱ / فیض الملک الوہاب، جلد ۳، صفحہ ۲۶۷ تا ۱۶۶۹ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۵۰۵ تا ۱۵۰۶

[۱۲۲] مہدی سوڈانی کا اصل نام سید محمد احمد بن عبد اللہ ہے، جو ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء میں سوڈان کے علاقہ دنقلہ کے جزیرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۵ء میں وہیں کے شہر ام درمان میں وفات پائی۔ عالم، مصنف، مجاہد، صوفیہ کے سلسلہ سمانیہ کے مرشد اور کہا گیا کہ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء میں ”مہدی منتظر“ کا لقب اختیار کیا پھر قبائل کو اپنی اتباع کی دعوت دی اور مجاہدین کا لشکر تیار کر کے برطانوی استعمار سے متعدد معرکے برپا کیے اور ساتھیوں نے انگریز گورنر گورڈن کو قتل کیا، جس کے بعد پورے سوڈان پر قبضہ اور ملک آزاد ہو گیا، جس کے چند ماہ

بعد وفات پائی۔ بارہ تیرہ برس بعد انگریزوں نے سوڈان پر دوبارہ تسلط
 جمالیا اور اس وقت کے انگریز جنرل کچز کے حکم پر ام درمان میں آپ
 کے مقبرہ کو تباہ کر کے جسدِ خاکی نکال کر ہڈیاں تک جلادی گئیں اور
 راکھ دریائے نیل میں بہائی گئی۔ چند برس بعد پہلی جنگِ عظیم کے
 دوران یہی جنرل کچز بحری جہاز میں تھا کہ جرمن آب دوز نے جہاز کے
 پر نچے اڑادیے اور کچز کی لاش تک نہ ملی۔ مہدی سوڈانی کے احوال پر
 لکھی گئی گیارہ کتب کے نام معجم العلماء والمشاہیر صفحہ ۹۲۷ تا
 ۹۲۸ پر دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ ابراہیم حسن سحاتہ نے ”الادارة
 المهدية بالسودان“ عنوان پر ۱۳۸۶ھ میں قاہرہ یونیورسٹی سے
 ایم فل کیا اور قبل ازیں اسی یونیورسٹی سے محمد کامل رحمانی نے ”وقائع
 الثورة المهدية“ عنوان پر ۱۳۷۹ھ میں پی ایچ ڈی کی / علاوہ ازیں
 توفیق احمد البکری (وفات ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) کی ”محمد احمد
 المہدی“ جو دار احیاء الکتب العربیہ قاہرہ نے ۱۳۶۳ھ /
 ۱۹۴۴ء میں ۱۲۸ صفحات پر شائع کی۔ نیز / الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۲۰ /
 الاعلام الشرقیة، جلد ۱، صفحہ ۳۷ تا ۳۸ / اہم عرب ممالک،
 صفحہ ۲۴۴ تا ۲۵۴ / البطولة والفداء عند الصوفیة، صفحہ ۱۹۱
 تا ۱۹۲ / حلیۃ البشر، جلد ۲، صفحہ ۸۰۱ تا ۸۲۰ / صفحات من
 جہاد الصوفیة والزہاد، صفحہ ۸۹ تا ۹۰ / معجم المؤلفین،
 جلد ۳، صفحہ ۷۷ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳۵ / واعظ غیر
 متعظ، صفحہ ۷۷

[۱۲۳] شیخ سید عمران بن برکہ کے مقام ولادت، نیز سنین ولادت و وفات میں اختلاف ہے۔ بہ قول بعض طرابلس شہر میں اور بہ قول دیگر وہاں سے دو سو کلومیٹر کے فاصلہ پر مصراتہ نامی شہر میں پیدا ہوئے اور ولادت کا سال ۱۲۱۰ھ / ۱۷۹۵ء بہ قول دیگر ۱۲۱۱ھ ہے۔ جب کہ رجب ۱۳۱۰ھ کو مصراتہ میں، بہ قول ثانی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں جنوب میں وفات پائی۔ ہم نے متن میں ان کے نواسہ کی تحریر کو ترجیح دی، جو الانوار القدسیہ میں ہے۔

[۱۲۴] شیخ عمران بن برکہ کے حالات: اعلام لبیا، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴ / الانوار القدسیہ، صفحہ ۱۸ / الجواهر الاکلیلیہ، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۰۸، ۳۱۲ / الحركة السنوسیہ، جلد ۱، صفحہ ۹۵ تا ۹۶، جلد ۲، صفحہ ۱۹ تا ۲۱، ۱۰۲، جلد ۳، صفحہ ۱۷ / حسن الوفا، صفحہ ۷۲، ۸۳ / سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۸۳ / سیرۃ الزعمین، صفحہ ۱۵ تا ۱۸، ۶۵ / شجرة النور الزکیة، صفحہ ۲۰۸ تا ۲۰۹ / الفوائد الجلیة، جلد ۱ صفحہ ۵۵، ۷۱، ۷۸ / معجم البابطين، جلد ۲۲، صفحہ ۳۲۷

[۱۲۵] شیخ سید احمد ریفی کے حالات: الانوار القدسیہ، صفحہ ۱۸ وغیرہ / الحركة السنوسیہ، جلد ۱، صفحہ ۹۸ تا ۹۹ / الدلیل المشیر، صفحہ ۵۶ / سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۴، ۲۸۲ تا ۲۸۳ / سیرۃ الزعمین، صفحہ ۱۸، ۵۵، ۵۷، ۶۵ / الفوائد الجلیة، جلد ۱ صفحہ ۷۱ تا ۷۲، ۷۳

[۱۲۶] عقد الجوهر، صفحہ ۱۷۳۳

[۱۲۷] سلطان عبدالحمید دوم بن سلطان محمود عثمانی ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں

ترکی میں پیدا ہوئے اور ۱۸۷۶ء میں عثمانی سلطنت کے حکم راں ہوئے، جس کی حدود تین بڑے اعظم: ایشیا، افریقہ اور یورپ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ۱۹۰۹ء میں معزول، پھر جلاوطن کیے گئے۔ وہ چونتیس ویں عثمانی خلیفہ تھے۔ ان کے احوال و خدمات پر عربی زبان میں بائیس سے زائد کتب لکھی گئیں، جن میں سے اکثر شائع ہوئیں اور سب کے نام معجم العلماء والمشاہیر صفحہ ۵۷۱ تا ۵۷۲ پر دیے گئے ہیں۔

نیز / الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۲۹ تا ۳۰ / حلیۃ البشر، جلد ۲، صفحہ ۷۹۷ تا ۸۲۰ / معجم الباطین، جلد ۹، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸، جلد ۱۰، صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۰، جلد ۱۲، صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۱، جلد ۱۵، صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۳ / مقامات خیر، صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱

[۱۲۸] شیخ فالح ظاہری مدنی کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۳۲۶ / اعلام

من ارض النبوة، جلد ۲، صفحہ ۱۶۳ تا ۱۷۰ / تراجم لیبیہ، صفحہ ۳۳۱ تا ۳۴۱ / الحركة السنوسیہ، جلد ۱، صفحہ ۹۶ تا ۹۷ / حسن الوفاء، صفحہ ۸۳ تا ۸۴ / الدلیل المشیر، صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۷ / فہرس الفہارس، جلد ۲، صفحہ ۸۹۵ تا ۸۹۸ / فیض الملک الوہاب، جلد ۲، صفحہ ۱۲۸۶ تا ۱۲۸۸ / المحدث الكبير العلامة السيد محمد بن جعفر الکتانی، صفحہ ۵۱۱ تا ۵۱۴ / المدهش المطرب، صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵ / معجم الباطین، جلد ۱۲، صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۶ / معجم

المؤلفين، جلد ۲، صفحہ ۶۰۹، جلد ۳، صفحہ ۵۷۹ / معجم المطبوعات
العربية والمعرية، جلد ۲، صفحہ ۱۳۳۳ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ
۱۳۰۳ تا ۱۳۰۲

[۱۲۹] شیخ محمد شریف سنوسی کے حالات: اعلام لبیا، صفحہ ۳۷۷ /
الجواهر الاکلیلیہ، صفحہ ۳۱۲ / الحركة السنوسیہ، جلد ۲، صفحہ
۷۸ تا ۸۷ / دور الزوايا ابان المقاومة والثورة التحریریة،
حصہ اول، صفحہ ۷۶ / سیرۃ الزعمین، صفحہ ۵۱ تا ۵۵ / الفوائد
الجلیة، جلد ۱ صفحہ ۶۲ تا ۶۳، ۷۱ تا ۷۲، ۸۵ تا ۸۶، ۱۰۲ تا ۱۰۵ / فیض
الملک الوہاب، جلد ۳، صفحہ ۱۶۶۹

[۱۳۰] شیخ محمد بوسیف مقرب کے حالات: اعلام لبیا، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲ /
الجواهر الاکلیلیہ، صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۳ / الحركة السنوسیة،
جلد ۱، صفحہ ۱۰۲، جلد ۲، صفحہ ۸۳ تا ۸۶، جلد ۳، صفحہ ۱۹ تا ۲۰ /
سیرۃ الزعمین، صفحہ ۵۳ تا ۵۵ / معجم الباطین، جلد ۱، صفحہ
۶۸۶ تا ۶۸۸

[۱۳۱] امیر الشعراء احمد شوقی بن علی ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء میں قاہرہ میں پیدا
ہوئے اور ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں وہیں وفات پائی۔ اپنے دور کے مشہور
شاعر، ”امیر الشعراء“ کے لقب سے جانے گئے، نیز ”شاعر اسلام“
کہلائے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۸۸۷ء میں فرانس گئے، جہاں کے ادب کا
گہرا مطالعہ کیا اور ۱۸۹۱ء میں وطن واپس آئے تو حاکم مصر خدیوی عباس
حلمی بن توفیق پاشا (وفات ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) کے دیوان شاہی میں

انگریزی زبان سے متعلق شعبہ کے سربراہ ہوئے۔ اس دوران ۱۸۹۶ء میں جنیوا میں منعقدہ مستشرقین کی عالمی کانفرنس میں حکومت مصر کی نمائندگی کی۔ پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو وطن چھوڑنا پڑا، چنانچہ ۱۹۱۵ء میں اسپین چلے گئے، جہاں ۱۹۱۹ء تک قیام رہا۔ پھر وطن آئے تو آخر عمر تک پارلیمنٹ کے رکن رہے۔ سلطان عبدالحمید کے دور میں دار الخلافہ استنبول گئے، جہاں خلیفہ کے مہمان ہوئے پھر اس بارے میں اپنے جذبات ”ضیف امیر المؤمنین“ عنوان سے نظم کیے اور نعتیہ قصیدہ ”الہمزیۃ النبویۃ“ عنوان سے ہے، نیز ۱۹۰۹ء میں قصیدہ بردہ کی تضمین ”نہج البردۃ“ موزوں کی، جسے لازوال شہرت ملی اور شیخ الازہر سلیم بن ابی فراج البشری مالکی (وفات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء) نے شرح لکھی، جو مطبوع ہے۔ امیر الشعراء کے اعزاز میں ۱۹۲۷ء میں عالمی کانفرنس قاہرہ میں منعقد ہوئی، جس کے اجلاس و تقریبات ہفتہ بھر جاری رہیں۔ تحریک آزادی ہند کے رہنما مولانا محمد علی جوہر (وفات ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء) نے لندن میں وفات پائی اور جسدِ خاکی مصر کے راستہ تدفین کے لیے القدس الشریف لے جایا گیا، اس موقع پر قاہرہ میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا، جس میں امیر الشعراء نے منقبت و مرثیہ ”مولانا محمد علی“ پیش کیا۔ چند ماہ بعد شیخ عمر المختار نے شہادت پائی تو طویل مرثیہ ”عمر المختار“ موزوں کیا۔ یہ دونوں منظومات شعری مجموعہ کی تیسری جلد میں ہیں، جو ”الشوقیات“ نام سے چار جلدوں میں ہے، نیز نظم و نثر میں مزید تصنیفات ہیں۔ امیر الشعراء کو حضرت سیدہ نفیسہ

بنت حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم (وفات ۲۰۸ھ / ۸۲۴ء) کے احاطہ مزار میں سپردِ خاک کیا گیا اور وصیت کے مطابق قبر پر ”نہج البردة“ کے دو اشعار لکھے گئے۔ امیر الشعراء کے احوال و آثار پر تقریباً اٹھاسی کتب لکھی گئیں، جن میں پندرہ سے زائد تحقیقی مقالات برائے ایم فل و پی ایچ ڈی ہیں۔ ان تمام کتب کے نام معجم العلماء والمشاہیر، صفحہ ۲۸۰ تا ۲۸۴ پر ہیں۔ نیز / الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷ / الاعلام الشرقية، جلد ۲، صفحہ ۶۵۸ تا ۶۶۳ / معجم البابطين، جلد ۲، صفحہ ۶۹۸ تا ۷۰۲ / معجم المؤلفين، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵ / معجم المطبوعات العربية والمعرية، جلد ۲، صفحہ ۱۱۵۸ تا ۱۱۵۹

[۱۳۲] شیخ عمر المختار شہید کے حالات: الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۶۵ تا ۶۶ / الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸ تا ۱۵۹ / اعلام ليبيا، صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲ / البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۸۰ / الجواهر الاكليلية، صفحہ ۳۲۸ تا ۳۵۴ / الحركة السنوسية، جلد ۳، صفحہ ۱۲۹ تا ۲۹۱ / سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۷۲۶ تا ۷۲۷ / الشوقيات، جلد ۳، صفحہ ۱۷ تا ۲۰ / صفحات من جهاد الصوفية والزهاد، صفحہ ۸۰ تا ۸۶ / معجم البابطين، جلد ۶، صفحہ ۵۶۹ تا ۵۷۱، جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۵، جلد ۱۵، صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰، جلد ۱۶، صفحہ ۶۶۷ تا ۶۶۸، جلد ۱۹، صفحہ ۶۰۹ تا ۶۱۳ / معجم العلماء والمشاہیر، صفحہ ۶۷۶ تا ۶۷۷ / نثر الجواهر،

جلد ۱، صفحہ ۹۳۹ تا ۹۴۰ / واعظ غیر متعظ، صفحہ ۷۵ تا ۷۶ / اردو نیوز، شمارہ ۲۱ جون ۲۰۰۷ء صفحہ ۵، ابوسفیان سعید کا مضمون ”اٹلی کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والے عمر المختار“ / ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱، ۵۰

[۱۳۳] سلطان محمد وحید الدین بن سلطان عبد المجید ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء میں ترکی میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک سلطنت عثمانیہ کے حکم راں رہے پھر معزول و جلاوطن کیے گئے، وہ چھتیس ویں عثمانی خلیفہ تھے۔ سوئزر لینڈ کے شہر سان ریمو میں وفات پائی اور دمشق کی مسجد سلطان سلیم کے احاطہ میں قبر بنی۔ الاعلام الشرقیة، جلد ۱، صفحہ ۴۸ / الشرق الاوسط، شمارہ ۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۳، نجدہ فتحي صفوة کا مضمون ”هذا اليوم في التاريخ، سقوط الدولة العثمانية“

[۱۳۴] شیخ سید سعید پاشا الجزا ئری ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء میں دمشق میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ عالم، ادیب، مسند تھے اور اپنے والد گرامی کے علاوہ شہر کے اکابر علمائے کرام سے تعلیم پائی، نیز شام و لبنان، الجزائر و مراکش، مصر، حجاز مقدس کے اہم علما و صوفیہ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ نثر الجواہر، جلد ۱، صفحہ ۷۳ تا ۷۷

[۱۳۵] شیخ سید محمد امین بن محمد طاہر حسینی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء میں القدس الشریف کے علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے اور بیروت میں وفات پائی وہیں قبر بنی۔ عالم جلیل، سیاسی رہ نما، معمر اور القدس الشریف کے علاوہ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر عثمانی دار الخلافہ استنبول میں واقع

ملٹری کالج میں تربیت کے بعد فوج میں افسر ہوئے۔ عثمانی عہد کے بعد ۱۹۲۲ء میں بھائی کی وفات پر ان کی جگہ خطہ فلسطین کے مفتی اعظم منتخب ہوئے۔ مسئلہ فلسطین میں ۱۹۱۷ء کے معاہدہ بلفور طے پانے سے وفات تک فعال رہے، جس باعث برطانوی استعمار تعاقب میں رہا۔ چند تصنیفات ہیں۔ مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی سے ملاقات و روابط تھے۔ الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۴۵ تا ۴۶ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۰۶۸ تا ۱۰۶۹

[۱۳۶] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۶۵۷

[۱۳۷] شیخ سیّد احمد شریف سنوسی کے حالات: الاجازة السامیة، صفحہ ۴ تا

۶ / الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۳۵ / اعلام لبیاء، صفحہ ۷۹ تا ۸۰ /

اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۰ / الانوار القدسیة،

صفحہ ۲ تا ۷ / البطولة والفداء عند الصوفیة، صفحہ ۱۸۰ تا

۱۸۲ / تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۱ / ترجمة

السید ۱۰ احمد الشریف السنوسی، ۵ صفحات / تشنیف

الاسماع، صفحہ ۶۲ تا ۶۳ / الجواهر الاکلیلیة، صفحہ ۳۵۴ تا

۳۵۷ / حاضر العالم الاسلامی، جلد ۲، صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۵،

۵۴۸ تا ۵۶۰ / الحركة السنوسیة، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱ تا ۳۴۳ /

الدلیل المشیر، صفحہ ۵۵ تا ۵۹ / دمشق کے غلامینی علماء، صفحہ ۲۲ تا

۲۴ / سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۵، ۲۲۸، ۲۸۳،

۴۷۵، ۶۵۶ تا ۶۶۱، جلد ۲، صفحہ ۱۹ / سیرۃ الزعیمین، صفحہ ۶۲ تا ۲۰۰ / صفحات من جہاد الصوفیۃ والزہاد، صفحہ ۳۶ / فہرس الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸، ۴۰۸ تا ۴۰۹ / الفوائد الجلیۃ، جلد ۱ صفحہ ۹۶ تا ۹۷ / المحدث الکبیر العلامة السید محمد بن جعفر الکتانی، جلد ۱، صفحہ ۲۶۹ تا ۲۷۰ / المدمش المطرب، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۱ / معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۱۵۱ / مقامات خیر، صفحہ ۶۹۳، ۴۰۸ تا ۴۰۹ / نثر الجواهر، جلد ۱، صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸ / واعظ غیر مُنْعِظ، صفحہ ۷۳ تا ۷۴

[۱۳۸] امیر شکیب ارسلان نے آپ کے احوال پر پہلا مضمون زندگی میں ”السید احمد الشریف السنوسی“ عنوان سے لکھا، جو ”حاضر العالم الاسلامی“ جلد ۲، صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۵ پر ہے اور دوسرا وفات کے موقع پر بہ عنوان ”بقیۃ السلف الصالح و خاتمة المجاہدین سیدی احمد الشریف السنوسی رضی اللہ عنہ“ تحریر کیا، جس کا متن مذکورہ کتاب کی جلد ۲، صفحہ ۵۳۸ تا ۵۶۰ پر درج ہے۔ علاوہ ازیں مستقل کتاب ”التعریف بمناقب سیدی احمد الشریف“ نام سے ہے۔ نیز بتایا کہ سیدی احمد شریف سنوسی نے میرے نام جو خطوط لکھے، بہ کثرت اسفار کی وجہ سے اکثر ضائع ہو گئے، پھر بھی میں کے قریب خطوط میرے ہاں محفوظ ہیں۔

[۱۳۹] امام شامل داغستانی (وفات ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۱ء) داغستان کے باشندہ، شافعی عالم، نقش بندی مرشد، شاعر تھے اور روسی استعمار کے خلاف

جہاد کی قیادت کی۔ ۱۲۷۶ھ میں گرفتار ہوئے اور عثمانی خلیفہ کی کوشش سے آزاد ہوئے اور ۱۲۸۶ھ میں دار الخلافہ استنبول میں نزہۃ الفکر کے مصنف سے ملاقات ہوئی۔ عثمانی حکومت نے وظیفہ مقرر کیا تھا۔ اسی برس وہاں سے حج زیارت کے لیے گئے اور مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے، چند ماہ بعد وہیں وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ آپ کے حالات پر عربی میں تین سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ نیز / البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۲۱۵ تا ۲۲۱ / صفحات من جہاد الصوفية والزهاد، صفحہ ۵۲ تا ۵۳ / فیض الملك الوهاب، جلد ۱، صفحہ ۶۷۸ تا ۶۷۹ / معجم العلماء والمشامیر، صفحہ ۴۵۷ / نزہۃ الفکر، جلد ۲، صفحہ ۳۳ تا ۳۴

[۱۴۰] شیخ محمد بن عبدالکریم خطابی ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء میں مراکش کے مقام اجدیر میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ حافظ، عالم، قرویین یونیورسٹی، فاس میں تعلیم پائی۔ اسپین نے مراکش پر تسلط جمایا تو ایک لاکھ مجاہدین جمع کر کے کچھ علاقہ آزاد کرایا اور اپنی حکومت قائم کی، پھر فرانسیسی استعمار سے نبرد آزما رہے، جنہوں نے ۱۹۲۶ء میں گرفتار کر کے جزیرہ رنگون بھیج دیا، جہاں بیس برس رہے تا آن کہ ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں فرانسیسی حکام نے بحری جہاز کے ذریعے مصر کی بندرگاہ پہنچایا، جہاں بعض نوجوان جہاز سے نکلنے میں کام یاب ہوئے اور قاہرہ لے گئے اور شاہ مصر نے پناہ دی۔

مزید حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷ / اہم عرب ممالک، صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵ / البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۸ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۳۲۳ تا ۱۳۲۴ / واعظ غیر متعظ، صفحہ ۹۲ / ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱، ۵۰۔
 [۱۳۱] شیخ عبد المالك طرابلسی نے شیخ احمد شریف سنوسی کے حالات ”الفوائد الجلیة فی تاریخ العائلة السنوسیة الحاكمة بليبيا“ کے ایک باب میں درج کیے۔ پھر اسی باب میں اضافہ کیا، جو ”ترجمة السيد احمد الشريف السنوسي“ نام سے پانچ قلمی صفحات پر ہیں، نیز ”الانوار القدسية“ کی جو اشاعت انٹرنیٹ پر ہے اس کے آغاز میں شامل ہیں۔

[۱۳۲] ڈاکٹر سہیل صابان بن ابراہیم حق (پیدائش ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) نے ترکی میں طباعت کے آغاز ۱۲۲۱ھ / ۱۷۹۶ء سے ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء تک تقریباً دو صدیوں میں چھپنے والی عربی کتب کے ناموں کی فہرست مرتب کی، جو ”الطباعة العربية فی تركيا“ نام سے پہلی بار ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء میں دار الفیصل الثقافية ریاض نے ایک سو صفحات پر شائع کی۔ انھوں نے ”الانوار القدسية“، ”مجموعة اوراد سیّدی احمد بن ادریس“، ”الفيوضات الربانية“ تینوں کے نام ذکر نہیں کیے، جب کہ اول الذکر دونوں کتب ترکی سے یک جا مطبوع اور راقم السطور کے پیش نظر ہیں اور تیسری سے صاحب فہرس الفہارس نے اخذ کیا تھا۔

[۱۳۳] شیخ ابراہیم غلامی اور ان کے فرزندان کے حالات و خدمات پر اردو کتاب ”دمشق کے غلامی علماء“ بہاء الدین زکریا لاہوری ضلع چکوال نے پہلی بار ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء میں ۱۲۸ صفحات پر شائع کی۔ نیز / باقیات جہانِ امام ربانی، جلد ۱، صفحہ ۴۱۳ تا ۴۱۶ / تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۶۸۷ تا ۶۹۲ / غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۸۹۳ تا ۸۹۴

[۱۳۴] شیخ عبدالحی کتانی کے حالات: اتحاد المطالع، جلد ۲ صفحہ ۵۷۸ / الاجازة السامیة، صفحہ ۹۷ تا ۹۸ / الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۸ / تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۰۲ تا ۱۱۱ / التراتیب الاداریہ، جلد ۱، صفحہ ۸ تا ۱۰ / تشنیف الاسماع، صفحہ ۲۷۸ تا ۲۸۴ / الدلیل المشیر، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۷۵ / رد علی ما قیل و نشر حق العائلة الکتانیہ الشریفہ، صفحہ ۱۶ تا ۲۹ / شجرة النور الزکیة، صفحہ ۴۳۷، ضمیمہ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷ / فہرس الفہارس، جلد ۱، صفحہ ۵ تا ۴۴ / فیض الملک الوہاب، جلد ۱، صفحہ ۸۳۹ تا ۸۴۰ / المحدث الکبیر العلامة السید محمد بن جعفر الکتانی، جلد ۱، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۷ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۳۸۷ / معجم المطبوعات العربیہ والمغربیہ، جلد ۲، صفحہ ۱۵۴۶ تا ۱۵۴۷ / مقامات خیر، صفحہ ۶۹۳، ۷۰۷ / منطق الاوانی، صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۶ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۲۹۲ تا ۱۳۰۰

[۱۳۵] شیخ عبدالرحمن کتانی کو جن اکابر سے اجازت حاصل ہے، ان میں سے بعض شخصیات کے تعارف اور اجازات کے متون پر مشتمل شیخ محمد زیاد بن عمر تھک نے کتاب مرتب کی، جو ”نیل الامانی بفہرسة مسند العصر عبدالرحمن بن عبد الحی الکتانی“ نام سے پہلی بار ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء میں دار الحدیث الکتانیہ بیروت نے ۲۰۴ صفحات پر شائع کی۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی اجازت کا قلمی نسخہ جو مراکشی رسم الخط میں ہے، اس کا عکس صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۸ پر ہے۔



الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۶۷ / تشنیف الاسماع، صفحہ ۳۷۶ تا ۳۷۸ / المحدث الكبير العلامة السيد محمد بن جعفر الکتانی، جلد ۲، صفحہ ۹۴۰ تا ۹۵۷ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۵۰۶ تا ۵۰۷ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۳۵۰ تا ۱۳۵۱

[۱۳۷] اتحاف ذوی العنایة، صفحہ ۱۲۷ تا ۱۳۰

[۱۳۸] شیخ سید علوی مالکی کے حالات پر ان کے چھوٹے فرزند شیخ سید عباس مالکی (وفات ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء) کی جمع و مرتب کردہ کتاب ”صفحات مشرقہ من حیاة الامام السيد الشريف علوی بن عباس المالکی الحسنی“ پہلی بار ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۳ء میں مطبع سفیر ریاض سے ۴۰۶ صفحات پر چھپی، جب کہ بڑے فرزند محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی نے والد کی اسانید و مرویات، نیز مشائخ کے احوال پر تین کتب لکھیں۔ پہلے ”اتحاف ذوی الهمم برفع

اسانید والدی السنیة“ جو ۱۹۶۷ء میں چھپی / پھر ”العقود
 اللؤلؤیة بالاسانید العلویة“ جو دوسری بار ۱۷۹ صفحات پر چھپی،
 سال اشاعت درج نہیں۔ بعد ازاں ”فہرست الشیوخ والاسانید
 للامام السید علوی بن عباس بن عبد العزیز المالکی
 الحسنی“ تالیف کی، جو پہلی بار ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء میں بیروت سے
 ۲۱۶ صفحات پر چھپی۔ نیز / الاسوار المشرفة، صفحہ ۵۹ تا ۸۵ /
 الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۲۵۰ / اعلام المکین، جلد ۲، صفحہ ۸۳۰ تا
 ۸۳۳ / تشنیف الاسماع، صفحہ ۳۸۲ تا ۳۸۷ / الجواهر
 الحسان، جلد ۲، صفحہ ۴۷۷ تا ۴۸۰ / سیدی ضیاء الدین احمد
 القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۸، ۶۳، ۷۳، ۷۵، ۱۱۹، ۴۳۲، ۴۷۰، جلد ۲،
 صفحہ ۲۰۶، ۴۰۹، ۴۱۰ / معجم البابطين، جلد ۵، صفحہ ۲۱۷،
 ۲۱۹، جلد ۱۳، صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۱ / معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۳۸۵ /
 نثر الجواهر، جلد ۱، صفحہ ۸۷۴ تا ۸۷۶ / وسام الکرم، صفحہ ۲۸۶
 تا ۲۸۷ / معارف رضا، شمارہ ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۰۱ تا ۲۱۳، شیخ محمد علی
 مغربی (وفات ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء) کی تحریر کا اردو ترجمہ از علامہ افتخار
 احمد قادری

[۱۴۹] ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے مقام پر واقع کتب خانہ کے بارے میں عمومی
 معلومات پر مبنی مکہ مکرمہ کے مشہور عالم و محقق ڈاکٹر شیخ عبد الوہاب بن
 ابراہیم ابو سلیمان (پیدائش ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۷ء) نے کتاب ”مکتبہ
 مکہ المکرمہ، دراسة موجزة لموقعها وادواتها ومجموعاتها“

تالیف کی، جو مکتبہ شاہ فہد ریاض نے پہلی بار ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء میں ۱۱۴ صفحات پر شائع کی۔ بعد ازاں مصنف نے اضافہ کیا اور اس مقام پر آپ ﷺ کی ولادت کے اثبات، نیز دیگر معلومات شامل کیں، پھر یہ دوسری بار ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں ”مکتبہ مکہ المكرمة قديماً وحديثاً دراسة موجزة لموقعها وتاريخها وادواتها ومجموعاتها“ نام سے مکتبہ شاہ فہد نے ہی ۶۳ صفحات پر شائع کی۔ اور اس کتب خانہ میں قلمی کتب کا جو عظیم الشان ذخیرہ ہے، ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان وغیرہ متعدد اہل علم نے مل کر اس کی فہرست مرتب کی، جو ”فہرس مخطوطات مکتبہ مکہ المكرمة“ نام سے مکتبہ شاہ فہد نے پہلی بار ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء میں ۵۹۱ صفحات پر شائع کی اور ماہ نامہ ”نور الحبيب“ شمارہ ستمبر ۲۰۰۷ء، صفحہ ۸۴ تا ۹۰ پر اس فہرست کا تعارف درج ہے۔

[۱۵۰] شیخ عبد المالك طرابلسی کے حالات: عقدا لجوهر، صفحہ ۱۹۶۹ تا

۱۹۷۰ / مکتبہ مکہ المكرمة قديماً وحديثاً، صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۹

[۱۵۱] تاریخ مولد النبی ﷺ، صفحہ ۱۲ تا ۱۳

[۱۵۲] ڈاکٹر شیخ ادریس کتانی کے حالات: المحدث الكبير العلامة السيد

محمد بن جعفر الکتانی، جلد ۱، صفحہ ۸۹ تا ۹۴

[۱۵۳] شیخ سید محمد جعفر کتانی (وفات ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء) کے مولود نامہ

”اليمن والاسعاد بمولد خير العباد“ کولاهور کے مولانا پروفیسر

محمد شہزاد مجددی نے اردو میں ڈھالا، نیز تخریج انجام دی اور حواشی

لکھے۔ یہ ”میلاد شریف کے فیوض و برکات“ نام سے ۱۲۸ صفحات پر لاہور سے چھپا۔ نیز ”رسائل میلاد النبی ﷺ“ نامی مجموعہ میں شامل ہے، جو علامہ صلاح الدین سعیدی نے مرتب کیا اور ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں لاہور سے ہی چھپا۔

[۱۵۴] شیخ فاتح کتانی کے حالات: غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۹۰۸ تا ۹۱۰ / المحدث الكبير العلامة السيد محمد بن جعفر الکتانی، جلد ۱، صفحہ ۱۰ تا ۱۱۰

[۱۵۵] مقامات خیر، صفحہ ۶۹۳، ۷۰۸ تا ۷۰۹

[۱۵۶] حجاز ریلوے، خلافت عثمانیہ کے آخری ایام کی اہم تعمیری خدمات میں سے ہے، دمشق سے مدینہ منورہ تک بچھائے گئے ریلوے لائن نظام کو ”حجاز ریلوے“ نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس کی تعمیر کا منصوبہ ۱۸۶۴ء میں سلطنت عثمانیہ کو پیش کیا گیا۔ عمل میں مخالفت و مشکلات کے باوجود متعلقہ وزیر نے ۱۸۸۱ء میں منصوبے کی منظوری دے دی۔ تا آن کہ یکم محرم ۱۳۱۸ھ / یکم مئی ۱۹۰۰ء کو اس وقت کے عثمانی خلیفہ عبد الحمید نے تعمیر کا فرمان جاری کیا، نیز جیب خاص سے عطیہ دیا اور حکومت ایران و مصر نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، نیز عالم اسلام میں اس مقصد کے لیے جمعیتات اسلامیہ بنیں، جنہوں نے ”حجاز ریلوے“ نام سے چندہ جمع کیا اور جب تک تعمیر جاری رہی، مسلمانان عالم کی جانب سے امداد جاری رہی۔ خلافت عثمانیہ نے فنڈ کے لیے خاص ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیا اور ستمبر ۱۹۰۰ء میں کام کا آغاز ہوا۔ سلطان عبد الحمید نے

یورپی ممالک، روس، مقامی عرب قبائل کی مخالفت کے باوجود کام جاری رکھنے کا عزم کیا۔ بالآخر دمشق سے مدینہ منورہ تک ۱۳۰۲ ریلو میٹر پٹری بچھانے اور متعلقہ کام ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں مکمل ہو گیا۔ مدینہ منورہ کا عنبر یہ ریلوے اسٹیشن ۱۹۰۷ء میں مکمل ہوا اور اگلے برس اس پر مسجد تعمیر کی گئی پھر دمشق سے پہلی ریل گاڑی ۲۳ اگست ۱۹۰۸ء کو مدینہ منورہ پہنچی، جس کا بھرپور استقبال کیا گیا۔ حجاج وزائرین کو سہولت میسر آئی اور تجارت میں آسانیاں پیدا ہوئیں۔ یہ خلافت عثمانیہ کے آخری ایام تھے۔ چنانچہ خاتمہ کی جانب گام زن حکومت کے تحت مقامی قبائل کو برطانیہ و فرانس وغیرہ نے بغاوت پر اکسایا، جس میں برطانوی جاسوس کرنل لارنس (وفات ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء) کا کردار اہم تھا۔ حجازی قبائل نے چند برس بعد ہی ریلوے کے سارے نظام کو تباہ کر دیا۔ یوں حجازی حدود میں آخری ریل گاڑی ۱۳ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء کو داخل ہوئی۔ اسے مکہ مکرمہ تک بڑھانے کا بھی منصوبہ تھا، جس پر عمل نہ ہو سکا اور حجاز ریلوے جیسا عظیم الشان نظام تاریخ کے صفحات میں گم ہو گیا۔ اس خطہ کی آئندہ حکومتیں تعمیر جدید اور بحال کرنے کے منصوبے بناتی رہی ہیں، لیکن ایک صدی گزرنے کے بعد بھی مالی وسائل کی فراوانی کے باوجود عملی جامہ نہیں پہنا سکیں۔ البتہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں مدینہ منورہ کے عنبر یہ اسٹیشن کی عمارت کو متعلقہ اشیا کے عجائب گھر کا درجہ دیا گیا اور اس دور کے انجن اور چند بوگیاں وغیرہ سامان اس میں سجادیے گئے ہیں۔ حجاز ریلوے کی

تعمیر و بربادی ایک عظیم منصوبہ اور افسوس ناک سانحہ تھا۔ اس کی تاریخ پر کتب لکھی گئیں۔ دمشق کے عالم جلیل شیخ محمد عارف بن احمد منیر شافعی (وفات ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء) نے ”السعادة النامية الابدیة فی السكة الحجازیة الحدیدیة“ لکھی اور دار الخلافہ استنبول جا کر سلطان عبدالحمید کو پیش کی، جنھوں نے اعزاز سے نوازا۔ یہ کتاب ۱۹۷۱ء میں بیروت سے ۲۹۴ صفحات پر شائع ہوئی / اور ڈاکٹر اوشین والد ولیم لیو (Ochsenwald Willam Leo) نے ۱۹۷۲ء میں شکاگو یونیورسٹی سے ”سكة حديد الحجاز، دراسة فی قدرة العثمانيين السياسية و مدى استغلالهم فی اتخاذ القرار“ عنوان سے پی ایچ ڈی کی / علاوہ ازیں ڈاکٹر محمد سید دقن کی ”سكة حديد الحجاز، دراسة وثائقية“ قاہرہ سے ۱۴۰۵ میں چھپی۔ / جب کہ اردو میں نسیم احمد نے ۲۰۰۷ء میں کتاب ”حجاز ریلوے عثمانی ترک اور شریف مکہ“ تالیف کی جو الفیصل ناشران لاہور نے ۲۰۱۰ء میں ۲۸۷ صفحات پر شائع کی۔ نیز / ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۳۲ تا ۳۳ / المدینة المنورة فی آثار المؤلفین، صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴ / اردو نیوز، شمارہ ۷ / اکتوبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۴، ادارہ کی جانب سے مضمون ”مدینہ منورہ پہنچنے والی پہلی ریل گاڑی“ / ویکی پیڈیا

[۱۵۷] تذکرہ شاہ جماعت، صفحہ ۴۰

[۱۵۸] سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۶۱، ۲۲۵، ۲۶۳ تا ۲۶۴،

جلد ۲، صفحہ ۲۹۲ تا ۳۰۸، ۳۹۸، ۶۰۰

[۱۵۹] اہم عرب ممالک، صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۷ / مشرق وسطیٰ، صفحہ ۱۸۳ تا

۱۸۷

[۱۶۰] شاہ محمد ادریس سنوسی کے حالات: اتمام الاعلام، جلد ۱، صفحہ

۳۳۸ / الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۲۰ / تنمۃ الاعلام، جلد ۲، صفحہ

۴۳، ۳۲۱ تا ۳۲۲ / الحركة السنوسية، جلد ۳، صفحہ ۱۷ تا ۱۲۸،

۳۷۸ تا ۳۸۹ / ذیل الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶ / سیدی ضیاء

الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۷ / عقد الجوهر، صفحہ

۲۰۲۲ تا ۲۰۲۳ / اردو نیوز، شمارہ ۱۲ / اپریل ۲۰۱۱، صفحہ ۴، عبدالستار

خان کی تحریر ”ادریس سنوسی کی بددعا“

[۱۶۱] الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۲۰

[۱۶۲] وکی پیڈیا

[۱۶۳] شیخ محمد زکریا بخاری مرغلانی ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں ازبکستان کی وادی

فرغانہ کے گاؤں دمول میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ ہجرت کی جہاں

چالیس برس سے زائد قیام کے بعد وفات پائی اور قبرستان بقیع میں

قبر بنی۔ حنفی عالم، عارف کامل، نقش بندی صوفی، صاحب کرامات

تھے۔ مدینہ منورہ کی حدود سے بہت کم باہر نکلتے۔ سالانہ محفل میلاد

منعقد کرتے، جس کی شہرت تھی۔ جن علما و مشائخ سے اجازت پائی ان

میں مکہ مکرمہ کے استاذ العلماء و مصنف شیخ سید علوی بن عباس مالکی

اور مولانا محمد عبد الباقی انصاری لکھنوی مہاجر مدنی شامل ہیں۔ آپ

کے احوال پر دمشق کے شیخ محمد ہشام برہانی کی کتاب ”العارف باللہ

الشیخ محمد بن زکریا البخاری المدنی "۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں
مجلس الوفاء والاثبات علی العهد دمشق نے ۲۴ صفحات پر
شائع کی۔ نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ پر احباب کی تحریریں تاحال موجود ہیں۔

[۱۶۴] شیخ سید مالک سنوسی کے حالات: الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۷۷ تا

۳۷۸ / عقد الجوهر، صفحہ ۱۷۳۲ تا ۱۷۳۴ / نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ

[۱۶۵] شیخ سید عمر بن محمد بن سالم بن حفیظ حفظہ اللہ تعالیٰ ۱۳۸۳ھ /

۱۹۶۳ء میں حضر موت جنوبی یمن کے علمی و روحانی شہر تریم میں پیدا
ہوئے۔ علاقہ بھر کے اکابر علمائے کرام سے تعلیم و استفادہ کے بعد

حرمین شریفین کی راہ لی، جہاں کے اہم اہل سنت علما کی شاگردی اختیار
کی، پھر شافعی عالم، عالمی مبلغ اسلام، استاذ العلماء، صوفی کامل، شاعر

ہوئے اور ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء میں سلطنت عمان گئے، جہاں ڈیڑھ برس

قیام کے دوران درس و تدریس، دعوت و ارشاد کے اعمال انجام دیے

تا آں کہ ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء میں حضر موت کے شہر الشحر کے ایک

مدرسہ سے وابستہ ہوئے اور ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء کو وطن تریم میں اہل

سنت کی عظیم درس گاہ دار المصطفیٰ للدراسات الاسلامیہ کی

بنیاد رکھی اور تدریس کا آغاز کیا، جب کہ ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء میں اس

ادارہ کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اب اس میں دنیا بھر کے طلبا زیر تعلیم، نیز

اپنا ریڈیو چینل اور ٹیلی ویژن چینل علم پھیلانے میں معاون ہیں۔ متعدد

اسلامی ممالک کے تبلیغی دورے کیے اور عالمی میلاد کانفرنس میں

شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے۔ علاوہ ازیں، پاک و ہند کے

متعدد شائقین علم نے ترمیم کا رخ کیا اور آپ سے تصوف وغیرہ علوم کی کتب پڑھیں، جن میں پاکستان کے مولانا انیس عطار، مولانا عبد اللہ جان نعیمی، مولانا نعیم اللہ نوری، مولانا محمد اکرام المحسن فیضی، مولانا بخت منیر سواتی اور ہندوستان کے مولانا آفتاب عالم خان شامل ہیں۔ آپ حبیب عمر بن حفیظ کے نام سے جانے جاتے ہیں اور اہل حضر موت کے ہاں ”حبیب“ کی اصطلاح ان شخصیات کے لیے رائج و مختص ہے جو سادات گھرانہ کے فرد، نیز شرعی علوم میں کمال رکھتے ہوں۔ پندرہ سے زائد تصنیفات میں میلاد النبی ﷺ اور تصوف وغیرہ موضوعات پر کتب، نیز ویب سائٹ فعال ہے۔ مزید حالات: اوپس قرنی کے دیس

میں، صفحہ ۲۵ تا ۲۶، ۲۹، ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۵۹، ۶۷، ۶۹

[۱۶۶] شیخ سید علی زین العابدین بن عبد الرحمن جفری حفظہ اللہ تعالیٰ ترمیم کے باشندہ، لیکن ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں حجاز مقدس کے ساحلی شہر جدہ میں پیدا ہوئے اور علمائے حریم شریفین سے استفادہ کے علاوہ یمن و مصر میں تعلیم پائی۔ شافعی عالم، عالمی مبلغ اسلام ہیں اور شیخ عمر بن سالم بن حفیظ کے شاگرد، نیز دار المصطفیٰ ترمیم کے وائس پر نسل اور ٹیلی ویژن چینلز پر بہ کثرت دروس نشر ہوتے ہیں۔ اسلامی دنیا، امریکہ و یورپ کے متعدد ممالک نیز بنگلہ دیش، سری لنکا، ہندوستان کے دورے کیے، نیز عالمی اجتماعات میں شرکت و خطاب کیا۔ ابوظہبی وغیرہ میں متعدد علمی اداروں سے وابستہ ہیں۔ اپنی ویب سائٹ رواں ہے مزید حالات: محدث اعظم حجاز کی وفات، صفحہ ۲۲۸ تا ۲۳۷

[۱۶۷] شیخ سید محمد بن عبد الرحمن سقاف حفظہ اللہ تعالیٰ بھی حضرموت

کے باشندہ، جب کہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں جدہ میں پیدا ہوئے۔ حجاز مقدس اور یمن کے علما سے شرعی علوم کی تکمیل کی اور شافعی عالم، عالمی مبلغ اسلام و مدرس ہوئے۔ شیخ عمر بن سالم بن حفیظ کے شاگرد، نیز دارالمصطفیٰ کے قیام و استحکام میں حصہ لیا۔ ہندوستان وغیرہ ممالک کے تبلیغی دورے کیے اور بڑا عظیم افریقہ کے دور دراز علاقوں میں پیدل جا کر اسلام کی روشنی پھیلائی۔ بارہ سے زائد تصنیفات فقہ، تفسیر، دعوت وغیرہ موضوعات پر ہیں اور بعض ٹیلی ویژن چینلز پر دروس نشر ہو رہے ہیں، نیز اپنی ویب سائٹ کے ذریعے خدمت دین میں مصروف ہیں۔

[۱۶۸] مصطفیٰ عقاد کے حالات: اتمام الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۶۸

[۱۶۹] شیخ ابو مدین شعیب بن حسین انصاری، اندلس کے شہر اشبیلیہ کے نواح

میں واقع گاؤں حصن قطنیانہ کے باشندہ تھے۔ آپ نے مراکش کے شہر فاس میں تعلیم پائی پھر بجایہ شہر میں مقیم رہے اور الجزائر کے شہر تلمسان سے ملحق مقام عباد میں دوران سفر تقریباً اسی برس کی عمر میں وفات پائی وہیں مزار واقع ہے۔ مالکی عالم، محدث، فقیہ، شاعر، امام الصوفیہ، غوث، صاحب کرامات تھے۔ شیخ ابو الحسن علی بن اسماعیل حرز ہم فاسی (وفات ۵۵۹ھ / ۱۱۶۳ء) سے سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت پائی، نیز شیخ ابو عبد اللہ دقاق سے تربیت پائی اور حج و زیارت کے لیے گئے تو مکہ مکرمہ میں قادری سلسلہ کے سر تاج شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی (وفات ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء) سے

ملاقات ہوئی، جن سے حدیث وغیرہ علوم پڑھ کر اجازت و خلافت پائی۔ بجایہ میں خانقاہ قائم کی اور کہا گیا کہ شیخ ابو مدین غوث کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ شاگردوں اور خلفاء کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، جو اجلہ علماء و اولیاء اللہ تھے، جن میں شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی جیسے اساطین وائمہ شامل ہیں۔ دو تصنیفات ”انس الوحید و نزہۃ المرید“ ”مفاتیح الغیب لازالۃ الریب و ستر العیب“ نام سے ہیں۔ وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد سلطان محمد ناصر موحدی نے مزار پر گنبد تعمیر کرایا اور بعد کے ادوار میں حکام نے تعمیر جدید و تزئین کرائی۔

شیخ ابو مدین غوث اور ان کے سلسلہ سے وابستہ بعض اکابر کے حالات پر الجزائر کے مشہور عالم شیخ ابو العباس شہاب الدین احمد بن حسین ابن قنفذ (وفات ۸۱۰ھ / ۱۴۰۷ء) نے کتاب ”انس الفقیر و عز الحقیق فی التعریف بالشیخ ابی مدین واصحابہ رضی اللہ عنہم“ تالیف کی، جو ۱۹۶۵ء میں محمد پنجم یونیورسٹی رباط مراکش نے شائع کی۔ اور اب شیخ ابی سہل نجاح عوض صیام نے تحقیق انجام دی، نیز مصر کے مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ علی جمعہ (پیدائش ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء) نے تقدیم لکھی اور یہ پہلی بار ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء میں دارالمقطم قاہرہ نے ۱۷۶ صفحات پر شائع کی / دوسری کتاب شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود کی ”شیخ الشیوخ ابو مدین الغوث، حیاتہ و معراجہ الی اللہ“ ہے، جو ۱۹۷۳ء میں دار الشعب قاہرہ اور اب مکتبہ عصریہ صیدا بیروت

نے ۱۳۹ صفحات پر شائع کی۔ نیز / الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۶۶ / جامع
کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۸۸۰ تا ۸۹۱ / شجرہ النور الزکیۃ،
صفحہ ۱۶۲ / معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۸۱۵

[۱۷۰] دور الزوايا، حصہ دوم، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۸۰

[۱۷۱] خواجہ حسن نظامی کے حالات: خواجہ حسن نظامی، حیات اور کارنامے،

ایوان غالب دہلی میں ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو ان کی یاد میں منعقدہ سیمینار
میں پڑھے گئے یا مشہور ادیبوں اور نقادوں کے وقتاً فوقتاً لکھے گئے
مقالات کا مجموعہ، مرتبہ خواجہ حسن ثانی نظامی، اشاعت ۱۴۰۷ھ /
۱۹۸۷ء اردو اکادمی دہلی، صفحات ۲۰۸

[۱۷۲] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۱۵ تا ۱۶

[۱۷۳] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۶۲

[۱۷۴] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۵

[۱۷۵] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۶

[۱۷۶] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۱۸ تا ۱۹

[۱۷۷] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۱۹

[۱۷۸] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۲۳ تا ۲۴

[۱۷۹] شیخ سنوسی، پہلا حصہ، صفحہ ۵۲ تا ۵۳

[۱۸۰] شیخ سنوسی، تیسرا حصہ، صفحہ ۵۳ تا ۶۱

[۱۸۱] شیخ سنوسی، تیسرا حصہ، صفحہ ۶۵

[۱۸۲] شیخ سنوسی، تیسرا حصہ، صفحہ ۷۹ تا ۸۰

[۱۸۳] شیخ سنوسی، تیسرا حصہ، صفحہ ۸۴ تا ۸۵

[۱۸۴] شیخ سنوسی، تیسرا حصہ، صفحہ ۴۷

[۱۸۵] مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے حالات اردو وغیرہ زبانوں میں بآسانی

دست یاب ہیں۔ عربی میں تین تازہ تحریریں یہ ہیں: قاہرہ کے عالم و مبلغ شیخ محمد خالد ثابت (پیدائش ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء) کی کتاب

”انصاف الامام، فی انصاف امام اہل السنة العالم الربانی

المجدد الشیخ احمد رضا خان البریلوی“ دوسری بار

۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں دارالمقطم قاہرہ نے ۲۱۶ صفحات پر شائع کی /

اور قاہرہ کے ہی مشہور ادیب و محقق ڈاکٹر محمد رجب بیومی (وفات

۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء) کی معاصر مشاہیر کے احوال پر کتاب ”النهضة

الاسلامیة فی سیر اعلامها المعاصرين“ دار القلم دمشق نے

۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء میں چھ جلد کے ۳۰۷۵ صفحات پر شائع کی، جس کی

چھٹی جلد کے صفحہ ۲۳ تا ۳۷ پر ہیں / ادھر کویت سے انیس ویں و

بیس ویں صدی عیسوی کے عربی شعرا کے تعارف و نمونہ کلام پر

اسلامی دنیا کے سینکڑوں اہل قلم کی تالیف و مرتب کردہ کتاب

”معجم البابطين لشعراء العربیة فی القرنین التاسع عشر

والعشرین“ پہلی بار ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں پچیس جلد کے اٹھارہ ہزار

سے زائد صفحات پر شائع ہوئی، جس کی دوسری جلد کے صفحہ ۶۰۰ تا

۶۰۱ پر درج ہیں۔

[۱۸۶] معارف رضا، شمارہ ۱۹۸۴ء، صفحہ ۲۴۵ تا ۲۵۰، حاجی محمد مرید احمد چشتی

(وفات ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء) کا مضمون ”امام احمد رضا کے چند خلفا“

[۱۸۷] مولانا ضیاء الدین مدنی کے احوال پر مطبوع سات اردو کتب کے نام یہ

ہیں: انوار قطب مدینہ، علامہ خلیل احمد رانا، پہلی اشاعت، ۱۴۰۸ھ /

۱۹۸۸ء مرکزی مجلس رضا، لاہور، صفحات ۴۸۰ / قطب مدینہ، علامہ

خلیل احمد رانا، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، نعمان اکادمی، جہانیاں

منڈی خانیوال، صفحات ۴۸ / قطب مدینہ، حافظ محمد طاہر رضا، سال

اشاعت درج نہیں، رضا اکیڈمی، لاہور، صفحات ۹۶ / قطب مدینہ اور

حضور مفتی اعظم، قاری امانت رسول رضوی، اشاعت ۱۹۹۸ء کانپور،

صفحات ۴۸ / سیدی ضیاء الدین احمد قادری، مولانا حکیم محمد عارف

ضیائی، پہلی اشاعت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۶ء، حزب القادریہ، لاہور، دو جلد،

صفحات ۱۴۰۰ / سیدی قطب مدینہ، مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی،

سال اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، مکتبہ المدینہ کراچی،

صفحات ۲۰ / قطب مدینہ کا سفر آخرت، ایک عینی شاہد کی زبانی، تحریر

علامہ ارشد قادری، بروایت علامہ ابوالقاسم ضیائی، اشاعت ۱۴۳۵ھ /

۲۰۱۴ء، انجمن ضیاء طیبہ کراچی، صفحات ۱۹۔ جب کہ بہ زبان عربی /

اتمام الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۸۴ / الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۷۵ تا

۳۷۶۔ نیز / مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کا مضمون بہ عنوان

”ترجمة العارف بالله تعالى الشيخ المعمر ضياء الدين

القادري“ ان دنوں انٹرنیٹ پر ہے، جو انجمن ضیاء طیبہ کراچی نے

”فضيلة الشيخ القطب الامام ضياء الدين المدني رحمة
الله عليه“ نام سے ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں کتابی شکل میں ۲۴ صفحات
پر شائع کیا۔

[۱۸۸] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۵، ۶۵۷

[۱۸۹] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۱۹

[۱۹۰] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۷

[۱۹۱] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۸۳

[۱۹۲] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۳

[۱۹۳] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۴

[۱۹۴] واضح رہے کتاب ”سیّدی ضیاء الدین احمد القادری“ کی پیش نظر

اشاعت کی جلد اوّل، صفحہ ۷۹۲ پر مفتی احناف مکہ مکرمہ شیخ عبدالرحمن

سراج کے سلسلہ روایت کا بیان ہے اور حق یہ ہے کہ مذکورہ صفحہ کی

سطر ۱۰ تا ۱۷ میں درج مواد کا آپ سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ آپ کے

والد شیخ العلماء مکہ مکرمہ شیخ عبداللہ سراج (وفات ۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۸ء)

سے متعلق ہے۔ دیکھیں: فہرس الفہارس، جلد ۲، صفحہ ۷۵۲

فهرست مآخذ و مراجع

عربی کتب، غیر مطبوعہ

- [۱] شوارق الانوار الجلیة فی اسانید السادة الشاذلیة، ابوالمحاسن شیخ سید محمد بن خلیل قاوقچی، قلمی نسخہ مخزومہ دمشق کا عکس؛ صفحات ۱۸۶
- [۲] المحدث الشيخ ابو المحاسن القاوقچی واثره فی علم الحديث، سحر بنت محمد علی ہوشر، مقالہ برائے ایم فل، کمپوز شدہ کا عکس

عربی کتب، مطبوعہ

- [۳] ابجد العلوم، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء دار ابن حزم، بیروت
- [۴] ابواب الفرج، جمع و ترتیب شیخ سید محمد بن علوی مالکی، سال اشاعت نیز مطبع و ناشر کے نام درج نہیں، مرتب کی زندگی میں چھپی۔
- [۵] اتحاف ذوی العناية ببعض مالی من المشیخة والروایة، شیخ سید محمد عربی بن محمد مہدی عزوزی، اشاعت، ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء مطبع الانصاف، بیروت

[۶] اتحاف المطالع بوفیات اعلام القرن الثالث عشر والرابع،
شیخ عبدالسلام بن عبدالقادر ابن سودہ، پہلی اشاعت، ۱۴۱۷ھ /

۱۹۹۷ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

[۷] اتمام الاعلام، ذیل لکتاب الاعلام لخير الدين الزركلي، شیخ
محمد ریاض مالح، ڈاکٹر نزار اباطہ، پہلی جلد، دوسری اشاعت، ۱۴۲۴ھ /
۲۰۰۷ء، دار الفكر، دمشق

[۸] ائمد العین بیان نبوة الخضر واسم ذی القرنین، شیخ سید
عبداللہ بن محمد صدیق غماری، تحقیق و تکملہ شیخ عبداللہ حلمی حسن
شریف، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، دار الفتح عمان،

اردن

[۹] الاجازة السامية للسانید العالیة، شاہ ابو الحسن زید فاروقی
دہلوی، سال اشاعت درج نہیں، مصنف کی زندگی میں چھپی، زوایہ
حضرات نقش بندیہ مجددیہ، دہلی

[۱۰] اجازة الطريقة السنوسية، شیخ سید محمد ادریس بن محمد مہدی
سنوسی، سال اشاعت، نیز مطبع و ناشر کے نام درج نہیں۔

[۱۱] الاسوار المشرفة علی مشیخة واسانید صاحبی شیخ مکة
المشرفة، شیخ سید نبیل بن ہاشم باعلوی غمری، پہلی اشاعت،
۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، مصنف نے مکہ مکرمہ سے شائع کی۔

[۱۲] الاعلام، شیخ خیر الدین بن محمود زرکلی، سترھویں اشاعت ۱۴۲۸ھ /

۲۰۰۷ء، دار العلم للملایین، بیروت

- [۱۳] الاعلام الشرقية في المائة الرابعة عشر الهجرية، شيخ محمد زكي بن محمد مجاهد، دوسری اشاعت، ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت
- [۱۴] اعلام ليبيا، شيخ طاهر احمد زاوی، تیسری اشاعت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، دار المدار الاسلامی، بیروت
- [۱۵] اعلام المغرب العربی، شيخ عبد الوهاب بن منصور، سات ویں جلد، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، شاہی کتب خانہ، رباط
- [۱۶] اعلام المکیین من القرن التاسع الى القرن الرابع عشر الهجری، شيخ عبد الله بن عبد الرحمن معلی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی، لندن
- [۱۷] اعلام من ارض النبوة، سيد انس بن يعقوب کتبی، پہلی اشاعت، پہلی جلد، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء، دوسری جلد، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد، جدہ
- [۱۸] أنس الفقير وعز الحقير في التعريف بالشيخ ابي مدين واصحابه رضی اللہ عنہم، شيخ شهاب الدين احمد بن حسين ابن قنفذ، تحقيق شيخ نجاح عوض صيام، پہلی اشاعت، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء، دار المقطم، قاہرہ
- [۱۹] انصاف الامام، في انصاف امام اهل السنة العالم الرباني المجدد الشيخ احمد رضا خان البریلوی، شيخ محمد خالد ثابت، دوسری اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، دار المقطم، قاہرہ

[۲۰] الانوار القدسیة فی مقدمة الطريقة السنوسیة، شیخ سید احمد بن محمد شریف سنوسی، پہلی اشاعت، ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء، مطبع عامرہ، استنبول، ضمن مجموعہ

[۲۱] الانوار القدسیة فی مقدمة الطريقة السنوسیة، شیخ احمد شریف سنوسی، سال اشاعت، نیز مطبع و ناشر مذکور نہیں، چند برس قبل عرب دنیا سے چھپی۔

[۲۲] البطولة والفداء عند الصوفیة، دراسة تاریخیة، شیخ اسعد الخطیب، سال اشاعت درج نہیں، ۱۳۱۶ھ / ۱۹۹۵ء یا اگلے برس شائع ہوئی، دار الفکر، دمشق

[۲۳] تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ محمد مطیع الحافظ، ڈاکٹر نزار اباض، پہلی اشاعت، پہلی و دوسری جلد، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء، تیسری جلد، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء، دار الفکر، دمشق

[۲۴] تنمة الاعلام للزرکلی، شیخ محمد خیر رمضان یوسف، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء، دار ابن حزم، بیروت

[۲۵] التراتیب الاداریة، نظام الحكومة النبویة، شیخ سید محمد عبدالحی بن عبد الکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر یحییٰ ابو المعاطی عباسی وغیرہ، پہلی اشاعت، ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء، دار السلام، قاہرہ

[۲۶] تراجم لیبیة، دراسة فی حیاة و آثار بعض الفقهاء والاعلام من لیبیا، قديمًا وحديثًا، ڈاکٹر جمعہ محمود زریق، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، دار المدار الاسلامی، بیروت

[۲۷] تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازة والسماع، شیخ محمود سعید
ممدوح، پہلی اشاعت غالباً ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء، دار الشباب
للطباعة، قاہرہ

[۲۸] الجواهر الاکلیلیۃ فی اعیان علماء لبیا من المالکیۃ، شیخ ناصر
الدین محمد شریف، پہلی اشاعت، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، دار البیارق
عمان، اردن

[۲۹] الجواهر الحسان فی تراجم الفضلاء والاعیان من اساتذۃ
وخلان، شیخ زکریا بن عبد اللہ بیلا، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبد الوہاب ابراہیم ابو
سلیمان، شیخ محمد ابراہیم احمد علی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء،
مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی، لندن

[۳۰] الجواهر الغالیۃ من الاسانید العالیۃ، مولانا محمد عبد الحکیم
شرف قادری، دوسری اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، مؤسسة
الشرف، لاہور

[۳۱] الجوهر النفیس فی صلوات ابن ادریس، شیخ محمد بن خلیل
حفناوی، بجرسی، اشاعت، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء، دار الندوة
الاسلامیۃ، بیروت

[۳۲] حاضر العالم الاسلامی، ڈاکٹر لو تھرپ سٹو ڈارڈ کی انگریزی
تصنیف کا ترجمہ از عجاج نوہض، حواشی و اضافات از امیر شکیب
ارسلان، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء، مکتبہ عصریہ، بیروت

[۳۳] الحاوی للفتاوی، علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی،
تحقیق شیخ خالد طرطوسی، اشاعت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء، دار

الکتاب العربی، بیروت

[۳۴] حدائق الزہر فی ذکر الاشیاء اعیان الدھر، شیخ حسن بن احمد
عاش ضمدی، تحقیق ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشری، پہلی اشاعت،
۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء، ناشر مذکور نہیں۔

[۳۵] الحركة السنوسیة فی لیبیا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، پہلی اشاعت،
۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، دار البیارق، اردن

[۳۶] ابو الحسن الشاذلی، عصرہ تاریخہ علومہ تصوفہ، شیخ علی
سالم عمار شرقاوی، پہلی جلد، اشاعت، ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء، دوسری
جلد، اشاعت ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء، مطبع دار التالیف، قاہرہ

[۳۷] الامام سیّدی ابو الحسن الشاذلی، ڈاکٹر محمد بن مہدی تسمانی،
پہلی اشاعت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت،
ضمن مجموعہ

[۳۸] حسن الوفاء لآخوان الصفا، شیخ فالح بن محمد ظاہری، تحقیق شیخ محمد
یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی، اشاعت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، دار البشائر
الاسلامیہ، بیروت، ضمن مجموعہ

[۳۹] حصر الشارد من اسانید محمد عابد، مولانا محمد عابد سہی مدنی،
تحقیق شیخ خلیل بن عثمان جبور سبعی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۳ء

مکتبۃ الرشید، ریاض

[۴۰] حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، شیخ عبد الرزاق بن حسن بیطار، تحقیق شیخ محمد بہجت بن محمد بہاء الدین بیطار، پہلی اشاعت ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء، مجمع اللغة العربية، دمشق

[۴۱] خزینۃ الاسرار جلیلة الذاکر، شیخ سید محمد حق بن علی نازلی، پہلی اشاعت، ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء، مطبع النيل، قاہرہ

[۴۲] الدلیل المشر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر صلی اللہ علیہ وسلم ذوی الفضل الشہیر و صحبہ ذوی القدر الکبیر، شیخ سید ابو بکر بن احمد حبشی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، مکتبہ مکیہ، مکہ مکرمہ

[۴۳] دور الزوايا إبان المقاومة والثورة التحريرية، متعدد اہل علم کے مقالات کا مجموعہ، اشاعت ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، وزارت مجاہدین، الجزائر

[۴۴] الديباج الخسروانی فی اخبار اعیان المخلاف السلیمانی، شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی، تحقیق ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشیری، اشاعت، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء، دارۃ ملک عبد العزیز، ریاض

[۴۵] ذیل الاعلام، شیخ احمد علاونہ، پہلی اشاعت، پہلی جلد، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء، دوسری جلد، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء، تیسری جلد، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، دار المنارة، جدہ

[۴۶] ربیع الاسرار فی دعوات و تحصینات النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والسلف الصالحین الاخیار، جمع و ترتیب

شعبہ تحقیق دار الاصول، پہلی اشاعت، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، دار
الاصول للدراسات والتحقیق و خدمة التراث، ترمیم

[۴۷] رد علی ما قیل و نشر فی حق العائلة الکتانیة الشریفہ، ڈاکٹر
محمد نفس زکیہ کتانی، سال اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء

جمعية الشرفاء الکتانین للتعاون والثقافة

[۴۸] الرؤی الشریفہ، الذین رأوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
المنام، شیخ مجدی سید عبدالعزیز، پہلی اشاعت، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء،
دار العالم العربی، قاہرہ

[۴۹] رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق الی قیام الساعة،
تعقیب علی رأی الشیخ مصطفى الزرقا لتخصیصہ رؤیا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالصحابہ الکرام، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ
بن عبداللہ مانع حمیری، سال اشاعت درج نہیں، وزارت اوقاف، دبئی
[۵۰] السحب الوابله علی ضرائح الحنابلة، شیخ محمد بن عبداللہ ابن
حمید عنزی، پہلی اشاعت ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء، مکتبہ امام احمد،
شہر کانام درج نہیں۔

[۵۱] السحب الوابله علی ضرائح الحنابلة، شیخ محمد بن عبداللہ ابن
حمید، تحقیق ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابوزید، ڈاکٹر عبدالرحمن بن سلیمان
عشیمین، پہلی اشاعت، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء، مؤسسة الرسالة، بیروت
[۵۲] السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین، شیخ سید محمد بن علی
سنوسی، اشاعت ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء، وزارت اطلاعات وثقافت، لیبیا

- [٥٣] سيرة الزعيمين، محمد المهدي واحمد الشريف، ڈاكٲر على محمد صلابي، پہلی اشاعت، ١٢٢٨ھ / ٢٠٠٤ء، مکتبہ عصریہ، بیروت
- [٥٤] شجرة النور الزكية في طبقات المالکية، شیخ محمد بن محمد مخلوف، سال اشاعت درج نہیں، دار الكتاب العربی، بیروت
- [٥٥] الشرب المحتضر والسر المنتظر من معین اهل القرن الثالث عشر، شیخ سید جعفر بن ادريس کتانی، تحقیق شیخ محمد حمزہ بن علی کتانی، پہلی اشاعت ١٢٢٥ھ / ٢٠٠٣ء، دار الکتب العلمیة، بیروت، ضمن مجموعہ
- [٥٦] شرح البودة، شیخ احمد بن محمد ابن عجیبه، تحقیق و تخریج شیخ عبد اللہ بن عبد القادر تلیدی، پہلی اشاعت، ١٢٣٢ھ / ٢٠١١ء، دار الامان، رباط
- [٥٧] الشوقيات، امیر الشعراء احمد شوقی، سال اشاعت درج نہیں، دار العودة، بیروت
- [٥٨] صفحات مشرقه من حياة الامام السيد الشريف علوی بن عباس المالکی الحسنی، شیخ سید عباس بن علوی بن عباس مالکی، پہلی اشاعت، ١٢٢٣ھ / ٢٠٠٣ء، مطبع سفیر، ریاض
- [٥٩] صفحات من جهاد الصوفیة والزُّهاد، ڈاكٲر محمد احمد درنیقه، پہلی اشاعت، ١٢١٥ھ / ١٩٩٣ء، جروس برس، طرابلس، لبنان
- [٦٠] الطباعة العربیة فی تركيا، ڈاكٲر سهیل صابان بن ابراهیم حقّی، پہلی اشاعت، ١٢٢٢ھ / ٢٠٠٢ء، دار الفیصل الثقافیة، ریاض

[۶۱] طبقات الشاذلية الكبرى، المسماة جامع الكرامات العلية
 في طبقات السادة الشاذلية، شیخ حسن بن محمد کوہن فاسی، تحقیق
 شیخ محمد ادیب جادر، پہلی اشاعت، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء، مکتبہ دار
 البیروتی، دمشق

[۶۲] الطرق الصوفیة والزوايا بالجزائر، تاریخها ونشاطها، شیخ
 صلاح مؤید عقبی، پہلی اشاعت ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء، دار البراق،
 بیروت

[۶۳] عبد الله التليدي، العلامة المربي المحدث الاثری، شیخ حسین اشبو
 کی طنحی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، دار القلم، دمشق

[۶۴] عقد الجوهر في علماء الربع الاول من القرن الخامس
 عشر، ڈاکٹر یوسف بن عبدالرحمن مرعشلی، پہلی اشاعت،
 ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، دارالمعرفة، بیروت، ضمن مجموعہ

[۶۵] عقود الدرر بتراجم علماء القرن الثالث عشر، شیخ حسن بن
 احمد عاکش ضممدی، تحقیق ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشری، پہلی اشاعت،
 ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، اثناء للنشر عمان، اردن

[۶۶] علماء دمشق واعيانها في القرن الثالث عشر الهجري، شیخ محمد
 مطیع الحافظ، ڈاکٹر نزار اباطہ، پہلی اشاعت، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء، دار
 الفكر، دمشق

[۶۷] عمر المختار، هكذا يكون الرجال، شیخ عصام عبد الفتاح، پہلی
 اشاعت، ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، دار الكتاب العربی، دمشق وقاہرہ

[۶۸] غرر الشام فی تراجم آل الخطیب الحسنية ومعاصريهم،
شیخ عبدالعزیز بن محمد سہیل الخطیب حسنی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۷ھ /
۱۹۹۶ء، دار حسان، دمشق

[۶۹] فتح القوى فی اسانید الشیخ علی احمد السندیلوی، مولانا
ابوالبرکات محمد منور عتیق، پہلی اشاعت، ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، دار
طیبة الغراء، دمشق

[۷۰] فہرس الفہارس والا ثبات و معجم المعاجم والمشیخات
والمسلسلات، شیخ سید محمد عبدالحی بن عبد الکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر
احسان عباس، دوسری اشاعت، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء، دار الغرب
الاسلامی، بیروت

[۷۱] الفوائد الجلیة فی تاریخ العائلة السنوسية الحاكمة بليبيا،
شیخ عبدالمالک بن عبدالقادر طرابلسی، پہلی جلد، اشاعت
۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء مطبع دارالجزائر العربیة دمشق

[۷۲] فیض الملك الوهاب المتعالی بانباء اوائل القرن الثالث
عشر والتوالی، مولانا عبدالستار بن عبدالوہاب صدیقی دہلوی مکی،
تحقیق ڈاکٹر عبد الملك بن عبد اللہ دبیش، پہلی اشاعت، ۱۴۲۹ھ /
۲۰۰۸ء، مکتبہ اسدی، مکہ مکرمہ

[۷۳] کلمة الرائد، افتتاحیة مجلة المسلم لاكثر من خمسين
عاماً، شیخ سید محمد زکی بن ابراہیم شاذلی، دوسری جلد، پہلی اشاعت،
۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، العشيرة المحمدية، قاہرہ

- [۷۴] الكنز الثری فی مناقب الجعفری، شیخ عبدالغنی بن صالح جعفری، پہلی جلد، پہلی اشاعت، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء، دار جوامع الکلم، قاہرہ
- [۷۵] مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، شیخ سید احمد بن ادريس فاسی، اشاعت، ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء، مطبع مصطفى بانی حلبی، قاہرہ
- [۷۶] مجموعة اوراد، شیخ سید احمد بن ادريس فاسی، پہلی اشاعت، ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء، مطبع عامرہ، استنبول، ضمن مجموعہ
- [۷۷] المجموعة المختارة، من مؤلفات الاستاذ الاعظم الامام سیدی محمد بن علی السنوسی، اشاعت ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء، ناشر شیخ محمد عبده بن غلبون، قاہرہ
- [۷۸] محمد احمد المهدی، شیخ توفیق احمد البکری، اشاعت، ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء، دار احیاء الکتب العربیة، قاہرہ
- [۷۹] المحدث الكبير العلامة السيد محمد بن جعفر الکتانی الحسنی الفاسی، شیخ مشایخ العصر فی المغرب والحجاز وبلاد الشام، ڈاکٹر محمد بن عزوز، پہلی اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، مرکز التراث الثقافی المغربی دار البیضاء
- [۸۰] العارف بالله الشيخ محمد بن زکریا البخاری المدني، شیخ محمد ہشام برہانی، اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، مجلس الوفاء والثبات علی العهد، دمشق

- [۸۱] الامام الفقيه المحدث الشيخ محمد عابد السندی الانصارى،
رئيس علماء المدينة المنورة في عصره، شيخ سائد بكداش، پہلی
اشاعت، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء، دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت
- [۸۲] المختصر من كتاب نشر النور والزهر في تراجم افاضل
مكة، من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر، شيخ عبد اللہ بن
احمد ابوالخير مرداد، اختصار وترتيب شيخ محمد سعيد عامودي، شيخ احمد علي بن
اسد اللہ کاظمی بھوپالی مکی، دوسری اشاعت، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء، عالم
المعرفة، جدہ
- [۸۳] المدرسة الشاذلية الحديثة وامامها ابو الحسن الشاذلي، شيخ
الازهر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود شاذلی، سال اشاعت درج نہیں، سال
تصنيف ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۸ء، دار الكتب الحديثة، قاہرہ
- [۸۴] المدهش المطرب، شيخ عبد الحفيظ بن محمد طاهر فاسی، تحقيق شيخ عبد المجيد
خیالی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء، دار الكتب العلمية،
بیروت، کتاب کے مزید دو نام، رياض الجنة، معجم الشيوخ
- [۸۵] شيخ الشيوخ ابو مدين الغوث، حياته ومعراجه الى الله، شيخ
الازهر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود شاذلی، سال اشاعت درج نہیں، مکتبہ
عصریہ، صیدا، بیروت
- [۸۶] المدينة المنورة في آثار المؤلفين والباحثين قديماً وحديثاً،
ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد الرحیم عسیلان، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء،
مصنف نے مدینہ منورہ سے شائع کی۔

[۸۷] المسلسلات العشرة، في الاحاديث النبوية على صاحبها افضل الصلاة واتم السلام، شيخ سيد محمد بن علي سنوسي، اشاعت ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء، مطبع حجازي، قاهره

[۸۸] مشيدات دمشق ذوات الاضرحه وعناصرها الجمالية، ڈاکٹر قتیبہ شہابی، اشاعت، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء، وزارت اوقاف، دمشق، شام

[۸۹] المطرب في مشاهير اولياء المغرب، شيخ عبد اللہ بن عبد القادر تليدي، دوسري اشاعت، ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء، مؤسسة التغليف والطباعة والنشر، تطوان

[۹۰] معجم البابطين لشعراء العربية في القرنين التاسع عشر والعشرين، چار سو سے زائد اہل قلم نے تالیف و مرتب کی، پہلی اشاعت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، مؤسسة جائزة عبدالعزيز سعود البابطين للابداع الشعري، کویت

[۹۱] معجم العلماء والمشاهير، الذين افردوا بتراجم خاصة، شيخ عبد اللہ بن محمد الحبشي حضرمي، پہلی اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، المجمع الثقافي والتراث، ابو ظبی

[۹۲] معجم المطبوعات العربية والمعرية، يوسف بن اليان سركيس، سال اشاعت درج نہیں، قدیم اشاعت کا عکس، دار صادر، بیروت

[٩٣] معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في النوم واليقظة، شيخ محي الدين طعمي، دوسرى اشاعت، ١٤٣٠هـ / ٢٠٠٩ء،

دار الكتب العلمية، بيروت

[٩٢] معجم المؤلفين، تراجم مصنفى الكتب العربية، شيخ عمر رضا كحاله، پہلى كمپيوٹر اشاعت، ١٤١٢هـ / ١٩٩٣ء، مؤسسة الرسالة،

بيروت

[٩٥] معجم الموضوعات المطروقة في التاليف الاسلامى و بيان ما الف فيها، شيخ عبد الله بن محمد الحبشى حفرى، دوسرى اشاعت، ١٤٢١هـ / ٢٠٠٠ء، المجمع الثقافى، ابو ظبى

[٩٦] المعدن العدنى فى فضل اويس القرنى، ملا نور الدين على بن محمد قارى هراتى كمى، تحقيق شيخ ابراهيم بن عبد الله حازمى، پہلى اشاعت، ١٤١١هـ / ١٩٩١ء مطبع سفير، رياض

[٩٧] مكتبة مكة المكرمة قديماً و حديثاً، دراسة موجزة لموقعها وتاريخها و ادواتها ومجموعاتها، ڈاكٹر عبد الوهاب بن ابراهيم ابو سليمان، دوسرى اشاعت ١٤٣٣هـ / ٢٠١٢ء، مكتبة شاه فهد، رياض

[٩٨] المناظرة الكبرى، بين عين اعيان الامة الهاديين الى سبيل النجاة القطب النفيس الامام السيد احمد بن ادریس و فقهاء الوهابية، شيخ حسن بن احمد عاكش ضمدى، تحقيق سيّد عبد العزيز بن هاشم ادريسى، سال اشاعت درج نهيس، مكتبة ام القرى، مکه مکرمه

[۹۹] منطق الاوانی بفیض تراجم عیون اعیان آل الکتانی، شیخ سید محمد حمزہ بن علی بن منقر کتانی، ”الشرب المحتضر“ کے آخر میں مطبوع ہے۔

[۱۰۰] المنهل الروی الرائق فی اسانید العلوم واصول الطرائق، شیخ سید محمد بن علی سنوسی، پہلی اشاعت، ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء، مطبع حجاز قاہرہ

[۱۰۱] موسوعة اهل الذکر بالسودان، شیخ سید ظاہر الباقری نگرانی میں متعدد اہل قلم نے تالیف و مرتب کی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، وزارت خزانہ، خرطوم

[۱۰۲] الموسوعة المیسرة فی الادیان والمذاهب والاحزاب المعاصرة، مصنف کا نام درج نہیں، پہلی اشاعت ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء، دار الندوة العالمية للشباب الاسلامی، ریاض

[۱۰۳] الموسوعة المیسرة فی الادیان والمذاهب والاحزاب المعاصرة، ڈاکٹر مانع بن حماد جہنی، تیسری اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، دار الندوة العالمية، ریاض

[۱۰۴] نثر الجواهر والدرر فی علماء القرن الرابع عشر، ڈاکٹر یوسف بن عبدالرحمن مرعشی، اسی مصنف کی ”عقد الجوهر“ کے آغاز میں مطبوع ہے۔

[۱۰۵] نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، علامہ عبدالحی لکھنوی

ندوی، علامہ ابوالحسن علی ندوی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، دار

ابن حزم، بیروت

[۱۰۶] النفحات الربانیۃ، المشتملۃ علی سبعة رسائل میرغنیۃ

للسادة المیرغنیۃ وغیرہم، مختلف ادوار کے چھ مصنفین کی سات

تصانیف کا مجموعہ، پہلی اشاعت ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء، مکتبۃ مصطفیٰ بابی

حلبی، قاہرہ

[۱۰۷] النفس الیمانی والروح الروحانی فی اجازۃ القضاۃ بنی

الشوکانی، شیخ عبدالرحمن بن سلیمان اہل، تحقیق شیخ عبداللہ بن محمد

الجبشی حضرمی، پہلی اشاعت ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء، دارالصمیعی،

ریاض

[۱۰۸] النهضة الاسلامیۃ فی سیر اعلامہا المعاصرین، ڈاکٹر محمد رجب

بیومی، اشاعت ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء، دار القلم، دمشق

[۱۰۹] نیل الامانی بفہرسۃ مسند العصر عبدالرحمن بن عبد

الحی الکتانی، شیخ محمد زیاد بن عمر تکھ، پہلی اشاعت، ۱۴۳۱ھ /

۲۰۱۰ء، دار الحدیث الکتانیۃ، بیروت، ضمن مجموعہ

[۱۱۰] واعظ غیر مُتَّعِظ، شیخ عبدالحی عمروی، شیخ عبدالکریم مراد، اشاعت

۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء، مطبع النجاح الجدیدۃ

[۱۱۱] وسام الکرم فی تراجم ائمة وخطباء الحرم، شیخ یوسف بن محمد بن داخل، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، دار البشائر الاسلامیة، بیروت

عربی مضمون ووثائق

- [۱۱۲] اجازة، مولانا ضیاء الدین سیال کوٹی مدنی، بہ نام شیخ محمد تیسیر بن توفیق مخزومی، تحریر ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ، ایک بڑا قلمی صفحہ
- [۱۱۳] اجازة، شیخ عبد اللہ بن ابراہیم غلامی بہ نام مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری وغیرہ، تحریر ۹ محرم ۱۴۲۲ھ، ایک قلمی صفحہ
- [۱۱۴] اجازة، شیخ سید عبد الغنی بن صالح جعفری، بہ نام ڈاکٹر عبد الواحد ازہری، تین الگ الگ صفحات پر مطبوعہ
- [۱۱۵] اجازة، شیخ سید مالک بن عربی سنوسی، بہ نام مولانا محمد اکرام المحسن فیضی، تحریر ۱۲ محرم ۱۴۳۲ھ، ایک مطبوعہ صفحہ
- [۱۱۶] اجازة، شیخ محمد تیسیر بن توفیق مخزومی، مرتب کا نام درج نہیں، کمپوز شدہ اٹھارہ صفحات

[۱۱۷] اجازة، مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، بہ نام شیخ سید مالک بن عربی سنوسی، تحریر ۱۴ رمضان ۱۴۲۷ھ، ایک قلمی صفحہ

[۱۱۸] ترجمة السيد احمد الشريف السنوسي، شيخ عبد المالك بن عبد
القادر طرابلسي، الفوائد الجليلة کے متعلق باب کا اختصار مع
اضافات، ۵ قلمی صفحات

[۱۱۹] سند الحديث من المدرسة الاسلامية العربية انوار العلوم
ببلدة ملتان، ایک مطبوعہ صفحہ

عربی اخبار و رسائل

[۱۲۰] ماہ نامہ ”الازھر“ قاہرہ

[۱۲۱] روزنامہ ”الشرق الاوسط“ لندن

اردو کتب

[۱۲۲] ابواب تاریخ المدینة المنورة، شیخ علی حافظ مدنی کی تصنیف کا مختصر
ترجمہ از آل حسن صدیقی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء، مطابع
المدینة، جدہ

[۱۲۳] امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ، محمد بہاء الدین شاہ، پہلی
اشاعت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

- [۱۲۴] اوپس قرنی کے دیس میں، سفر نامہ یمن، مولانا محمد نعیم اللہ نوری، اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور
- [۱۲۵] اہم عرب ممالک، پروفیسر محمد حسن اعظمی ازہری، سال اشاعت درج نہیں، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء کے بعد چھپی، ناشر ہادی کریم میمن، کراچی
- [۱۲۶] باقیات جہان امام ربانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی کی نگرانی میں متعدد اہل علم نے تالیف و مرتب کی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی
- [۱۲۷] تاریخ مولد النبی ﷺ، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، چھٹی اشاعت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور
- [۱۲۸] تذکرہ حضرت محدث دکن، ڈاکٹر محمد عبد الستار خان نقش بندی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء الممتاز پبلی کیشنز، لاہور
- [۱۲۹] تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، علامہ محمد صادق قسوری، پروفیسر مجید اللہ قادری، پہلی اشاعت، ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
- [۱۳۰] تذکرہ شاہ جماعت، سید حیدر حسین شاہ، تیسری اشاعت ۱۴۲۹ء / ۲۰۰۸ء، جماعتیہ حیدریہ پبلشرز، لاہور
- [۱۳۱] جامع کرامات اولیاء، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ از پروفیسر مولانا محمد ذاکر حسین شاہ چشتی، اشاعت ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

[۱۳۲] جہانِ امام ربانی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی کی سرپرستی میں متعدد شخصیات نے تالیف و مرتب کی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

[۱۳۳] خواب میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں قیامت تک جاری رہیں گی، ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ مانع کی ”رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق الی قیام الساعة“ کا ترجمہ از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، سال اشاعت درج نہیں، صفہ فاؤنڈیشن، لاہور

[۱۳۴] خواجہ حسن نظامی، حیات اور کارنامے، مجموعہ مقالات، مرتبہ خواجہ حسن ثانی نظامی، اشاعت ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء اردو اکادمی، دہلی

[۱۳۵] دمشق کے غلامیٰ علما، عبد الحق انصاری، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء، بہاء الدین زکریا لاہوری چھوٹی، ضلع چکوال

[۱۳۶] رحمة الرحیم فی ذکر نبی الکریم، مختصر روضۃ النعیم، مولانا عبد الرحیم ہادی دہلوی، سال اشاعت درج نہیں، رحمن برادر س تاجران کتب، کراچی

[۱۳۷] سفر نامہ زیاراتِ مراکش، علامہ افتخار احمد حافظ القادری، اشاعت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، مصنف نے راول پنڈی سے شائع کی۔

[۱۳۸] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، علامہ عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی، پہلی اشاعت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۶ء، حزب القادریہ، لاہور

[۱۳۹] شیخ سنوسی، خواجہ حسن نظامی، پہلا حصہ اضافہ شدہ چھٹی اشاعت ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء، دوسرا حصہ دوسری اشاعت ۱۹۱۲ء، تیسرا حصہ

- اشاعت ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء، چوتھا حصہ، تکمیل تالیف ۱۳۳۲ھ /
 ۱۹۱۴ء غالباً اسی برس چھپی، پانچ واں حصہ، تکمیل تالیف ۱۳۳۳ھ /
 ۱۹۱۴ء، غالباً یہی سال اشاعت ہے، حلقہ نظام المشائخ دہلی
- [۱۴۰] محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، عبدالحق انصاری، پہلی
 اشاعت ۱۳۳۲ھ / ۲۰۱۱ء، فقیہ اعظم پہلی کیشنز، بصیر پور
- [۱۴۱] مشرق وسطیٰ، شجاعت اللہ صدیقی، پہلی اشاعت ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء،
 فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور
- [۱۴۲] مقامات خیر، مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی، دوسری اشاعت، ۱۴۰۹ھ /
 ۱۹۸۹ء، شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی

اردو اخبار و رسائل

- [۱۴۳] روزنامہ ”اردو نیوز“ جدہ
- [۱۴۴] ماہ نامہ ”سوئے حجاز“ لاہور
- [۱۴۵] ماہ نامہ ”ضیائے حرم“ لاہور
- [۱۴۶] سال نامہ ”معارفِ رضا“ کراچی
- [۱۴۷] ماہ نامہ ”نظام المشائخ“ دہلی
- [۱۴۸] نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ کی متعدد عربی ویب سائٹس

مصنّف کی دیگر کتب

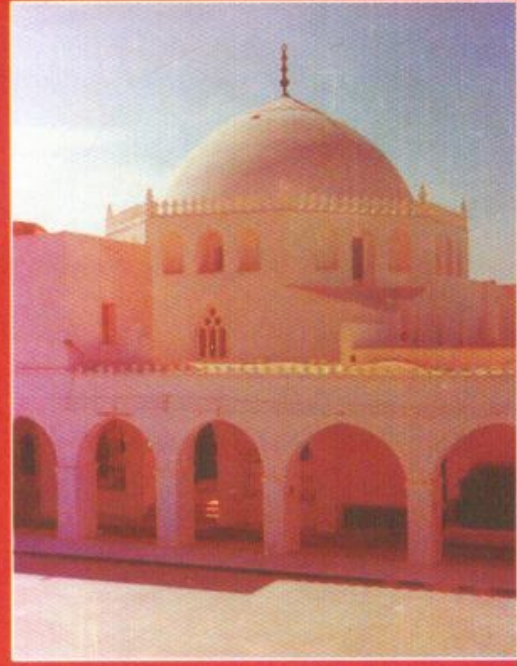
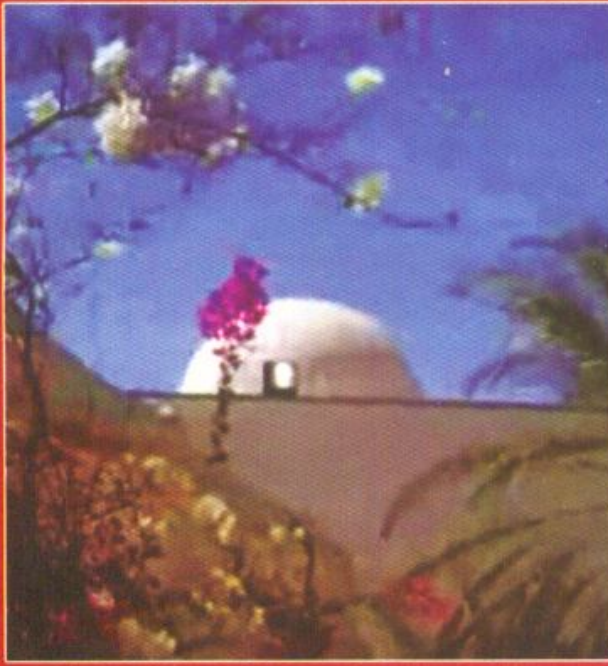
- محدث اعظم حجاز اور سعودی صحافت
- امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ
- تاریخ الدولۃ المکیہ
- علمائے مکہ مکرمہ کے حالات پر عربی کتب
- مکہ مکرمہ کے عجیبی علما
- مکہ مکرمہ کے کتبى علما
- دمشق کے غلامینی علما
- فضیلة الشیخ محمد علی مراد رحمۃ اللہ علیہ
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ
- شیخ الازہر عبد اللہ شرقاوی رحمۃ اللہ علیہ
- مفتی اعظم مصر سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- نزہۃ الخواطر کا علمی و تحقیقی جائزہ
- چکوال میں آباد ایک خاندان تاریخ کے آئینہ میں
- اہل چکوال اور مرزائیت
- درود و سلام کی چند عربی کتب
- دلائل الخیرات کی سند نعیمی
- دنیائے عرب میں جشن میلاد
- تحفۃ السالکین
- براہین قاطعہ؛ پس منظر، مندرجات، رد عمل
- اشاریہ ضیائے حرم (ابتدائی ۲۰ سال)

دارالاسلام کی شائع کردہ کتب سیر و سوانح

- 1- مناقب الحبیب (سوانح خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ): حاجی محمد نجم الدین سلیمانی
- 2- تجلیات قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا مفتی ثار احمد اشرفی
- 3- احوال و آثار شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ: اُسید الحق قادری، ذا کر بدایونی
- 4- علامہ فضل حق خیر آبادی چند عنوانات: خوشتر نورانی
- 5- حیاتِ اُستاد العلماء مولانا یار محمد بندیا لوی رحمۃ اللہ علیہ: علامہ غلام رسول سعیدی
- 6- علامہ محمد اشرف سیالوی حیات و خدمات: پروفیسر امجد منیر، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
- 7- علامہ غلام رسول سعیدی حیات و خدمات: شگفتہ جمیس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
- 8- تذکرہ مشائخ مجددیہ (افغانستان): پروفیسر حسن بیگ مجددی، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
- 9- مجلہ ”حجۃ الاسلام“، لاہور/ علامہ اشرف سیالوی نمبر
- 10- ماہ نامہ ”جام نور“، دہلی/ عالم ربانی (مولانا اُسید الحق قادری) نمبر

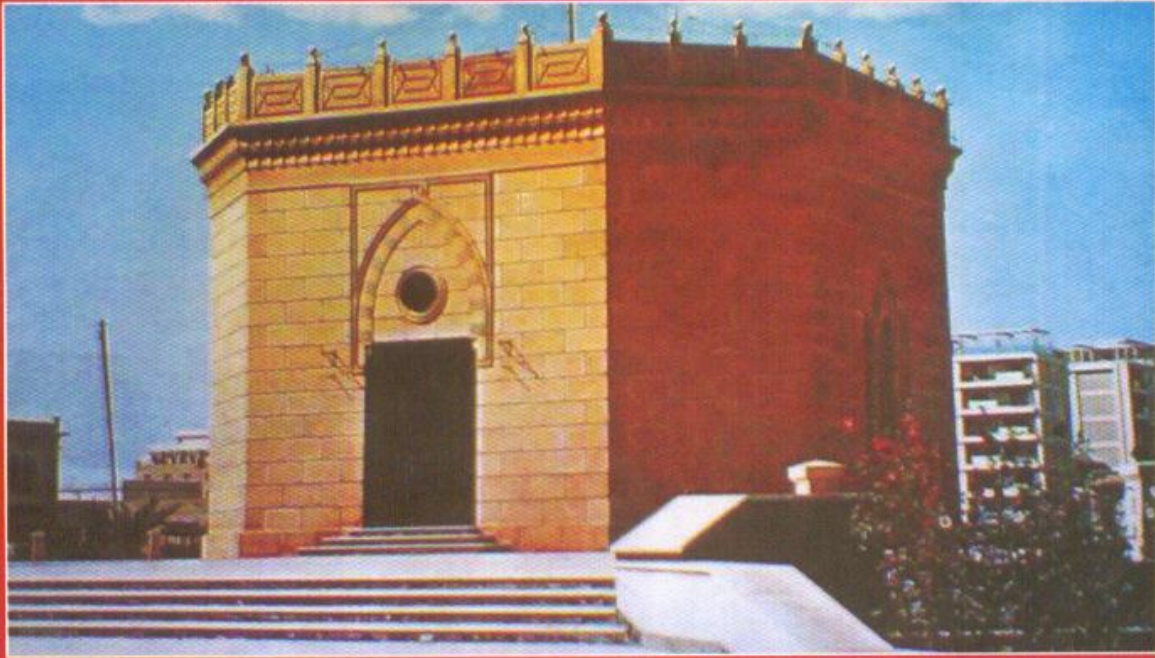
زیر طبع

- 11- سیرتِ غوثِ اعظم: مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی
- 12- سیرتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی
- 13- حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ: خلیق احمد نظامی
- 14- احوال و آثار شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ: ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی
- 15- علامہ محمد فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ: ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول
- 16- استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ: صدر یار جنگ محمد حبیب الرحمن خان شروانی مع ضمیمہ
- 17- انوار العاشقین (تذکرہ مشائخ چشتیہ صابریہ): مولانا مشتاق احمد چشتی انیسٹھوی
- 18- الیواقیت المہریۃ: العلامة غلام مہر علی کولروی



مزار شیخ سید محمد مہدی سنوسی، بہ مقام الکفرہ، لیبیا

مزار شیخ سید محمد بن علی سنوسی، بہ مقام جغبوب، لیبیا



مزار شیخ الشہداء عمر المختار شہید، بہ مقام بن غازی، لیبیا

جامع مسجد و محلہ مولانا راجی، اندرون بھائی گیٹ، لاہور، پنجاب۔ پاکستان

0321-9425765

darulislam21@yahoo.com

دارالاسلام